منی ناول

دیارِ صبح کے اجالوں میں

نایاب جیلانی

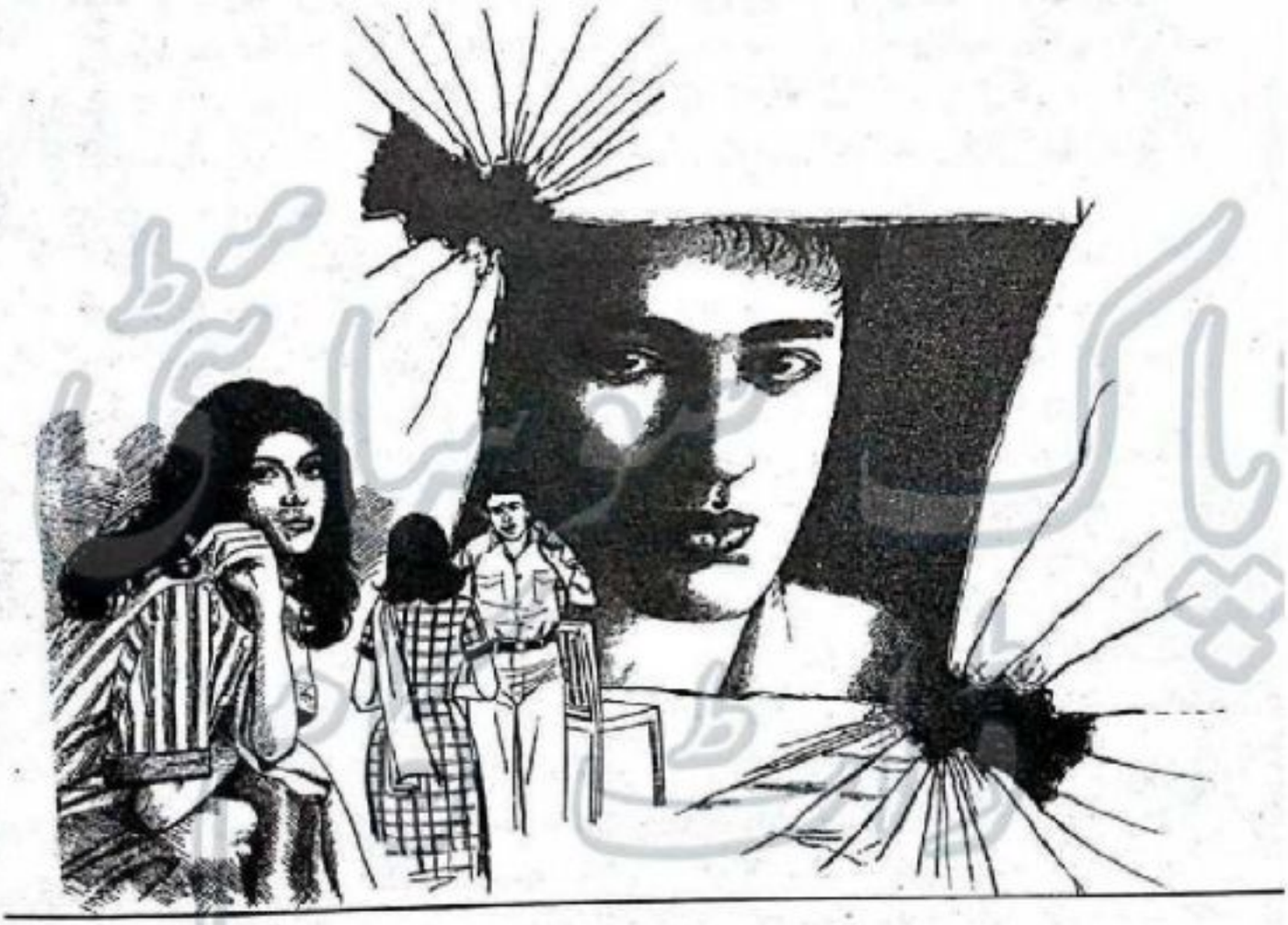

"پڑھنا دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ کاش، تعلیم اتنی ضروری نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی بھی تو پروفیسر اتنے کنجوس نہ ہوتے۔ ناپ تول کر نمبر دینے والے...... اتنے بے رحم اور سنگ دل، فیل کرتے ہوئے خوفِ خدا سے ذرا دل نہیں کانپا...... پروفیسر خالق، عاشق اور میم انزلہ سارے سال کا نزلہ...... کسی ایک پرچے میں بھی پاسنگ مارکس نہیں...... دفع دور، ایسی پڑھائی۔" یہ نادر ارشادات اسمارا کے تھے۔
وہ چمچے بھر، بھر کر شہد کھا رہی تھی اور اسی حساب سے شہد اور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لیموں کے پیسٹ کا مساج بھی کررہی تھی۔ اسے اپنے حسنِ جہاں سوز کی نزاکت اور بحالی کے لیے رزلٹ سے زیادہ تفکرات تھے۔ اگر اتنی عرق ریزی سے حسن نکھارنے کے بجائے دل لگا کر پڑھ لیتی تو بی ایس سی آنرز میں شاندار طریقے سے فیل نہ ہوتی۔

اس کے فیل ہونے کا صدمہ اسمارا سے زیادہ عاشر کو ہوا تھا۔ وہ صبح بھی آگ اگل کر گیا تھا۔

''میں کس منہ سے یونیورسٹی جاؤں گا؟ لوگ مجھے طعنے مار، مار کر ادھ موا کردیں گے۔ عاشر کی منگیتر سارے سبجیکٹ میں فیل.....'' اس کے صدمات کی انتہا بس یہیں تک تھی۔

''اسی منہ کے ساتھ چلے جانا..... ویسے بھی تمہاری بہن نے پوری یونیورسٹی میں ٹاپ کر کے میرے فیل ہونے کی ذلت کو ڈھانپ لیا ہے سو یو ڈونٹ وری.....'' اسمارا نے کھلکھلاتے ہوئے جواب دیا تھا۔ مجال تھی جو اسے ذرا بھی غم تھا..... اور ایک اسما تھی اگر کسی سمسٹر میں فورجی پی نہ آتا تو وہ رو، رو کر پورا گھر سر پر اٹھا لیتی۔ تین، تین دن کھانا نہ کھاتی..... صدمے کے مارے شکل فٹے منہ سی ہوجاتی تھی۔ مگر اسے کسی اور بات کی پروا کہاں تھی۔ اسے بس پڑھائی کو گھول، گھول کر پینا تھا۔ حسن جاتا بھاڑ میں..... اور اسمارا اس کے بالکل الٹ تھی۔ اسے پڑھنے سے خاص شغف نہیں تھا۔ وہ تو بس بی ایس سی آنرز میں ایڈمیشن لے کر وقت گزار رہی تھی۔ اب فیل ہونے کے بعد اس مصروفیت سے بھی ہاتھ دھونا پڑ گئے تھے جبکہ اسما شہر سے دور ایک اور اچھی یونیورسٹی میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے جارہی تھی۔

جہاں اسما کی من پسند یونیورسٹی میں ایڈمیشن مل جانے کی خوشی منائی جارہی تھی۔ وہیں پہ اسمارا کی گھر میں خاصی گت بنائی گئی تھی۔

جب اسما پہلی چھٹیوں میں گھر آئی تو اسمارا ان دنوں کوئی لینگویج کورس کررہی تھی۔ اسما نے اسے بہت ہی ڈانٹا.....

''تم دوبارہ سے پیپرز کی تیاری کرتیں..... اِدھر اُدھر ٹانگیں کیوں اڑا رہی ہو۔''

''یار! مجھے نہیں پڑھنا..... میں تو ٹائم پاس کررہی ہوں۔ ویسے بھی مجھ سے اپنی شکل نہیں بگاڑی جاتی..... سارا حسن تباہ ہوجاتا ہے۔ ذرا اپنی شکل دیکھو آئینے میں..... خوف سے دل کانپ رہا ہے میرا..... اتنے گہرے کالے بھیانک حلقے..... کالا رنگ..... تم کیا دھوپ میں بیٹھ کر نوٹس بناتی ہو ڈفر! اپنی حالت بگاڑ رکھی ہے۔'' اسمارا الٹا اس پر چڑھ دوڑی تھی۔ اور اسما بے پروائی سے سنتی رہی۔

''فیلڈ کا کام ہوتا ہے اور یہی تو دن ہیں پڑھائی کے..... حسن وصحت دوبارہ واپس لائی جاسکتی ہے۔'' وہ آئینے میں اپنے سانولے رنگ کو خاصا گہرا محسوس کررہی تھی۔

''مجھے تو خوف ہے کسی دن تمہارے منگیتر نے تمہیں دیکھ لیا تو منگنی توڑ کر دوبارہ اس طرف نہیں آئے گا۔'' اسمارا کی آنکھوں میں واضح شرارت تھی۔

''میرا منگیتر ایسا نہیں.....'' اسما نے بھی مصنوعی اتراہٹ کا مظاہرہ کیا تھا۔

''ہاں..... اس کے اعصاب تمہاری طرح خاصے مضبوط ہوں گے۔ وہ تمہیں دیکھ کر بھیانک چیخ نہیں مارے گا۔ ان نوٹس کو چھوڑو اور اِدھر آؤ..... میں تمہارا مساج کروں۔ شکل کچھ بہتر دکھائی دے۔'' اسمارا نے ہمیشہ کی طرح اسے آفر کی تھی جسے اسما نے ان سنا کردیا۔

''وہ ہر طرح سے مضبوط ہوگا..... کیونکہ وہ اسما خلیل کا منگیتر ہوگا۔'' اس کے لہجے میں ایک استحکام اور یقین بول رہا تھا۔ اسمارا مساج کرتی لمحہ بھر کے لیے رک گئی تھی۔ جیسے اس کے الفاظ کی گہرائی میں اترنا چاہتی ہو۔ اسے اسما کے لہجے میں کچھ خاص محسوس ہوا تھا۔ کچھ عجیب سا..... کیا ایک فخریا تکبر.....؟

''رہنے دو منگیتروں کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی۔'' اسمارا نے سر جھٹک کر کہا۔ جیسے اس کے لہجے میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اترے ''یقین'' کو جھٹکنا چاہا۔

''لیکن مجھے اس پر یقین ہے، میں گارنٹی دے سکتی ہوں۔'' اسما کے اگلے الفاظ اسے ہکا بکا کر گئے تھے۔ وہ منہ کھولے اسے دیکھتی رہ گئی۔

''بغیر جانے، پرکھے، ملے، دیکھے، سنے.....؟ حد ہے یار! کیسی افسانوی بات کرتی ہو۔'' اسارا کا انداز مذاق اڑانے والا تھا۔

''میرا دل گواہی دیتا ہے میں بھلا کیوں غیر حقیقی بات کروں گی، تم جانتی ہو..... میں کس قدر پریکٹیکل ہوں۔'' اسما نے اسی مستحکم دوٹوک لہجے میں جتایا تو اسارا کی ہنسی کا فوارہ چھوٹ پڑا۔

''رہنے دو، لوگ شوہروں کی گارنٹی نہیں دے سکتے تم منگیتر صاحب کے لیے دعوے کر رہی ہو..... مجھے غصہ مت دلاؤ۔ اسے ''آزمانے'' پر اتر آؤں گی.....'' وہ ٹھوک بجا کر میدان میں اتر آئی تھی۔

''وہ ایسا ویسا ہے ہی نہیں..... بہت ثابت قدم ہوگا..... کھرا اور سچا، خالص اور منفرد.....'' اسما کے لہجے میں ایک جذب بھری کیفیت تھی..... اسارا کا منہ پھر سے کھل گیا تھا۔

''بالکل میرے جیسا بے کھوٹ اور مضبوط، ثابت قدم.....'' اس نے اپنی بات پھر دہرائی تھی۔ اب اسارا پہ ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا۔

''اچھے اچھوں کے قدم اکھڑ جاتے ہیں..... تمہارے دعوے نرے فضول ہیں۔'' اسارا نے اسے لمحوں میں جھٹلا دیا۔

☆☆☆

رات سیاہی سے سفیدی کی طرف مائل تھی۔ روشن دانوں سے نورِ سحر کی کرنوں کا سویرا دکھائی دے رہا تھا۔

بڑا سا کھلا کھلا صاف ستھرا کمرا روشنی سے پور، پور بھر گیا تھا۔ ہر ایک چیز روشنی میں واضح تھی۔ کمرے کا فرنیچر، جو نیا نکور اور چمکتا ہوا تھا..... انتہائی نفیس اور دیدہ زیب..... چنیوٹ سے عاشر نے آرڈر پر بنوایا تھا۔ اپنی اکلوتی بہن کے لیے خوب صورت فرنیچر..... پورا کمرا اس کے جہیز میں آئے فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔

خوب صورت ڈبل بیڈ، انتہائی چوڑا اور اونچا سنگار میز..... یوں لگتا پوری دیوار پر پھیلا ہوا ہے..... فرنیچر سے میچ کرتے لیدر کے صوفے..... ہم رنگ قالین اور دیواروں پر آرائشی تصویریں۔ وہ ایک، ایک چیز پر غور کرتی لمحہ بھر کے لیے ٹھہر سی گئی تھی۔ اس کی نگاہیں خوب صورت سیٹریوں سے ہوتی ہوئی سامنے دیوار پر لگی فل سائز تصویر پہ گویا جم گئی تھیں لمحہ بھر کے لیے اس کا دل بند سا ہو گیا تھا۔

اس کی آنکھوں میں ستائش کے ساتھ، ساتھ نمی اتر آئی تھی۔ وہ ایک ٹک تصویر کو دیکھتی رہی۔ وہ ایک خوبرو، کھٹ اور شرارتی سے نوجوان کی تصویر تھی..... جس کی خوب صورت گہری بولتی آنکھوں میں شرارت بھری تھی۔ اس نے نچلے لب کا کونا دانتوں میں دبا رکھا تھا۔ اس کے سیاہ بال ماتھے پر سایہ فگن تھے اور ستواں ناک انتہائی دل موہ لینے والی خوب صورتی سے اپنی طرف کو کھینچ رہی تھی۔

اسما کا دل بھر بھر آیا... اس نے بے ساختہ تصویر سے نگاہ چرا لی تھی۔ اسے کوئی حق نہیں تھا کہ اس تصویر کو پورے استحقاق سے دیکھتی۔

اس نے گہری سانس کھینچ کر اعصاب ڈھیلے چھوڑ دیے تھے۔ وہ اب دیوار گیر الماریوں کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ایک، ایک الماری کا پٹ کھولنے کے بعد اسے مایوسی کا سامنا ہوا تھا۔ دو الماریوں میں ہادی کے کپڑے لٹک رہے تھے۔ ایک جوتوں والا ریک تھا۔ ایک الماری میں کتابیں تھیں۔ اور ایک میں سردی، گرمی کے بستر..... اسما کے کپڑے کہیں نہیں تھے۔

وہ مایوسی سے پورے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ معاً اسے بیڈ کے نیچے دو سوٹ کیس دکھائی دیے۔ اسما کے دل کو تسلی ہوئی تھی۔ اس نے سوٹ کیس بہ مشکل گھسیٹ کر باہر نکالا تھا پھر اندر موجود فینسی، دیدہ زیب، ایمبرائڈڈ کپڑے دیکھ کر آنکھیں بھر آئی تھیں۔ اس کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ساری شاپنگ عاشر نے کی تھی اور بلاشبہ عاشر کی چوائس بہت کمال کی تھی۔ اس نے صرف ہلکے رنگوں والے سوٹ نہیں لیے تھے بلکہ کچھ گہرے اور شوخ رنگ بھی تھے حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اسما کو ہلکے رنگ پسند ہیں لیکن عاشر نے ہادی کی چوائس کو بھی مدنظر رکھا تھا۔ ہادی کو گہرے رنگ پسند تھے۔ سارے گہرے رنگ اس پر اٹھتے بھی بہت تھے۔ اجلی رنگت پر ڈارک کلر اپنی الگ ہی چھب دکھاتے ہیں۔

اس کا دل پھر سے بجھ گیا۔ اس نے ہاتھ میں لیا رائل بلیو کلر کا سوٹ واپس سوٹ کیس میں رکھ کر نسبتاً ہلکے سبز رنگ کا کڑھائی والا سوٹ نکال لیا تھا۔ اس کی اپنی رنگت پہ یہی کلر اچھے لگتے تھے۔ وہ سوبر رنگوں کو پسند کرتی تھی اور ویسے بھی اسما زندگی میں دوبارہ کبھی ڈارک کلر نہیں پہنتی۔ جتنی بے عزتی اس نے رات کو گہرے سرخ رنگ کے شرارے کو پہن کر محسوس اور برداشت کی تھی..... یہ اس کا حوصلہ، ہمت اور ضبط تھا جو وہ ابھی تک بڑی ہمت کا مظاہرہ کرتی خود کو پھر سے سمیٹ کر نئے عزم اور ولولے کے ساتھ آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کھڑی ہوگئی تھی۔ اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اس وقت تک اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو چکا ہوتا۔

رات کا منظر ایک مرتبہ پھر نگاہوں کو جھلسانے ایک فلم کی طرح اپنے عکس چھوڑ رہا تھا۔

ایک لمبے، طویل، تھکا دینے والے سفر کا اختتام..... امنگوں، خوابوں یا خوشیوں بھرے کسی موڑ پر نہیں ہوا تھا۔ وہ تو ابھی تک اپنے ساتھ ہونے والے عجیب وغریب ڈرامے پہ انگشت بدنداں تھی۔ آخر یہ اسی کے ساتھ کیوں ہوا تھا؟ کل کی خوب صورت، مہکتی، گلابوں سی بوجھل شام اس کا نکاح ہوا تھا۔ نکاح یعنی شادی..... قریب دو سال پہلے اسما کو اس کے بابا اور ماموں کے قریبی اور عزیز از جان دوست عبداللہ زئی نے اپنے بیٹے ہادی زئی کے لیے مانگ لیا تھا۔

وہ بھی بڑے خوب صورت اور خوشگوار دن تھے..... ان دنوں وہ یونیورسٹی میں ایم فل کی کلاسز اٹینڈ کر رہی تھی۔ عاشر اس سے ایک سال بڑا تھا لیکن وہ یونیورسٹی میں اس سے جونیئر تھا۔

وہ صرف دو ہی بہن بھائی تھے۔ اس کے ماموں کی فیملی ان کے ساتھ شروع سے رہائش پزیر تھی..... ماموں، مامی اور ان کی اکلوتی بیٹی اسارا۔

اسارا، عاشر کی کلاس فیلو تھی..... اور وہ تینوں یونیورسٹی میں ایک تکون کی طرح مشہور تھے۔ ان کی دوستی اور محبت کی مثال نہیں ملتی تھی۔ اسارا اور اسما کا پیار بہنوں سے بڑھ کر تھا۔ اسی طرح مامی نے بھی کبھی ان میں تفریق نہیں کی تھی..... ان کا گھرانا ایک پُرامن، محبت بھرا گھرانا مشہور تھا۔ پھر کچھ عرصے پہلے بابا کے دوست عبداللہ زئی اپنی بیگم کے ہمراہ کوئٹہ سے آئے تو شگن کے طور پر ہادی کے نام کی انگوٹھی بھی ساتھ لائے تھے۔

ان کی آمد بالکل اچانک ہوئی تھی..... اور انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بھی نہیں بتایا تھا۔ اسما ان دنوں اپنے تھیسس میں بزی تھی۔ اور وہ گھر میں بھی موجود نہیں تھی۔

بابا تو ایک دم بوکھلا گئے۔ فوراً عاشر کو بھگایا کہ اسما کو شارٹ نوٹس پہ محض ایک گھنٹے کے لیے ہاسٹل سے لے آئے۔ اور جب عاشر نے اسے اپنے آنے کا مدعا بتایا تب وہ ایک دم چیخ پڑی تھی۔

"یہ تو فاؤل ہے عاشر! میری منگنی اور مجھے ہی خبر نہیں..... میرا اتنا تعارف حلیہ ہو رہا ہے..... پوزیشن لینے کے چکروں میں پہلے ہی میں نے اپنی مت مار لی ہے۔ دیکھو، آنکھوں کے نیچے ڈارک سرکل، حد ہے یار! میں اپنی ساس کے سامنے یوں جاؤں گی، نہیں بالکل نہیں....." اس نے اپنی اصل پریشانی کی وجہ بتائی تو عاشر ہنس، ہنس کر دوہرا ہو گیا۔

"ڈونٹ وری میری جان! تمہیں ساس کا درشن کروانے سے پہلے پارلر کا وزٹ کروادوں گا..... فیشل، پالش کروا کے بھوتنی بن کر ساسو جی سے ملاقات کر لینا۔" عاشر نے اسے تسلی دی تھی اور وہ کچھ مطمئن

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھی ہوگئی تھی لیکن ہوا اس کے مکمل برعکس..... انہیں آتے آتے ہی بہت دیر ہوچکی تھی۔ اوپر سے بابا کی کالز آرہی تھیں۔ عبداللہ انکل کو جلدی واپس بھی جانا تھا..... اور وہ چاہتے تھے کم از کم جس کام کے لیے آئے تھے وہ پورا کر کے جاتے۔ عاشر سے اپنا وعدہ نباہنا مشکل ہوگیا۔ یوں اسما اپنے ''ماسیوں'' والے حلیے میں جیسے ہی گھر پہنچی تو وہاں پر اچھی خاصی تقریب کی چہل پہل نظر آرہی تھی۔

اسارا کی ایک آدھ سہیلی بھی موجود تھی اور کالونی کی آنٹیاں وغیرہ بھی..... جبکہ اسارا کی سج دھج دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ اس نے بڑی خوب صورت کامدار فراک پہن رکھی تھی' بال بھی کرل کروا رکھے تھے اوپر سے بندیا، جھمکے اور انتہائی مناسب میک اپ کے ساتھ یوں لگ رہا تھا جیسے اسما کی جگہ اسارا یعنی اسی کی منگنی تھی۔ کچھ آنٹیاں تو اسی غلط فہمی میں اسی سے لپٹ کر اس کا منہ ماتھا چومتی پھر رہی تھیں اور اسے بار، بار وضاحت دینی پڑ رہی تھی کہ اس کی منگنی نہیں بلکہ اسما کی منگنی ہو رہی ہے۔ نام جو دونوں کے ایک سے تھے۔

اسما کے دل کو دھکا سا لگا تھا۔

یعنی وہ اپنی ہی منگنی کے فنکشن میں بالکل ماسی لگ رہی تھی۔ اور ستم یہ کہ اسے تیاری کے لیے وقت بھی نہیں دیا گیا تھا..... بابا اور عاشر نے جلدی مچا رکھی تھی کیونکہ انکل اور آنٹی کو واپس جانے کی بھی جلدی تھی۔ انہیں دیر بھی بہت ہو رہی تھی۔

جبکہ اسما ایسے حلیے میں منگنی کی انگوٹھی پہننے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا..... اسے انگوٹھی پہننے کے لیے آنٹی کے پہلو میں بیٹھنا ہی پڑا تھا۔ اور آنٹی نے اسے انگوٹھی پہنا کر ماتھا چومنے کے بعد والہانہ پیار کیا تھا جبکہ اسما ''رسم'' کے بعد ایسے اٹھ کر بھاگی تھی کہ پھر دوبارہ دکھائی ہی نہیں دی۔ عاشر نے اس کی بس اکلوتی تصویر بنائی تھی باقی اسی (اسارا) فوٹو سیشن کا شوق رات تک فرماتی رہی۔ اسے تصویریں بنوانے کا شوق بھی بہت تھا اور عاشر بھی دل کھول کر اس کی تصویریں بناتا تھا۔

پھر جب تقریب اختتام کو پہنچ گئی اور انکل آنٹی واپس چلے گئے تب پورے گھر کا پھیلاوا سمیٹتے ہوئے اسما باقاعدہ طور پر عاشر سے لڑائی کرتی رہی تھی۔

''بدعہد.....! بخشوں گی نہیں تمہیں..... یہ میری منگنی تھی یا کسی کی رسم قل..... جس میں مجھے ''ماسی'' بن کر شرکت کرنا تھی۔ برتن مانجھنے والی اور چاول بانٹنے کے لیے..... حد ہے یار! میری اتنی بری اکلوتی تصویر..... جو تم نے انکل کے موبائل میں سیو کر کے بھیجی ہے۔ وہاں پہ سب مجھے کچھ اور نہیں ''میڈ'' ضرور سمجھ لیں گے۔'' اسما کا مارے صدمے کے برا حال تھا۔ وہ تقریب کے پھیلاوے کو ٹھکانے لگا رہی تھی جبکہ نازک اندام اسی اپنا لباس فاخرہ اتار کر پوری تقریب کی وڈیو اور تصویریں دیکھ، دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر رہی تھی۔ اپنے حسن سے اس کا اپنا ہی دل نہیں بھرتا تھا۔ بجتی سنورتی اور تصویریں بنا، بنا کر اپنا من خوش کرتی تھی۔ اللہ نے حسن و نزاکت کی دولت سے اسی کو بے بہا نواز رکھا تھا۔ اسی لیے تو عاشر کو اسی کے علاوہ کچھ اور سوجھتا نہیں تھا۔

''میری ننھی سی جان.....! غم کیوں کھاتی ہو..... میں نے ساری تصویریں انکل کے موبائل میں سیو کردی تھیں..... انہیں ہماری محلہ فیلوز اور اس ماڈل اسی کو دیکھنے سے فرصت ملے گی تو تم پر کوئی تبصرہ فرما سکیں گے..... بھلا اس قلوپطرہ کو ضرورت کیا تھی اتنی تصویروں کا ڈھیر بنوانے کی..... حد ہے یار! اس کی تیاری دیکھ کر مجھے اٹھارہ مرتبہ وہم ہوا کہ مجھ سے منگنی توڑ کر کہیں بابا اس کی منگنی تو نہیں کر رہے.....'' عاشر کی اپنی کلبلاہٹ کا بھی کوئی حال نہیں تھا۔ برآمدے کے گول پلر نما ڈیزائن کی گولائی میں نیم دراز اسی نے کھا جانے والی نظروں سے عاشر کو گھورا تھا۔ وہ ابھی تک اپنے ٹچ اسکرین موبائل میں اپنی تصویروں کو سیو کرنے اور فرینڈز کو وہ فوٹوز سینڈ کرنے میں مصروف تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''جل مگڑے! تم تو ویسے ہی میرے حسن و ادا سے جیلس ہوتے ہو..... پوری تقریب میں ہر، ہر آنٹی نے میری اتنی تعریف کی کہ حد نہیں..... سوائے اسما کی ساس کے..... بس اس کی ساس کو اپنی بہو کے علاوہ کوئی اور پیارا نہیں لگا تھا..... سبھی بار، بار اسما کو چوم رہی تھیں.....'' امی کے بتانے پر اسما کا دل پہلی مرتبہ خوشگواریت محسوس کرنے لگا تھا ورنہ وہ تو اس ہنگامی منگنی پر بجھ سی گئی تھی۔

''میں کیوں جلوں گا.....؟ تم تو میرا اعزاز ہو..... میرا میڈل ہو..... سونے کا گلے پڑا ڈھول ہو..... جسے بجا، بجا کر میں فخر محسوس کرتا ہوں۔'' عاشر نے شرارتی انداز میں اسارا کو چڑایا تھا۔ اس نے سلگتی نگاہ عاشر کی طرف اچھالی تھی پھر وہ پنجے تیز کر کے میدان میں اتر آئی۔

''یہ تم نے ڈھول کسے کہا؟ کالے بینگن۔'' اس نے عاشر کے سانولے رنگ پہ برابر کی چوٹ کی..... ان دونوں کی یہ تکرار ایک معمول کا حصہ تھی۔ وہ بچپن سے ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے جھگڑتے اور منٹوں میں صلح کرتے آرہے تھے۔

''امی کی بچی! یہ بینگن تمہارے نصیب کا ہے.....'' عاشر نے اسے اور بھی چڑایا تھا۔

''تاکہ میں اس کا بھرتا بنا سکوں.....'' وہ بھی اسارا تھی۔ ڈنکے کی چوٹ پر دوبدو جواب دیتی تھی۔

''اسی لیے تو میں یہ گنگناتا ہوں..... کاش میں تمہارے کھیت کا ایک بینگن ہوتا۔'' عاشر نے باقاعدہ گنگنا کر دکھایا تھا۔

''جس کی میں چٹنی بنا کر پڑوسیوں کو دے آتی۔'' اسارا نے تنک کر جواب دیا تھا۔ معاً اسما کو تنبیہ کرنا پڑی۔

''اوں ہوں..... امی! سوچ سمجھ کر بولا کرو..... حدِ ادب..... عاشر تمہارا منگیتر ہے۔''

''منگیتر ہے ناں شوہر تو نہیں..... منگیتروں کی عزت کا شریعت میں کوئی حکم نہیں.....'' اسارا کی اپنی الگ ہی ایک منطق ہوا کرتی تھی۔

''مجھے غیرت مت دلاؤ امی.....! ورنہ تمہیں منگیتر سے شوہر بن کر دکھادوں گا۔'' عاشر نے اسے جی جان سے دھمکایا تھا..... لیکن وہ اسارا ہی کیا جو دھمکیوں کے اثر میں آجاتی۔

''منہ دھو رکھو، پہلے بابا اسما کو کوئٹہ رخصت کر کے بھیجیں گے..... پھر تمہاری باری آئے گی۔''

''میں بابا کو جذباتی بلیک میل کرلوں گا..... اور اسما کو ایک معذرت نامہ پیش کروں گا۔'' عاشر نے اس کی بات کا منہ توڑ جواب دیا تھا۔

''معذرت نامے میں کیا لکھو گے؟'' اسارا کو فوراً کھد بد ہوئی تھی۔

''یہی کہ پیاری بہن! ایک چڑیل کو قابو کرنے میں میری مدد کرو..... تمہاری شادی کو تھوڑا ڈیلے کرنا پڑے گا..... اس کے لیے معذرت خواہ ہوں..... چڑیل کا قید میں آنا ضروری ہے کیونکہ یہ چڑیل کسی بھی وقت کسی اور کو چمٹ سکتی ہے۔'' عاشر نے اسارا کو اتنا چڑایا کہ وہ تن فن کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

''تم بہت فضول بکواس کرتے ہو۔'' جب کوئی بات نہ بن سکی تو اسارا دھپ، دھپ کرتی اندر چلی گئی تھی تب اسما بھی پورا صحن صاف ستھرا کر کے فارغ ہونے کے بعد آگئی..... عاشر جھولے پر بیٹھا تھا۔ اور موٹی، موٹی جامنیں کھا رہا تھا۔ اس نے ہتھیلی پر رکھے جامن اسما کی طرف بھی بڑھا دیے تھے۔

اس نے ایک جامن اٹھایا ہی تھا کہ جب عاشر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک اور اٹھاؤ ناں.....''

''وہ کیوں.....؟'' اسما نے ناسمجھی کے عالم میں پوچھا..... اسے جامن ویسے بھی اتنے پسند نہیں تھے۔ اسی لیے بس ایک ہی اٹھایا تھا۔ عاشر اسے شرارتی نظروں سے دیکھتا رہا تھا پھر مسکرا کر بولا۔

''ایک تمہارا اور دوسرا ہادی کا۔''

عاشر کی شرارت محسوس کر کے اسما بلش کر گئی تھی..... ہادی کے نام سے ایک نرم سا احساس دل میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جاگا تھا۔ وہ اپنے خیال کی چوری سے شرما گئی تھی۔

''سوچو ناں اسما ذرا.....'' عاشر نے میٹھی جامنیں کھاتے ہوئے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا..... وہ جو نرم سے اسی احساس تلے دبی تھی لمحہ بھر کے لیے چونک گئی۔

''کیا سوچوں.....؟'' اس نے حیرانی سے پوچھا تھا۔

''ہادی کو سوچو..... جسٹ امیجن.....؟ وہ کیا کر رہا ہوگا.....؟'' عاشر کو ایسی ہی بے تکی سوجھتی تھیں۔

اسما نے خفگی سے اسے دیکھا پھر سر جھٹک کر آہستگی سے بولی۔

''مجھے کیا پتا.....'' اس کا سر بھی نفی میں ہل گیا تھا۔

''تمہیں کیوں نہیں پتا.....؟ سوچو ذرا..... ہادی کیا کر رہا ہوگا؟ چھوڑو، تم ڈفر کیا بتا سکتی ہو، میں بتاتا ہوں وہ اس وقت تصویریں دیکھ رہا ہوگا۔'' عاشر کا انداز پُراسرار قسم کا تھا۔ اسما کا دل اوپر نیچے ہوا۔ وہ عاشر کے اگلے الفاظ کی منتظر ہوئی جانے عاشر اب کیا کہے گا۔

''اور تمہاری تصویر جو تم انگوٹھی پہن کر اٹھ رہی تھیں..... اور بالکل سیدھی کھڑی کیمرے کی طرف دیکھتی ہونق لگ رہی تھیں بلکہ ہونق سے زیادہ مبارکی لینے والی ''ماسی'' لگ رہی تھیں۔ اس تصویر کو دیکھ کر ہادی کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔ کب سے میں اسی صدمے تلے دبا ہوا ہوں.....'' اس نے اتنی سنجیدگی سے پوری پچویشن کری ایٹ کی کہ اسما کا خود مارے صدمے کے برا حال ہوگیا۔

''اور میں غم سے بھی نڈھال ہوں..... اگر ہادی نے تمہاری تصویر دیکھ کر منگنی توڑنے کا اعلان کر دیا تو میرا کیا بنے گا اسما! یعنی تمہاری شادی مزید ڈیلے ہو جائے گی۔ کسی اور ''بکرے'' کے پھنسنے اور ''قربان'' ہونے تک..... بڑی مشکل سے یہ ''فارمی مرغا'' پھنسا تھا.....'' وہ مارے افسوس اور صدمے کے ہادی کو ''بکرے'' سے ''فارمی مرغا'' بنا چکا تھا۔ جبکہ اسما کی اپنی رنگت بھی فق ہو چکی تھی۔ ہادی کو دیکھے، سوچے، جانے بغیر کافی عرصے سے اسما نے اپنے دل کی اونچی مسند پر بٹھا رکھا تھا..... کیونکہ زبانی کلامی بات تو کب سے طے تھی..... اور اب اس کا لاڈلا..... بھائی کیسے، کیسے الیکٹرک شاک مار کر اسے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا..... اور اگر واقعی ہادی نے ایسا کر دیا تو.....؟ اس سے آگے اسما کا دل بند ہونے لگا تھا..... اس کی سوچیں ہلاک ہونے لگی تھیں۔

وہ عاشر کی شرارت سمجھتے ہوئے بھی اس پر چڑھ دوڑی تھی۔

''سارا قصور تمہارا ہے عاشر! تم کیسے بھائی ہو؟ جو بہن کا احساس بھی نہیں..... میں نے کہا بھی تھا..... مجھے اس ''جمعدارنیوں'' والے گیٹ اپ میں مت لے جاؤ..... دو دن پہلے کا میں نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ جو پورے سفر میں چرمرا گیا تھا۔ اوپر سے آنٹی نے ہتھیلی پر سرسوں جماتے ہوئے مجھے کپڑے چینج کرنے کا بھی موقع نہیں دیا تھا۔ میں منہ پر پانی کے دو چھپاکے مار کر سفر کی گرد اور تھکاوٹ، بھی نہیں اتار سکی..... اب اگر میری منگنی ٹوٹی تو سارا قصور تمہارا ہوگا۔'' اسما نے بپا تنگِ دہل عاشر کو دھمکایا تو وہ چہرے پر زمانے بھر کی سنجیدگی طاری کرتے ہوئے بولا۔

''اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ جو ہونا تھا ہو چکا..... تمہاری ''قحط زدگان'' تصویر بھی پہنچا دی..... کاش وہ اکلوتی تصویر بھی نہ بھیجتا..... لیکن انکل نے بار، بار کہا تھا۔ ساری تصویریں ان کے موبائل میں سینڈ کر دوں..... حتیٰ کہ گلنار کی تصویریں بھی پہنچ گئیں اُدھر.....'' عاشر نے اپنی پڑوسن کا نام بھی لیا تھا جو ہر تصویر میں گردن بگلے کی طرح اچکا کر اپنا تھوبڑا دکھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

''اس موٹی بھینس گلنار کا کام دیکھو..... ہر تصویر میں جلوہ افروز تھی..... شاید اس کوشش میں کہ تمہاری سسرال تصویریں جائیں اور وہاں پہ ہادی کا کوئی بھائی، کزن، پڑوسی، رشتے دار اس گول مٹول فٹ بال کو دل میں بسا کر دوسرے ہی دن رشتہ لینے پہنچ جائے.....'' عاشر کو بات گھمانے میں ملکہ حاصل تھا..... لیکن اسما کا ذہن گلنار میں اٹک ہی نہیں سکا..... وہ تو ابھی تک اپنی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اکلوتی تصویر کے غم میں ادھ موئی ہو رہی تھی..... بھلا کیا ضرورت تھی وہ اکلوتی تصویر بھی بھیجنے کی.....؟

''فرض کرو وہاں سے کوئی بارود اٹھتا ہے..... کوئی بم بلاسٹ ہو جاتا ہے تو تم پھر کیا کرو گی؟'' عاشر بڑی معصوم صورت بنا کر پوچھ رہا تھا۔

''میں تمہارا کچومر بنا دوں گی..... تمہاری سروائی گھوٹ دوں گی۔ تمہارا آٹا پسوا دوں گی..... تمہیں کچا چبا جاؤں گی۔'' اس کے ''خطرناک'' ارادے ملاحظہ کر کے عاشر ڈر کے قدرے دور ہٹا تھا۔

''یعنی تم..... اسما خلیل..... میری اکلوتی ہمشیرہ..... ایک غیر، اجنبی، پرائے، آدمی کی خاطر اپنے بھائی یعنی کہ اکلوتے، اکلوتے بھائی کا ایسا حشر نشر کر دو گی۔ میرا کچومر بنا کر بوتلیں بھرو گی۔ سروائی گھوٹ کر ٹھنڈے گلاس بیچو گی؟ آٹا پسوا کر تندور پر روٹیاں لگواؤ گی؟ مجھے کچا چبا جاؤ گی؟ اس فلانے فلانے، غیر، بالکل اجنبی ست پرائے ہادی کے لیے..... جسے نہ دیکھا، نہ جانا نہ سنا..... یعنی وہ ہادی تمہیں اتنا اور اتنا اور بے بہا اتنا..... پیارا ہے..... مجھ سے بھی زیادہ.....؟ یہ میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ آخر اتنی بڑی بات سننے سے پہلے میں بریانی کی دیگ خالی کیوں نہیں کر گیا.....؟ روسٹ پہ ہاتھ صاف کیوں نہ کر گیا.....؟ مٹن کڑاہی کو کیوں نہ ڈکار گیا؟'' عاشر صدمے کی شدت سے گردن ڈھلکانے کی اداکاری کرتا اسما کو بے پناہ غصہ دلا رہا تھا۔ وہ جس قدر سنجیدہ تھی عاشر کو اسی قدر مسخریاں سوجھ رہی تھیں۔

''عاشر.....'' وہ دہاڑ کر رہ گئی تھی۔ ''تم بہت گھٹیا ہو۔''

''یہ تو میں جانتا ہوں..... کچھ اور کہیں مادام.....'' عاشر کورنش بجالایا تھا..... اس نے عاشر کے کندھے پر دھپ لگائی تھی پھر وہ غصے میں تن فن کرتی اٹھنے لگی تب عاشر نے ''ارے ارے'' کرتے اس کا ہاتھ تھام کر زبردستی اسے اپنے ساتھ جھولے پہ بٹھا لیا تھا..... اسما کو بادلِ ناخواستہ بیٹھنا ہی پڑا۔

''غصہ کیوں کھاتی ہو..... اپنی منگنی بلکہ فضول ترین منگنی کی خوشی میں بریانی اڑاؤ..... اور اچھا، اچھا سوچتی رہو۔ قسم خدا کی اگر ہادی نے تمہاری تصویر کو دیکھ کر مارے صدمے کے منگنی توڑنے کا اعلان کیا..... اور تصویر دیکھنے کے بعد ہارٹ اٹیک یا فالج سے بچا رہا تو میں اس کے پیر پکڑ کر بھی منا لوں گا..... خدارا میری بہن سے منگنی کبھی مت توڑیں..... بے شک شادی کہیں اور کر لیں.....'' عاشر بڑے رقت بھرے لہجے میں بولتا ہوا آخر میں پھر سے پٹڑی سے اتر گیا تھا۔ اس کی بکواس پہ اسما بری طرح سیخ پا ہو گئی تھی۔

''اسما را ٹھیک علاج کرتی ہے تمہارا..... تم عزت کے قابل ہی نہیں۔''

عاشر بڑی سنجیدگی سے ابھی تک شرارت سے باز نہیں آیا تھا..... اسما منہ پھلا کر خفگی میں اندر چلی گئی تھی۔ عاشر بھی اسے منانے کے لیے پیچھے، پیچھے چلا گیا۔

وہ کچن میں آ گئی تھی۔ مامی کی مدد کروانے کے لیے..... وہ کھانا سمیٹ چکی تھیں۔ اسما کو خیال آیا.....

''کیا پڑوسیوں کے گھر میں کھانا بھجوایا تھا؟'' وہ مامی سے پوچھے بغیر نہیں رہ سکی۔

''انہیں بلایا جو تھا..... گلنار کے ابو، امی اور وہ خود..... تینوں لوگ کھانا کھا کر گئے ہیں..... پھر گھر بھجوانے کی کیا ضرورت تھی۔'' مامی نے معروف انداز میں کہا تھا۔

''کھانا تو کافی بچا ہوا ہے..... لائیں میں دے آتی ہوں.....'' اسما نے خود ہی ایک ڈش میں بریانی ڈالی، ایک میں مٹن قورمہ ڈالا اور ڈھک کر برابر والے گھر کی طرف آ گئی۔

جب وہ اندر آئی تو گلنار لاؤنج میں بیٹھی نظر آ گئی تھی۔ اسے دیکھ کر بے ساختہ چیخ ماری۔

''اتنے بڑے، بڑے لوگ کہاں سے رستہ بھول آئے۔'' اسما نے کھانا ٹیبل پر رکھا اور پھر گلنار کو مصنوعی غصے کے انداز میں گھورتے ہوئے بولی تھی۔

''جب سے میں ہاسٹل گئی ہوں تم نے بھی ''پھیرے'' لگا، لگا کر جوتیاں گھسا دی ہیں ناں.....'' اس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کا انداز بھی طنزیہ تھا۔ وہ گلنار کے اپنے گھر نہ آنے پر چوٹ کر رہی تھی...... گلنار تھوڑا خفیف ہو گئی تھی۔

"تمہاری غیر موجودگی میں۔ برابر والے گھر جانے کو دل نہیں کرتا...... وہاں کسی سے بھی میری کیمسٹری نہیں ملتی...... تم جانتی تو وہ...... آنٹی اور امی کو تو چھوڑو...... تمہارا میراثی بھائی اللہ کی قسم ناک تک ساڑ کے رکھ دیتا ہے۔" گلنار کا شکوہ بجا تھا...... عاشر تو ان دونوں کو گوڈے، گوڈے عاجز کر دیتا تھا۔ پھر گلنار کس کھیت کی مولی تھی۔ وہ اسے بھی نہیں بخشتا تھا۔

"عاشر کی تو عادت ہے...... وہ تو راہ چلتوں کو معاف نہیں کرتا...... آج واپسی پہ ایک فقیرنی ملی...... بھی پیشہ ور بھکارن...... اس نے دس روپے مانگنے کی غلطی کر لی تھی...... عاشر تو اس کی جان کو آ گیا۔ ایک دس روپے کے لیے اس نے اتنی لمبی تقریر کر کے رکھ دی۔ کہاں سے لاؤں دس روپے...... خود ابھی بے روزگار پھر رہا ہوں۔ اپنے ساتھ دیہاڑی پہ رکھ لو...... منافع آدھا آدھا کر لیں گے۔ مجھے بھی اس سے بہتر نوکری نہیں ملے گی۔ تمہیں بھی مجھ سا خوب صورت پارٹنر نہیں ملے گا۔ میری صورت دیکھ کر آدھے شہر کی پوری نوجوان لڑکیاں اپنے پرس خالی، کان، ناک اور ہاتھ خالی کر دیں گی۔ آزما کے دیکھ لو...... نہ کیے تو جو چور کی سزا وہی تمہاری سزا...... میں تمہارا بھرا ہوا کشکول ضبط کر لوں گا...... جو تم نے لوگوں کو الو بنا، بنا کر پیسہ جمع کر رکھا ہے سب اڑا لوں گا...... تمہاری پوری پارٹی پہ قبضہ کر لوں گا...... اور جو تم نے اور تمہارے قبیلے نے گلیاں، بازار اور چوک آپس میں بانٹے ہوئے ہیں ناں...... ان سب پہ اپنے بندے بٹھا دوں گا۔ پھر تمہیں پتا چلے گا۔" عاشر کی اتنی لمبی تقریر کے بعد اس بھکارن نے دونوں ہاتھ جوڑ کر دس روپے اس کی ہتھیلی میں زبردستی دبائے اور ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی...... "ارے بھائی! معاف کرو کس وقت تمہاری خوشحال شکل دیکھ کر ہاتھ پھیلانے کی غلطی کر بیٹھی ہوں...... یہ دس روپے مجھ سے لو اور میری جان چھوڑ دو......" اسما نے جل بھن کر عاشر کی نقل اتارتے ہوئے تفصیل بتائی تو گلنار کا ہنس، ہنس کر برا حال ہو گیا...... اس کی آنکھوں میں پانی بھر بھر آیا تھا۔

"تمہارا بھائی پورا بھانڈ ہے اسما......" گلنار نے بہ مشکل اپنی ہنسی کو روکا تھا۔ اسے ویسے بھی بات بے بات بڑی زوروں کی ہنسی آتی تھی۔ چاہے ہنسنے والی بات ہوتی یا نہ ہوتی...... جس طرح وہ عاشر کو بھانڈ کہہ رہی تھی اسی طرح عاشر بھی اسے جو مرضی کہتا تھا۔ اس نے بھی برا نہیں منایا تھا۔ اور اب اس کی ہنسی کے دورے کو طویل ہوتے دیکھ کر اسما اپنی جگہ سے اٹھنے لگی تو گلنا کو بھی اچانک یاد آیا۔

"اسما کی بچی! یہ تمہاری منگنی تھی کیا......؟ نہ تم تیار ہوئیں...... نہ کپڑے چینج کیے...... تم سے اچھے تو ہم لگ رہے تھے۔ میرا کتنی مرتبہ دل چاہا تھا تمہاری ساس سے

سول ایجنٹ برائے یو۔ اے۔ ای
WELCOME BOOK SHOP
ویلکم بک شاپ
سسپنس، سرگزشت، پاکیزہ، جاسوسی
پی او بکس: 27869 کرامہ، دبئی
فون: 04-3961016 فیکس: 04-3961015
موبائل: 052-9695984
ای میل: welbooks@emirates.net.ae

READING Section

کہوں انگوٹھی میری انگلی میں ڈال دیں۔ تم سے بہتر تو میں لگ رہی تھی۔ اور اس اپسرا کا تو ہم سے مقابلہ ہی نہیں۔ امی تو حور شمائل لگ رہی تھی..... اتنی دفعہ میرے دل کو دھڑکا لگا..... کہیں آنٹی کی آنکھوں میں موتیا نہ اتر جائے اور وہ تمہاری جگہ امی کو انگوٹھی پہنا دیں۔'' گلنار نے بھی ایک مرتبہ پھر اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا اور وہ بلبلا بھی نہیں سکی تھی۔

''اتنی ہنگامی منگنی میں چھمک چھلو تو بننے سے رہی پھر سادگی کا اپنا ہی ایک وقار ہوتا ہے۔'' اس نے گلنار سے زیادہ خود کو تسلی دی تھی۔

''سادگی بھی وقت، وقت پہ بجتی ہے۔ گدھی! کیا تصویریں نہیں جانی تھیں اُدھر؟ کیا امپریشن پڑا ہوگا ان لوگوں پر.....'' گلنار کے ڈپٹنے پر اسما نے خفگی سے کہا تھا۔

''میرا دل پہلے ہی بہت ''سڑ'' چکا ہے..... مزید اسے ساڑنے کی کوشش مت کرو.....'' اس کی اتری شکل دیکھ گلنار کو ترس آ گیا تھا..... پھر اس نے مزید کوئی بات نہیں کی حالانکہ وہ اسے محتاط کرنا چاہتی تھی کہ امی کی تصویریں اُدھر مت بھجوانا..... جہاں امی کی روشنی ہو وہاں اندھیرے کہاں دکھائی دیتے ہیں۔

جب وہ گھر آئی تو اس کا دل بہت بوجھل تھا..... جانے کیوں کوئی احساس تھا جو چٹکیاں بھرتا اسے بے چین کر رہا تھا، یہ اضطراب پھر کبھی کم نہیں ہو سکا تھا۔ بلکہ وقت کے ساتھ، ساتھ بڑھتا رہا تھا..... ہاسٹل جا کر بھی وہ اتنی ہی مضطرب اور بے چین تھی۔ دل میں عجیب وسوسے اور خدشے گھر، گھر کر آتے رہے دل کو کہیں چین نہیں تھا۔ پھر یہ اضطراب اور بے چینی کم نہ ہو سکی تھی یہاں تک کہ ڈیڑھ سال بعد اچانک اس کی شادی ہو گئی۔ بلکہ اچانک کہاں.....؟ عاشر اور بابا نے اس کی غیر موجودگی میں ساری تیاریاں مکمل کر لی تھیں..... اس کا جہیز بھی بھجوا دیا گیا تھا۔

جب وہ اپنی ڈگری پوری کر کے واپس آئی تو اسے مایوں بٹھا دیا گیا تھا۔ پھر تین دن بعد اس کا نکاح اور رخصتی بھی عمل میں آ گئی تھی۔ جس کے نتیجے میں آج اسما اپنے شہر، اپنے گھر اور اپنے بہت پیارے اپنوں سے دور اس اجنبی شہر، اجنبی گھر اور اجنبی لوگوں کے درمیان موجود تھی۔ خود کو ہمیشہ سے بڑھ کر اکیلا، تنہا اور غمگین سمجھتے ہوئے..... یوں لگتا تھا وہ اتنے بڑے ہجوم میں اکیلی رہ گئی تھی۔

رات بھر ایک اذیت ناک صورتِ حال سے گزرنے کے بعد اس وقت اسما کا دماغ پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ اسے بہت ساری چیزوں کو سوچنے کے لیے بہت سارا وقت چاہیے تھا۔ اسے اعصاب پُرسکون رکھ کر ہر ایک نکتے پر غور کرنا تھا۔ آخر اس کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ اور کیوں ہوا تھا؟ رات کا خوفناک منظر ایک مرتبہ پھر اس کی آنکھوں کے سامنے عکس چھوڑ رہا تھا۔

وہ ایک طویل سفر کے بعد جب کوئٹہ میں اپنی سسرال پہنچی..... تو یہاں پہ بہت سارے لوگ اس کا پُرجوش استقبال کرنے کے لیے موجود تھے۔ ہادی کی بڑی بھابی، دو بہنیں..... اور ایک نہایت ہی شفیق، خوش خلق اور محبت کرنے والی بزرگ خاتون..... جو اتنی بزرگ بھی نہیں تھیں البتہ چلنے پھرنے سے قاصر تھیں..... پتا چلا کہ انہیں گھٹنوں کی تکلیف ہے۔ یہ خاتون ہادی کی اماں تھیں۔

''تو جو منگنی کرنے کے لیے آئی تھیں وہ کون تھیں؟'' اسما کا دماغ الجھ کر رہ گیا تھا۔ پھر یہ الجھنیں تب بڑھتی چلی گئی تھیں جب رسم کے مطابق اسما کو اس کے کمرے میں پہنچا کر گھونگٹ الٹا گیا تھا۔ گھونگٹ الٹنے والی بھی ہادی کی بھابی تھیں۔ جیسے ہی زری نے گھونگٹ الٹا، بہت سارے لوگوں کے تاثرات عجیب ہو گئے تھے..... وہ ان سب کے تاثرات تو نہیں دیکھ سکی تھی لیکن بہت ساری دبی، دبی آوازیں اس کے کانوں میں ضرور پڑیں۔

''کیا بابا دلہن بدل کر لے آئے؟'' یہ جذباتی سی آواز ہادی کی بہن کشف کی تھی۔ اس آواز نے اسما کے حواس معطل کر دیے تھے۔

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''بابا کو کیا ہوا؟ وہ دلہن کیوں بدل لائے.....؟''
اس آواز کی بازگشت ابھی تک کمرے میں گونج رہی تھی بلکہ کمرے میں ہی کیوں؟ کمرے سے باہر تک یا شاید بہت آگے بارہ دری کے مردان خانے تک..... جسے بیٹھک کہا جاتا ہے۔

کچھ ہی دیر پہلے جو جمگھٹا اس کے ارد گرد تھا..... لمحوں میں چھٹ گیا۔ کمرے سے آوازیں نکل کر راہداری میں چلی گئی تھیں۔ اب گیلری سے مختلف بھنبھناہٹیں سنائی دے رہی تھیں۔ دبی، دبی آوازیں کچھ حواس باختہ سی کچھ انتہائی متعجب، کچھ پریشان، کچھ غصے میں جیسے ان کے ساتھ کچھ انہونی ہوگئی تھی۔

''یہ ''وہ'' تو نہیں.....'' کشف سے چھوٹی فلک نے انتہائی غم زدہ آواز میں کہا تھا۔

''اچھا..... تم لوگ یہاں سے چلو.....'' زری نے ان دونوں کو اماں کے کمرے میں بھیجا تھا..... وہ دونوں شدید جذباتی کیفیت میں اماں کے پاس آکر ابل پڑی تھیں۔

''یہ ہماری بھابی نہیں ہے اماں! وہ تو کوئی اور تھی..... یہ تو نہیں تھی..... ہمارے ساتھ کیا ہوا ہے؟ کاش بابا ہمیں بھی بارات کے ساتھ لے جاتے.....''
ان میں زیادہ دھچکا کشف کو لگا تھا۔ وہ کسی طور نئی دلہن کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔ اس کے تصور میں اس اسما کا کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔ ان کے ذہن میں بنا بنایا اسما کا امیج تڑخ گیا تھا۔ وہ ان کے سپنوں میں بسی بھابی بھی نہیں تھی۔

اماں بھی اس صورتِ حال پہ متفکر تھیں..... لیکن انہیں اسما کو دیکھ کر ان سب کی طرح کوئی دھچکا نہیں لگا تھا بلکہ وہ ان سب کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھیں..... بلکہ انہیں ان کی فضول تکرار پر اختلاج ہو رہا تھا۔

''ایسا ممکن نہیں کہ تمہارے بابا کو دھوکا ہوا ہو..... اسما کے والد کو ایک عرصے سے جانتے ہیں وہ.....''
اماں کے رسان سے سمجھانے پر کشف ابل پڑی تھی۔

''لیکن یہ اسما نہیں ہے..... میں مان ہی نہیں سکتی.....'' کشف کا مارے غم و غصے کے برا حال تھا..... اس کا دماغ سائیں، سائیں کر رہا تھا۔

''اسما تو میرے ساتھ اتنی فرینک تھی، ہماری گھنٹوں بات ہوتی تھی..... اس کا ایک، ایک ایم ایم ایس میرے پاس محفوظ ہے۔'' کشف رو دینے کو تھی۔

''اس کی بے شمار تصویریں ہیں میرے پاس..... میں کیسے مانو کہ ہمارے ساتھ دھوکا نہیں ہوا۔'' اس کی آواز بلند تھی۔ لہجہ غم و غصے کی شدت سے پھٹ رہا تھا۔

''میری بچی! یہ اسما ہے، تمہاری بھابی میں خود اس سے مل نہیں سکی..... مگر مجھے خبر تھی کہ اسما یہی ہے۔''
اماں نے بیٹی کو اپنے پاس بٹھا کر اس کا صدمہ اور غصہ کم کرتے ہوئے کہا۔

''اگر یہ اسما ہے تو پھر وہ کون تھی؟'' کشف اور زری نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔
اماں نے انہیں سمجھ سمجھ کر سمجھایا۔

''تم لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے..... بہتر ہے، اپنے رویے ٹھیک کرو..... دلہن اس گھر میں نئی ہے..... وہ تم لوگوں کے اجنبی رویوں اور ان فضول تبصروں پر پریشان ہوگی۔ پتا نہیں تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے۔ میں تین مہینے علاج کے لیے پردیس کیا رہ آئی تم لوگوں کے دماغ خراب ہوگئے.....'' اب اماں کو تھوڑا غصہ آگیا تھا۔ وہ تینوں ایک دوسرے کو ہونق انداز میں دیکھتی سر تھام کر رہ گئی تھیں۔ اماں نے شکر ادا کیا تھا کہ وہ خاموش ہوچکی ہیں..... یا شاید ہوش ٹھکانے آگئے تھے ان کے..... اماں کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ کچھ دیر بعد ان کے ہوش اڑانے کو ہادی بھی آندھی و طوفان کی طرح ان کے سر پر گرجنے اور برسنے کے لیے زہر خند سا چلا آئے گا۔

☆☆☆

رات لمحہ، لمحہ بیت رہی تھی۔ باہر چاندنی میں نہائی رات کا فسوں پھیل رہا تھا۔ آسمان ستاروں سے سجا اپنی نرالی چھب دکھا رہا تھا۔ فضا میں خنکی تھی..... پہاڑی علاقوں میں رات کو موسم انتہائی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ ورنہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پنڈی میں ان دونوں گرمی کا راج تھا۔ باہر خنک ہوا کی وجہ سے کمرے کا ماحول بھی ٹھنڈا ہو رہا تھا۔

اور اسی طرح اسما کا وجود بھی دھیرے، دھیرے سرد ہوتا جا رہا تھا۔ ٹھنڈک ہڈیوں میں سرایت کرتی جا رہی تھی۔ اسے اپنے مہین زرتار لباس میں سردی محسوس ہونے لگی۔ گو کہ یہ سردی موسم کی بنا پر نہیں تھی۔ آنے والے حالات اور کچھ دیر پہلے کی صورتِ حال اس کے جسم میں جھرجھری بھر رہی تھی۔

کمرا اس وقت ویران ہو چکا تھا۔ باہر کی چہل پہل بھی ماند پڑ گئی تھی۔ انسانی قدموں کی آہٹیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ کشف اور فلک کی آوازیں آنا بند ہو چکی تھیں۔ شاید سب لوگ اپنی، اپنی جگہ اس غیر متوقع سچویشن اور صدمے کے اثرات سے سنبھل چکے تھے۔

کچھ دیر پہلے زری دوبارہ اندر آئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا۔ کیونکہ اسما نے کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ تب زری نے کچھ حیرانی سے پوچھا۔

"تم ہادی کے ساتھ کھانا، کھانا چاہتی ہو؟"

اس کے انداز میں کچھ جھجک بھی تھی۔ اسما کا سر فوراً نفی میں ہل گیا۔

"نہیں، مجھے بھوک نہیں....." اسے زری کی بات پر کچھ شرم محسوس ہوئی تھی۔ جانے اس نے اسما کے انکار پر ایسی بات کیوں سوچی تھی۔

"اچھا..... پھر یہ دودھ پی لو..... اماں کو بہت فکر ہو رہی تھی۔ تم اتنا لمبا سفر کر کے آئی ہو..... کھانا بھی نہیں کھایا۔" زری نے ملائمت سے کہا تھا۔ اسما نے سر ہلا دیا۔ کچھ دیر دونوں کے درمیان معنی خیز سی خاموشی تنی رہی تھی جسے اسما کی آواز نے توڑا تھا۔

"آپ لوگ بارات کے ساتھ نہیں آئے تھے؟" وہ قدرے جھجک کر پوچھ رہی تھی۔

"ارے تمہیں نہیں پتا..... ہمارے ہاں رواج نہیں ہے..... البتہ ولیمہ خوب دھوم دھام سے کرتے ہیں۔ بارات میں گھر کی خواتین نہیں جاتیں۔" زری کے بتانے پر اسما خاموش ہو گئی تھی۔ جیسے اس کی بات سمجھ چکی ہو۔

"ہادی لوگ بس پہنچے ہی ہوں گے۔ دراصل صائم کی فلائٹ کے لیٹ ہونے کی وجہ سے پروگرام درہم برہم ہو گیا۔ صائم اور عزہ ترکی سے آ رہے ہیں بلکہ اب تو گھر کے قریب ہوں گے۔ ہادی انہیں... ائرپورٹ سے لینے گیا ہے۔ فدا کو تھوڑا بخار ہو گیا تھا۔" زری کے تفصیل سے بتانے پر اسما نے سر ہلایا۔

صائم، فدا سے چھوٹا اور ہادی سے بڑا تھا۔ عزہ اس کی بیوی تھی۔ دونوں کی لو میرج تھی۔ زری نے اسے مزید بھی بتایا تھا۔

"صائم، عزہ اور ہادی میں بڑی دوستی ہے۔ تینوں کلاس فیلو بھی تھے۔ بلکہ ان کی دانت کاٹے کی دوستی ہے۔ جب بابا تمہیں شگن کی انگوٹھی پہنانے پنڈی گئے تھے تب اماں کو ہادی ان دونوں کے پاس ترکی لے کر گیا ہوا تھا۔ اماں کا وہاں سے علاج کروایا ہے۔ بابا کے ساتھ ہماری پھوپی ساس گئی تھیں تمہیں انگوٹھی پہنانے۔" زری کے زیادہ بولنے کا ایک فائدہ یہ ہوا تھا کہ اسما انتہائی اور خوفناک سوچوں سے بچ گئی تھی۔ کچھ دیر پہلے والی کشف اور فلک کی باتیں گو کہ ابھی تک اس کے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی تھیں تاہم لمحہ بھر کے لیے اسما کا دھیان بٹ گیا تھا۔

کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد زری نے اپنے اندر اٹھتے تجسس کے ابال پر قابو نہ پاتے ہوئے بالآخر جھجکتے ہوئے پوچھ ہی لیا تھا۔

"ایک بات بتاؤ اسما!" اس نے اسما کے قریب بیٹھتے ہوئے خاصی جھجک کے ساتھ پوچھا تھا۔

"جی....." اس نے دھیمی آواز میں کہا اور سوالیہ نظروں سے زری کے کچھ بے چین چہرے کی طرف دیکھا رہی تھی۔ یہ بے چینی..... کیوں تھی؟ اسما کا دل بیٹھنے لگا..... پھر سے کشف اور فلک کی باتیں دل و دماغ کو جھنجوڑنے لگی تھیں۔

"تمہاری کوئی اور بہن بھی ہے؟" زری کا انداز بہت محتاط تھا۔ وہ اس انداز میں پوچھ رہی تھی کہ اسما کو برا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہ لگے اور نہ ہی وہ اس کے غیر معمولی سوال پر چونکے..... اپنے تئیں کچھ دیر پہلے والی صورتِ حال کو اسما سے چھپایا ہوا سمجھتے ہوئے وہ بڑی احتیاط سے بات کررہی تھی۔ اور اسما تو جان گئی تھی کہ وہ کس تناظر میں بات کررہی ہے..... گو کہ حقیقت اب بھی اس کی پہنچ سے دور تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی، ان لوگوں کو کیسی غلط فہمی لاحق ہوئی ہے۔ اور یہ لوگ اسے دیکھ کر اتنے شاکڈ کیوں رہ گئے تھے؟ کیا خبر ان کے ذہنوں میں اس کا بہت خوب صورت امیج بنا ہو یہ لوگ اپنی اسما بھابی کو بہت حسین سمجھتے ہوں جبکہ اسے دیکھ کر انہیں مایوسی ہوئی ہو۔

وہ کوئی حور شمائل نہیں تھی..... بلکہ ان سب گوروں میں وہ اور بھی کالی نمایاں ہورہی تھی..... اس کا رنگ خاصا سانولا تھا..... نقوش واجبی تھے..... قد بھی درمیانہ سا تھا..... قابلِ قبول سا..... مجموعی تاثر اس کا کوئی بہت خوش شکل یا خوب صورت نہیں تھا..... وہ بہت عام سے بھی عام لگتی تھی۔ اگر اسے اپنے جیسی ہی لڑکیوں میں دیکھا جاتا تو اس میں ذاتی طور پر انفرادیت نظر آسکتی تھی..... اس میں وقار اور ٹھہراؤ تھا..... سراپا کچھ فربہی مائل تھا..... وہ بہت ڈائٹنگ کرتی تھی تب ہی ذرا بہت نظر آتی۔

جب اسے خوب صورت بلکہ اتنے زیادہ خوب صورت لوگوں میں دیکھا جاتا جیسے زری، کشف، فلک یا اسارا تو وہ ان سب کے درمیان بہت عام، معمولی اور بہت کم تر دکھائی دیتی۔ اس کے انتہائی سانولے مہندی رچے کومل ہاتھوں میں اضطراب اتر آیا تھا۔ اس کا سارا اعتماد ہوا ہوتا بکھرتا نظر آنے لگا۔ زری کے سوال کے پیچھے کیا وجوہات تھیں؟ اگرچہ وہ بہت ذہین اور معاملہ فہم لڑکی تھی لیکن اچانک ایسی پچویشن کا سامنا کرنا پڑا تھا کہ اس کے حواس کام کرنا چھوڑ رہے تھے..... اس کی سوچنے، سمجھنے کی صلاحیتیں مفلوج ہورہی تھیں۔ اس نے اپنی کشادہ آنکھوں میں حیرت کو سمیٹ کر نفی میں سر ہلایا۔

"میری کوئی بہن نہیں..... بس ایک بھائی ہے عاشر....."

"تو پھر.....؟" زری کا واضح طور پر رنگ بدلنے لگا تھا۔ وہ لمحہ بھر کے لیے بھونچکی رہ گئی تھی۔ اسما کو چپ رہنا غیر مناسب لگا تھا۔ زری کے بدلتے تاثرات اسے کسی واضح گڑبڑ کا احساس دلا رہے تھے۔ اس کا دل پھر سے خدشات میں لپٹ کر چکر کھانے لگا تھا۔

"بھابی کوئی مسئلہ ہے کیا؟" اسما کو بالآخر بڑے ضبط اور صبر کے ساتھ پوچھنا پڑا تھا۔ زری کو اس سے شاید ایسے سوال کی توقع ہی نہیں تھی۔ وہ لمحہ بھر کے لیے گڑبڑا گئی تھی۔

"نن..... نہیں تو....."

"آپ کچھ چھپا رہی ہیں؟" اسما نے بڑے ٹھہرے انداز میں کہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں وہم کے ساتھ، ساتھ کھوج اتر آئی تھی۔

"ہرگز نہیں....." زری کو اپنا ہی لہجہ کھوکھلا اور خالی، خالی سا لگا۔

"مجھے لگتا ہے یہاں پہ کچھ طوائف الملوکی جیسی پچویشن ہے....." اسما کا کھویا ہوا اعتماد دھیرے دھیرے بحال ہونے لگا تھا۔ اور زری کا اپنا اعتماد ہاتھوں سے جاتا رہا۔

"میں اتنی مشکل اردو نہیں سمجھ سکتی....." زری نے جان بوجھ کر مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے ماحول کی کثافت کم کرنا چاہی تھی..... اسما نے طوائف الملوکی کی واضح وضاحت کردی تھی۔

"یہ کھلبلی سی، یہ ہلچل اور آنے والا غدر.....؟ میں اس پچویشن کی بات کررہی ہوں۔" اسما کی چھٹی حس جو محسوس کررہی تھی۔ وہ اسی تناظر میں زری کو حواس باختہ کرنے لگی۔

"کچھ بھی نہیں ہے۔ تم فکر مت کرو....." زری الجھی، الجھی سی بہ مشکل بولی تھی..... پھر وہ اسے دودھ پینے کا مشورہ دے کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جاتے سے اس کی نگاہ ہادی کے انلارج سائز فوٹو پر پڑی تو لمحہ بھر کے لیے زری کو دھچکا لگا تھا۔

"ہادی بالکل قبول نہیں کرے گا..... ہادی ایک

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

طوفان کھڑا کردے گا۔ وہ اعلانیہ، ظاہراً آشکارا ایک محاذ کھڑا کرے گا۔ وہ کشف اور فلک کی طرح کیسے خاموش رہ سکتا ہے؟ جبکہ وہ تو..... اُف میرے خدا.....! کیا صائم اور عزہ اس بگڑتی صورتِ حال پر قابو پاسکیں گے؟'' زری کی بڑبڑاہٹوں نے اسما کو لمحہ بھر کے لیے منجمد کردیا تھا۔

☆☆☆

رات کا سحر پورے شہر کوئٹہ پر چھانے لگا۔ رات نشہ آور بدمست خوشبو کی طرح حواسوں پر چھاتی جارہی تھی۔ رات اگرچہ اندھیری تھی..... مگر جگنوؤں کی طرح چمکتی تھی..... رات ایک ساحرہ تھی جو مشک فام زلفیں بکھرائے ہر سو اپنا سحر بکھیر رہی تھی۔ رات آج جی بھر کے بول رہی تھی۔

رات جذبوں اور نئے احساسات کے پھول کاڑھتی تھی..... رات زمین دل پر محبتوں کی نئی فصل کاشت کرتی تھی۔ رات نئی چاہتوں کے بیج بوتی تھی..... رات نئے رشتوں کے پھول اگاتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں رات کے حسن سے بڑھ کر مستی تھی..... آنکھوں کا خمار سیاہ تارکول پہ چھلکتا تھا۔ اور اس کے ہونٹوں پر نشے سے مخمور ہلکی مسکراہٹ نے گھیرا تان رکھا تھا۔

گاڑی کی اسپیڈ انتہائی حد سے تجاوز کرتی عزہ اور صائم کو بے طرح ہراساں کررہی تھی..... فرنٹ سیٹ پر بیٹھا صائم اور پیچھے بیٹھی عزہ ہر ایک جھٹکے پر بری طرح چلا اٹھتے لیکن ہادی پہ ان کے چلانے کا کوئی اثر ہوتا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ کچی کلیوں کی طرح مہک رہی تھی۔ اور لبوں پر شوخ دھن بکھر رہی تھی۔

''آئی لواِٹ.....''

''آئی لواِٹ۔''

اس کی گنگناہٹوں سے گاڑی کی فضا میں ارتعاش پیدا ہوتا..... اور وہ پیچھے مڑ، مڑ کر عزہ کو جتلاتا۔

''مجھے اس سے محبت ہے..... مجھے اس سے محبت ہے۔'' عزہ اور صائم اس کے گردن موڑ کر پیچھے دیکھنے پر چلا کر احساس دلاتے تھے۔

''سامنے دیکھو..... اللہ کا واسطہ ہے سامنے دیکھو..... تمہیں اس سے محبت ہے اور ہمیں اپنی زندگی سے۔'' عزہ نے چوتھا دھموکا اس کے کندھے پر جڑا تھا۔ وہ اس دھموکے کو وصول کر کے اسپیڈ کچھ اور بڑھاتا تو صائم کے تیور بگڑ جاتے۔ جیسے ابھی وہ اس کی گردن دبوچنے کی خواہش کو دل میں دبا کر چلانے کے بجائے انتہائی عاجزی سے کہہ رہا تھا۔

''ہادی! ہمیں اپنے گھر جانے کی جلدی ہے..... اوپر جانے کی نہیں..... اللہ کا واسطہ ہے ہاتھ ہولا رکھو.....''

''اور مجھے اپنی دلہن کے پاس جانے کی..... دلیلوں کیا ضرورت تھی آج آنے کی..... رات اسلام آباد میں اسٹے کرلیتے..... مجھے چار گھنٹے ائرپورٹ پر خوار کیا..... پھر گھر تک کی لمبی ڈرائیونگ..... میں پنڈی سے کوئٹہ تک کا سفر کر کے آیا تھا۔ پھر تم دونوں کی ڈرائیوری سرانجام دینے بابا نے یہاں بھیج دیا تمہیں لینے کے لیے..... فدا بخار کا بہانہ بنا کر زری سے خدمتیں کروا رہا ہے اور میں یہاں تم دونوں کا ''خادم خاص'' جدی پشتی ڈرائیور بنا خوار ہورہا ہوں۔ اُدھر گھر میں میری معصوم دلہن میرے فراق نہیں بلکہ انتظار میں آہیں بھرتی مجھے جھولیاں بھر، بھر کر بددعائیں دے رہی ہوگی۔'' ہادی کی زبان نان اسٹاپ گاڑی کی طرح فراٹے بھر رہی تھی جبکہ عزہ اس کے جلبلانے پر تڑخ کر چیخی۔

''اللہ..... اتنا بڑا جھوٹ تمہاری دلہن؟ اور وہ بھی معصوم..... جیسے میں تو اسے جانتی ہی نہیں ہوں..... ہادی! جھوٹ وہ بولو جو ہم دونوں مظلوم میاں، بیوی ہضم کرسکیں۔''

''دیکھا..... ابھی سے میری دلہن بیچاری کے خلاف محاذ کھڑا کرلیا..... اسے چالاک اور مکار کہا.....'' ہادی نے بیک مرر سے عزہ کو چڑایا تو وہ ایک مرتبہ پھر چلائی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں نے کب کہا.....؟'' وہ ہکا بکا رہ گئی تھی۔

''منہ پر نہ سہی..... دل میں تو کہا ہوگا۔'' ہادی، عزہ کو ستا رہا تھا۔

''بہت پڑو گے مجھ سے تم.....'' عزہ نے اسے دھمکایا۔'' اور یہ تم نے کیا کہا..... ہم آج نہ آتے..... یعنی کل تمہارا ولیمہ بھی اٹینڈ نہ کرتے..... جبکہ سب کچھ وائنڈ اپ کر کے ہم صرف تمہاری شادی کے لیے آئے ہیں۔ ایسے ہوتے ہیں بے مروت لوگ..... جیسی تمہاری دلہن بے مروت ہے ویسے ہی تم بد لحاظ..... مطلب کے پورے اور بے مروت ہو۔'' عزہ نے اگلے پچھلے حساب برابر کر دیے تھے۔ ہادی کان دباتا مسکراتا رہا۔

''تم اسما کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑ گئی ہو؟'' ہادی نے مسکینیت سے پوچھا۔

''کیونکہ اس نے میرے دیور پر اپنے حسن قاتل کا جادو چلایا اور پھر پچھلے کئی ماہ سے روپوش ہوگئی..... میں مجبور ہوں یہ سب کہنے پر یعنی کہ کوئی کارسپانڈنس نہیں..... حد ہوتی ہے میرے دیور اور شوہر کو دیوانہ بنا کر گدھے کے سر سے سینگوں کے مانند غائب ہوگئی۔'' عزہ جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی جبکہ ہادی نچلا لب دانتوں تلے دباتا ہنس رہا تھا۔

''دیور کی دیوانگی تک بات درست ہے..... تم مجھ غریب کو کیوں بیچ میں گھسیٹ رہی ہو؟'' صائم نے معصوم صورت بنا کر پوچھا۔

''پچھلے چھ مہینے میں تم نے چھ ہزار مرتبہ اسما کو یاد کیا ہے.....'' عزہ نے دانت پیس کر جتلایا تھا۔ وہ کان کھجاتا رہ گیا۔

''ظاہر ہے اس نے ہمارے ساتھ، ساتھ ہادی سے بھی تمام رابطے چھوڑ رکھے تھے۔ فکر تو بنتی تھی ناں.....'' اس نے وضاحت کی تھی۔

''ڈیٹ فکس ہونے کے بعد اسے ''مشرقیت'' کا خیال آگیا ہوگا۔'' ہادی نے اپنا خیال ظاہر کیا۔

''لگتا تو نہیں تھا.....'' عزہ نے اپنے ازلی منہ پھٹ لہجے میں جتایا۔ ہادی نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

''حد ادب.....'' اس کا انداز ناصحانہ تھا..... ''وہ تمہاری قابل احترام دیورانی ہے۔''

''پہلے تو میں قابل احترام دیورانی کی گردن دبوچوں گی پھر آگے کا سوچوں گی۔'' عزہ نے اپنے ارادے ظاہر کیے تھے۔

''کیوں، تم نے مجھے بیوہ کرنا ہے؟'' ہادی نے گھور کر عزہ کو دیکھا تو صائم اور عزہ ہنس، ہنس کر بے حال ہوگئے تھے۔

''دل تو میرا چاہ رہا ہے..... بیوہ تمہیں نہیں اسے کردوں..... بیچاری کس جلاد کے کھونٹے سے بندھ گئی۔'' عزہ نے بہ مشکل ہنسی روک کر کہا۔

''یعنی اب وہ ''بیچاری'' ہوگئی؟ عزہ! تمہاری ایک زبان نہیں..... مجھے غصہ مت دلاؤ.....'' اس نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھاتے ہوئے عزہ کو دھمکایا تھا۔

''کیوں، تم کیا کرلوگے؟'' عزہ نے غضب ناک ہو کر پوچھا۔

''اپنے بھائی کو رنڈوا کردوں گا پھر اس کی دوسری شادی کروادوں گا۔ اور تم سے اچھی بھابی لاؤں گا۔'' اس کی گردان مکمل ہوتے ہی گاڑی بڑے سے کھلی سلاخوں والے گیٹ کے اندر داخل ہوتی پورچ میں آکر رکی تھی۔ گاڑی کے رکتے ہی عزہ نے اپنا پرس اٹھایا اور بھاگتی ہوئی اندر کی طرف دوڑی تھی۔

''میں تم سے پہلے اسما کا دیدار کرلوں..... ورنہ صبح سے پہلے پھر ملاقات نہیں ہوگی اگر تم خدانخواستہ مجھ سے پہلے اپنے کمرے میں چلے گئے تو.....'' عزہ کی پھرتی کا پس منظر جان کر ہادی بری طرح کراہا تھا۔ تب صائم نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر دلاسا دیا۔

''یاد نہیں میری شادی کا وقت..... مجھے پوری رات تم کوئٹہ کی سڑکوں پر گھماتے رہتے تھے۔ بعد ازاں مجھے گاڑی میں لاک کر کے گھر بھاگ آئے۔ یہ تو بھلا ہو فدا کا جو مجھے قید خانے سے چھڑا کر گھر لے آیا تھا ورنہ میری تو ساری رات تمہیں گالیاں دیتے گزر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جانی تھی۔"

"اچھا..... تو تم اپنی بیوی کے تھرو مجھ سے بدلہ لے رہے ہو۔" ہادی نے کھسیا کر بالوں میں ہاتھ پھیرا تو صائم اثبات میں سر ہلاتا اسے بھرپور انداز میں چڑانے لگا۔

☆☆☆

اس نے جیسے ہی ایک خوشگوار تاثر کے ساتھ ہینڈل گھمایا۔ دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا تھا۔ سامنے سے زری آتی دکھائی دی تھی جو عزہ کو دیکھ کر حواس باختہ ہوگئی تھی۔ عزہ نے بھرپور انداز میں زری کو سلام کیا اور بے دھڑک ہادی کے کمرے میں داخل ہوگئی تھی۔ زری دودھ کا خالی گلاس لیے جہاں کی تہاں کھڑی تھی۔

عزہ اپنے ازلی شوخ، بے دھڑک برجستہ انداز میں اسما کی طرف آتے ہوئے بولی۔

"بے وفا لڑکی! گن، گن کر بدلے لوں گی تم سے، دیورانی بننے سے پہلے ہی ہمیں ہاتھ دکھا گئیں۔ نہ فون نہ میسج..... نہ کوئی اتا پتا....." وہ مسکراتے ہوئے اسما کے مقابل دھپ سے بیٹھی تھی پھر اسی رفتار سے عزہ کو کرنٹ لگا..... اس کے اگلے الفاظ منہ میں اٹکے رہ گئے تھے۔ وہ ششدر سی اسما کو دیکھتی رہی اور اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں رہا تھا۔ اس کے تاثرات اور الفاظ اسما کو چکرا کر رکھ گئے تھے۔ یہاں تو ہر کوئی غلط فہمی میں مرا جارہا تھا۔ آخر اس کے آس پاس ہو کیا رہا تھا؟

اس قدر شدید شاک کے بعد سنبھلنا اتنا آسان نہیں تھا..... بلکہ وہاں کھڑا رہنا ہی آسان نہیں تھا..... عزہ کا دماغ گول، گول گھومنے لگا..... اسے بڑے زور کے چکر آرہے تھے پھر اس سے وہاں ٹھہرنا محال ہوگیا..... اسما سے بہ مشکل معذرت کرتی وہ باہر نکلی تو زری بھی اس کے پیچھے بھاگی آئی تھی۔

عزہ وہیں گیلری میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئی..... اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام رکھا تھا۔ اس کے آس پاس دھماکے سے ہورہے تھے۔ پھر بہت دیر خاموشی ان دونوں کے درمیان ناچتی رہی تھی۔ جسے عزہ کی آواز نے ہی توڑا تھا۔

"یہ اسما تو نہیں ہے....." اس کا انداز بھی کم و بیش کشف اور فلک جیسا تھا۔ "یہ وہ اسما تو ہے نہیں جو ہادی کی منگیتر تھی۔ جسے ہم لوگ جانتے تھے۔ جس کی تصویریں ہمارے پاس ہیں..... جس کا ہمارے ساتھ ٹیلی فونک رابطہ تھا۔ جو بابا کے دوست کی بیٹی تھی۔" عزہ غائب دماغی سے بولتی جارہی تھی۔

"میں بھی اسی شاک میں ہوں..... لیکن اماں بضد ہیں اور بابا مطمئن..... انہیں تو خبر بھی نہیں..... یہاں پر کوئی اتنی بڑی گڑبڑ ہوچکی ہے۔ ہادی تو اسما کے لیے کس قدر پگی ہوچکا تھا..... اسما کے علاوہ کسی اور کو قبول کرنا اس کے لیے کتنا دشوار ہوگا۔" زری ہاتھ مسلتی عجیب کشمکش میں مبتلا تھی۔

"مجھے تو اندر بیٹھی اس لڑکی پر ترس آرہا ہے..... اس بیچاری کے بھی تو کوئی جذبات ہوں گے پھر وہ اپنی مرضی سے تو نہیں آئی..... بابا اسے اتنے مہمانوں اور گواہوں کی موجودگی میں عزت آبرو کے ساتھ اپنی بہو بنا کر لائے ہیں۔" زری کے اگلے الفاظ نے عزہ کے اندر موجود احساسات کو جگا ڈالا۔ کسی حد تک وہ اس شاک سے سنبھل گئی تھی لیکن ابھی تک اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ جو کچھ ان کے ساتھ ہوا تھا وہ حقیقت میں بھی ہوسکتا تھا۔ یہ ایک فلمی سچویشن تھی انتہائی عجیب و غریب اور افسوس ناک بھی۔

آخر آنے والے حالات میں کیا ہونے والا تھا؟ یہ بدترین صورتِ حال کس انداز میں بہتری کی طرف مڑے گی۔ سب کچھ اپنی جگہ پر آبھی سکے گا یا نہیں.....؟ وہ اندر موجود لڑکی کو اپنی بیوی کے روپ میں قبول کرسکے گا.....؟

یہ کیسی صورتِ حال تھی جس سے سجی سجائی، ارمانوں بھری، حجلۂ عروسی میں بیٹھی دلہن ناواقف تھی..... کیا ہادی کے ساتھ کوئی دھوکا ہوا تھا یا محض مذاق؟ یہ سب کچھ جاننے کے لیے پڑھیے اگلا شمارہ.....

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

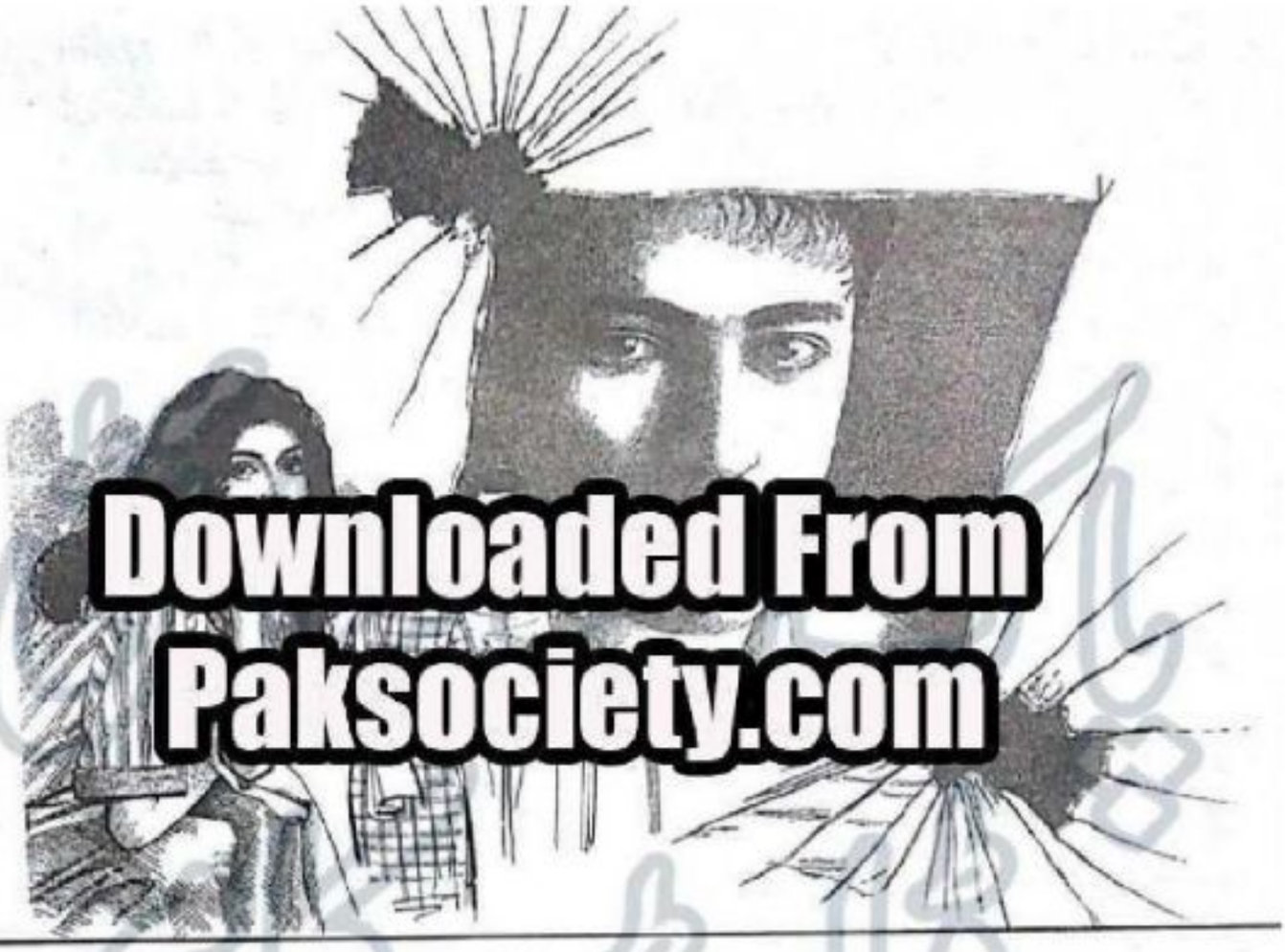

Downloaded From
Paksociety.com

مِنی ناول

دوسرا حصہ

دیارِ صبح کے اُجالوں میں

نایاب جیلانی

ہادی اپنے بابا اور اماں کا بہت لاڈلا، فرمانبردار، انتہائی فسوز طبیعت کا مالک، چونچال سا، خوش اخلاق بیٹا تھا۔ وہ دو بھائیوں اور ایک بہن سے چھوٹا تھا جبکہ ایک بہن اس سے بھی چھوٹی تھی۔

بہت ہی خوب صورت، اونچا، لمبا، باوقار سا روشن آنکھوں والا ہادی لوگوں کے دلوں کو اپنی موہنی صورت اور اخلاق کی وجہ سے موہ لیتا تھا۔ فرمانبرداری میں بھی وہ اپنے بڑے دونوں

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

بھائیوں سے آگے تھا۔

والدین کو نہ کرنا اپنے لیے گناہِ کبیرہ سمجھتا تھا۔ اماں سے بڑھ کر بابا کا لاڈلا تھا۔ وہ جو کہتے مانتا..... جس طرح کہتے تھے سر تسلیم خم کردیتا۔

اس کی سعادت مندی کی لوگ مثالیں دیتے تھے۔ آج تک بابا نے ہی اس کے لیے تمام فیصلے کیے تھے، بچپن سے کھیل سے لے کر پڑھائی تک..... اور پھر زندگی کے اتنے اہم فیصلے کی باری آئی تب بھی ہادی نے سب کچھ بابا پہ ڈال کر فرمانبرداری کا اعلیٰ ثبوت پیش کیا تھا حالانکہ اس سے بڑے دونوں بھائیوں نے اپنی من پسند لڑکیوں سے شادیاں کی تھیں۔ فدا نے اکلوتی پھوپی زاد کو دل میں بسایا تو اماں اسے بہو بنا کر گھر لے آئیں۔ صائم نے اپنی پڑوسن کرنل اشفاق کی لاڈلی بیٹی عزہ کے لیے خواہش ظاہر کی تو بابا نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

کرنل اشفاق ان کے پڑوسی تھے۔ عزہ اُن کی اکلوتی بیٹی تھی، بچپن سے یہ لوگ ایک ساتھ تھے۔ اکٹھے کھیلے کودے اور جوان ہوئے..... جب صائم نے عزہ کے لیے اپنی پسند کا اظہار کیا تھا بابا بخوشی رشتہ لے کر اشفاق صاحب کے گھر چلے گئے۔ یوں صائم بیاہ کر برابر والے گھر چلا گیا..... کیونکہ کرنل صاحب نے شرط ہی یہی رکھی تھی کہ عزہ کی شادی اس لڑکے سے کریں گے جو گھر داماد بننے کے لیے تیار ہو..... اماں اور بابا نے یہاں پر بھی بیٹے کی خوشی کو ترجیح دی تھی۔ پھر کرنل صاحب کا گھرانا کون سا دور تھا۔ جب تک وہ زندہ رہے بیچ میں دیوار کھڑی رہی۔ کرنل صاحب کی وفات کے بعد صائم نے بیچ کی دیوار گرا کر پھولوں کی باڑ سے پارٹیشن کروادیا تھا۔

صائم کے بعد جب ہادی کی باری آئی تو بابا نے پہلی مرتبہ اپنی ایک خواہش کا اظہار کیا تھا۔

ہادی کو وہ دن اچھی طرح یاد تھا..... جب وہ آفس سے تھکا ہارا گھر آیا تو بابا نے اسے سیدھا اپنے کمرے میں بلوالیا تھا۔ حالانکہ آفس سے آنے کے فوری بعد بابا کسی بھی بیٹے کو بڑے سے بڑے اور معمولی سی معمولی کام کے لیے بھی نہیں کہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ اُن کے بیٹے دن بھر کی تھکن اتاریں، آرام کریں..... اپنی بیویوں کے ساتھ وقت گزاریں..... اس معاملے میں وہ خاصے روشن خیال تھے۔

ہادی بابا کا پیغام ملتے ہی بغیر کپڑے تبدیل کیے ان کے کمرے کی طرف آیا تو دستک دینے سے پہلے ہی اندر سے بابا کی آواز آتی سنائی دی تھی۔ وہ شاید اماں سے مخاطب تھے۔ اور اپنے کسی دوست شکیل کی بیٹی کا ذکر کررہے تھے۔

''بہت ہی ہنس مکھ اور خوب صورت بچی ہے..... ہمارے ہادی کے ساتھ بہت جچے گی۔ ماشاءاللہ چاند سورج کی جوڑی ہوگی۔'' بابا کے لہجے میں واضح جوش اور خوشی محسوس ہورہی تھی..... وہ بابا کی بات کا مفہوم سمجھے بغیر دروازے پر دستک دے کر کے اندر آیا تو بابا اسے دیکھ کر بڑے سنجیدہ سے نظر آنے لگے تھے۔

ہادی ان کے قریب بیٹھا تو بابا نے بازو پھیلا کر اسے خود سے مزید قریب کر کے زور سے بھینچا..... وہ اس محبت بھرے مظاہرے پہ بھی بوکھلا سا گیا تھا۔

''بابا! خیر تو ہے؟ مجھ پر بڑا پیار آرہا ہے آپ کو کہیں مجھے صائم کی طرح وداع کرنے کا تو نہیں سوچ رہے۔'' ہادی نے اپنے ازلی شرارتی انداز میں بابا کو چھیڑا تو وہ بے ساختہ ہنس پڑے۔

''ہرگز نہیں..... میں اپنی پیاری سی بہو کو اس دفعہ وداع کرکے اپنے گھر لے آؤں گا۔''

''آہم..... یعنی مجھے گھوڑی چڑھوانے کے ارادے ہیں؟'' اس نے ایک کالر کھڑا کر کے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گھوڑی کا تو رواج نہیں اب..... تمہیں پراڈو پہ بٹھا کر پنڈی لے جاؤں گا۔'' ان کا انداز بھی ہنوز ہادی جیسا تھا۔ ہلکا پھلکا اور شگفتہ..... ہادی ''پنڈی'' کے نام پر بے ساختہ چونک گیا تھا۔

''پنڈی.....؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں میری جان .....تمہارے بڑے دو بھائیوں نے تو مجھے لڑکی پسند کرنے کی سعادت سے محروم رکھا.....اس دفعہ میں نے سوچا ہے تمہارے لیے خود لڑکی پسند کروں.....'' کچھ دیر بعد انہوں نے تمہید باندھتے ہوئے اس بات کا اظہار کردیا جس کے لیے انہوں نے ہادی کو اپنے پاس بلوایا تھا۔

''پسند کرنی ہے.....؟ یا کر چکے ہیں.....؟'' ہادی نے سابقہ شرارتی لہجے میں پوچھا.....تب بابا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

''سمجھو، پسند کر چکا ہوں۔''

''اور مجھے صرف بتا رہے ہیں، ہے ناں.....!'' ہادی نے ٹکڑا لگایا۔

''نہیں میری جان! تم سے اجازت لے رہا ہوں..... اگر تم دل سے حامی بھرو تو میں اپنے دوست کے سامنے جھولی پھیلاؤں.....'' بابا نے مسکرا کر بڑی محبت سے اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھا تو وہ بے ساختہ بولا۔

''آپ کے وہی دوست خلیل اور شکیل؟'' ہادی نے چونکتے ہوئے سر ہلایا تھا۔ پھر بابا کے بولنے سے پہلے ہولے سے مسکرا کر کہنے لگا۔ ''آپ کا ہر فیصلہ مجھے قبول ہے بابا.....! آپ میرے لیے برا تو نہیں سوچیں گے۔'' اس کی سعادت مندی نے اماں اور بابا کو بے ساختہ خوش کردیا تھا۔ ان کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ پھر بھی بابا نے ہادی سے دوبارہ پوچھا۔

''تمہیں کوئی پسند تو نہیں بیٹا؟''

''اگر ہوتی بھی تو آپ کی پسند پہ قربان کردیتا.....آپ میرے بابا ہیں..... مجھے آپ کی پسند پہ پورا بھروسا ہے۔ آپ میرے لیے یقیناً کچھ پرفیکٹ ہی پسند کریں گے..... ویسے خیال رکھیے گا لڑکی کا خوب صورت ہونا شرط ہے۔'' وہ انہیں چھیڑتا ہوا شرارتی انداز میں کہہ گیا۔

''اور اگر خوب صورت نہ ہوئی تو.....؟'' اماں نے ایسے ہی بے ارادہ پوچھ لیا تب ہادی نے اماں کی گردن میں بازو حمائل کرلیا۔

''تو پھر وہ آپ کی بہو ضرور ہوگی.....میری بیوی نہیں.....'' اس کے لاڈ پہ اماں نے ڈپٹ کر کہا

''چل ہٹ..... میری بہو کوئی عام نہیں ہوگی۔ زری اور عزہ سے بڑھ کر لاؤں گی۔'' انہوں نے ہادی کے ماتھے کو چوم لیا تھا۔

''اپنی بات پر قائم رہیے گا اماں.....'' ہادی کا انداز اب بھی شرارتی تھا۔

''تو بھی اپنی بات پر قائم رہنا.....'' اماں نے بھی وعدہ لیا..... ہادی نے سر ہلا کر اقرار کیا تھا.....اور اس کے اقرار پر بابا اگلے ہی دن پنڈی روانہ ہوگئے تھے.....ان دنوں ہر کوئی جانتا تھا بابا پنڈی کس مقصد کے لیے گئے تھے۔

زری، کشف اور فلک کو بڑی بے چینی تھی اور عزہ بھی استنبول میں کم بے تاب نہیں تھی.....سب کو ہادی کے لیے بابا کا اکیلے ہی لڑکی دیکھنے جانا کچھ کچھ عجیب لگا تھا لیکن ظاہر ہے بابا کے سامنے کسی کو بولنے کی جرات نہیں تھی۔

پھر بابا جتنے پُرجوش، خوش اور ولولے کے ساتھ پنڈی گئے تھے واپسی پہ خوش ضرور تھے تاہم اتنے پُرجوش نہیں تھے۔ لیکن انہوں نے ہادی کا رشتہ پکا کردینے کا اعلان کردیا تھا.....وہ واپسی پہ مٹھائی کے ٹوکرے لائے تھے جسے خاندان بھر میں تقسیم کرکے ہادی کی بات طے ہوجانے کی خوشخبری سنائی گئی تھی۔

بابا خود گئے تھے لیکن کوئی تصویر نہیں لائے تھے۔ شاید انہیں خیال نہیں آیا تھا۔ یا پھر تصویر مانگنا معیوب سا لگا۔ سب ہی کو مایوسی ہوئی کیونکہ سب لوگ تصویر کی آس لگائے بیٹھے تھے۔

عزہ جو ہنی مون انجوائے کرنے ترکی گئی تھی وہاں سے بار، بار فون کرتی۔

''اسما کی کوئی تصویر ہی دکھادو۔'' اس کی دہائیوں پر ادھر سے مایوسی بھرا جواب ملتا۔

''بابا کو تصویر لانی یاد نہیں رہی.....ویسے ہمیں بابا

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کی بات پر پکا یقین ہے۔ جب بابا نے کہہ دیا..... وہ بہت خوب صورت ہے تو ہمیں یقین آ گیا..... بابا غلط بیانی نہیں کرتے....." کشف نے اس دن اماں اور بابا کی باتیں سن لی تھیں جب وہ اسما کی تعریف کر رہے تھے، سو کشف نے پورے خاندان میں یہی بات نشر کر دی اور عزہ کو تو وہ اکثر چڑاتی۔

"ہادی کی بیوی تم دونوں سے زیادہ حسین ہوگی..... تم دونوں اس کے سامنے چڑیل لگو گی۔"

"دیکھ لیں گے اسما کے حسنِ جہاں سوز کی تجلیاں بھی....." عزہ چڑ کر جواب دیتی..... تاہم اسما کی فوٹو دیکھنے کی حسرت پوری نہیں ہو سکی تھی۔

کچھ ان کے خاندان میں لڑکی یعنی ہونے والی بہو کے گھر خواتین کا جانا معیوب سمجھا جاتا تھا..... کوئی ایک آدھ مرد اور بس ایک آدھ عورت ہی جاتی تھی..... شگن کی رسم کرنے..... اسی لیے بس بابا اور ان کی پھپھو اسما کو ارجنٹ انگوٹھی ڈال آئے تھے..... اماں کو گھٹنوں کی تکلیف تھی..... وہ اور ہادی دونوں ترکی چلے گئے تھے وہاں پہ صائم نے ڈاکٹر سے ٹائم لے رکھا تھا۔

ہادی کا رشتہ طے ہو جانے اور منگنی کے بعد اصل ٹوئسٹ تو تب آیا تھا جب بابا کے موبائل میں اسما کی ڈھیروں تصویریں آئیں..... ان تصویروں کو دیکھ کر کشف، زری، فلک اور حتیٰ کہ عزہ تک دم بخود رہ گئی تھی۔ اور دم بخود تو ہادی بھی رہ گیا تھا۔

کشف نے ساری تصویریں ہادی کو بھجوادی تھیں۔ یوں سب لوگ ہی ہادی کی ہونے والی دلہن سے متعارف ہو گئے تھے..... صائم اور عزہ بھی..... "متاثرین" میں شامل ہوئے..... اور ہادی.....؟ اس کے دل کی کیفیت کچھ سمجھ میں آنے والی ہی نہیں تھی..... وہ ایک نظر میں ہی اسما کا گرویدہ ہو گیا تھا۔

ہر تصویر میں نمایاں نظر آنے والی انتہائی خوب صورت، نازک اندام سی دودھیا رنگت کی مالک اسما حواسوں پر بم گراتی تھی..... اس کا ایک، ایک نقش ہادی کے دل پر نقش ہو گیا تھا۔

وہ تصویر سے نکل کر مجسم ہادی کے سامنے آ کھڑی ہوتی اور ہادی کو اپنا دل سنبھالنا مشکل ہو جاتا..... اوپر سے صائم کے تبصرے.....

"والدین کی بات تابعداری سے مان لینے کے اتنے فائدے ہوتے ہیں۔ دنیا میں ہی جنت کی حوریں دستیاب ہو جاتی ہیں..... کاش میں نے بھی جلد بازی سے کام نہ لیا ہوتا..... اور آج ایک چڑیل میری زندگی میں نہ ہوتی..... بلکہ جنت کی حور ہوتی....." صائم کی بکواس پہ عزہ تپ اٹھتی۔

"منہ دھو رکھو..... تمہیں ہر صورت میں چڑیل ہی ملنی ہے..... جنت میں بھی دوزخ میں بھی۔" ان دونوں کی تکرار سے یکسر بے نیاز ہادی، اسما کی خوب صورت اداؤں میں کھو سا جاتا..... اسما اس کے لیے اپنی تصویروں میں ہی لازم و ملزوم ہو گئی تھی۔

لیکن اس دوران ایک عجیب سی بات ہو گئی..... دن میں اٹھارہ، اٹھارہ مرتبہ منگنی کی تصویریں دیکھنے والی عزہ نے ایک بڑا احساس پوائنٹ اٹھایا تھا۔

وہ ایک ایسی تصویر پر الجھ گئی تھی جس میں ایک سادہ سی معصوم صورت لڑکی کچھ گھبرائی کچھ بوکھلائی صوفے سے اٹھ رہی تھی۔ بیک گراؤنڈ میں پھپھو بیٹھی تھیں..... یوں لگ رہا تھا وہ ان کے قریب سے اٹھی ہے۔ اس لڑکی کے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی تھی..... بیش قیمت ہیرے کی انگوٹھی..... جو یقیناً بابا لے گئے تھے۔ یہ انگوٹھی کشف نے اسکائپ پر انہیں بھی دکھائی تھی..... پھر یہ انگوٹھی اس لڑکی کے ہاتھ میں کیوں تھی؟ وہ عام سی لڑکی جو کہیں سے بھی منگنی کی دلہن نہیں لگ رہی تھی..... بلکہ وہ کہیں سے بھی ہادی کے ہم پلہ نہیں تھی..... اور نہ ہی وہ ہادی کی منگیتر لگ رہی تھی..... اس کی تصویر بھی ایک تھی..... باقی ساری تصویریں اس پری وش کی تھیں..... جسے جانِ محفل کہا جاتا تو غلط نہیں تھا۔

عزہ نے اپنی کشمکش کا اظہار ہادی اور صائم سے بھی کر دیا تھا..... اور ان دونوں نے اس تصویر کو عام

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انداز میں دیکھا اور بس..... کسی نے بھی عزہ کی بات کا نوٹس نہیں لیا..... کیونکہ اس کے بعد اسما کی اور بھی تصویریں انہیں ملتی گئی تھیں۔ جب اچانک ہی اسما اور ہادی کا آپس میں رابطہ ہوگیا تھا..... ہادی، عزہ اور صائم کو لمحے، لمحے کی خبر دیتا پھر وہ کیسے نہ بتاتا کہ ایک سہانی صبح اسما نے ازخود ہادی سے کانٹیکٹ کیا تھا۔ ہادی کے لہجے میں اسما سے بات کرنے کی سرشاری اور خماری کا واضح مدھ بہتا تھا..... اسے اسما کے ازخود رابطہ کرنے پر ذرا بھی ناگواری محسوس نہیں ہوئی اور نہ ہی اس نے اس بات پر غصہ کر کے غلط انداز میں سوچ کر اپنے بیک ورڈ ہونے کا ثبوت دیا لیکن جب عزہ کو اسما کے اس اقدام کی خبر ہوئی تو اسے اندر ہی اندر بہت برا لگا۔

اسما کی بے باکی یا آزاد خیالی پہ وہ کچھ حیران رہ گئی تھی کیونکہ منگنی کے بعد ان کے خاندان میں لڑکے، لڑکی کا میل جول، بات چیت محض کزن ہونے کے ناتے تو ہوسکتی تھی مگر اس طرح اجنبیوں میں.....

بہرحال یہ عزہ کے ذاتی خیالات تھے اور اب یہ دور خاصا ایڈوانس تھا پھر بابا کی طرف سے بھی کوئی پابندی نہیں تھی، وہ تو ہادی کو اتنی مرتبہ کہہ چکے تھے کہ ہادی اپنے ہونے والی سسرال جا کے ان سے ملے اور اسی بہانے اسما سے مل بھی لے..... دیکھ تو وہ چکا ہی تھا..... تصویروں کی حد تک..... بات بھی کر چکا تھا .....فون کی حد تک ایک ملاقات بھی ہو جاتی تو بہتر تھا۔

ہادی اور اسما کا بڑھتا ہوا التفات اور رابطہ کبھی، کبھی عزہ کو عجیب لگتا۔ اسے اسما کوئی باوقار یا سلجھی لڑکی کے بجائے قدرے چھچھوری اور سطحی سی عام لڑکی لگتی لیکن جب ہادی نے اسما سے کانفرنس پہ بات کروائی تو عزہ کو بھی اس کے برجستہ، میٹھے ٹھنڈے شہد سے لہجے اور مدھر سریلی آواز کا گرویدہ ہونا پڑا تھا۔

اگر ہادی، اسما کا دیوانہ ہوا تھا تو بالکل ٹھیک دیوانہ ہوا تھا۔ کیونکہ اسما کو اپنی لوچ دار مٹھاس بھری آواز سے سننے والے پہ سحر طاری کرنا اور اسے اپنی طرف کھینچنا بخوبی آتا تھا۔ اسی لیے ہادی عبدل زئی بھی

سچی کہانیوں، آپ بیتیوں، جگ بیتیوں کا بے مثال مجموعہ
ماہنامہ سرگزشت کراچی
شمارہ فروری 2016ء کی جھلکیاں
فدائے اردو
ساجد امجد کے قلم سے اس محقق کی داستان جس نے ثابت کیا کہ اردو دہلی میں نہیں پنجاب میں جنمی ہے
فارمنگ کوئین
پاکستان کی اس اداکارہ کا تذکرہ جس کے گیتوں نے شائقین کو اسیر کرلیا ہے
ناگا پربت کا عقاب
ندیم اقبال کارواں تحریر کے سحر میں ڈوبا ایک منفرد سفرنامہ
میری کوم
تنویر ریاض کی تحقیق، برصغیر کی اس لڑکی کی سرگزشت جس نے باکسنگ میں بہت نام کمایا
مرض، مرض اور مرض
ندیم قیصر کی سچ بیانی کہ حالات کی چکی کس طرح انسان کو پیس دیتی ہے
اس کے علاوہ
اور بھی ڈھیر ساری سچ بیانی، انوکھے قصے، سچے واقعات اور طویل سرگزشت "سراب"
بس ایک بار سرگزشت پڑھیں پھر آپ خود ہی اس کے اسیر ہو جائیں گے

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اسما کی محبت اور آواز و حسن کے سحر میں ہمیشہ کے لیے جکڑ گیا تھا۔

☆☆☆

بھیگتی ہوئی خوب صورت رات چرخی کی طرح پھسلتی جارہی تھی۔

ایک دلنشین احساس تلے مہکتا وہ دل میں اٹھتے گداز اور انوکھے جذبوں سے سرشار اپنی خواب گاہ کی طرف جارہا تھا۔ جہاں پہ اس کے خوابوں کی شہزادی جلوہ افروز تھی..... اس کے بابا کی پسند اور ہادی کی اولین چاہت..... اس نے زندگی میں کبھی کسی لڑکی کے بارے میں اس انداز میں نہیں سوچا تھا..... جب بابا نے اسما سے اس کا رشتہ پکا کیا تھا تب بھی خیالوں میں اتنی جلدی تبدیلی نہیں آئی تھی..... اسما کی تصویریں دیکھنے اور اس سے بات چیت کرنے اور روبرو دیکھنے کے بعد وہ اس کے دل پر تسلط جما کر بیٹھ گئی تھی۔

وہ دھیرے، دھیرے اس کے اندر نہیں اتری تھی..... وہ ایک دم آئی اور چھا گئی..... پہلی نگاہ میں ہی دیوانہ بنا گئی تھی۔ اور اب ہادی اپنے کورے جذبے کے شفاف پانیوں پر تیرتا ہوا اسما سے ملنے اور ہمیشہ کے لیے اسے اپنا بنانے اپنی خواب گاہ کی طرف جارہا تھا۔

اس سے ملنے، فون پر بات کرنے اور روبرو دیکھ لینے کے باوجود اس وقت اسما کا سامنا کرنے کے احساس سے اس کا دل زور، زور سے دھڑک رہا تھا۔

جب اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور دھیرے، دھیرے فاتحانہ انداز میں چلتا ایک سرور آگیں نشے میں معمور اپنے کمرے میں داخل ہوا تو پہلا دھچکا اس کا منتظر تھا۔

اسما کمرے میں موجود تھی لیکن سوئی ہوئی۔ چادر کے نیچے اس کا زرتار لباس جھانک رہا تھا۔ نیند میں بھی لگ رہا تھا جیسے اس کا وجود ہولے، ہولے کانپ رہا ہے..... وہ یہاں کے موسموں کی عادی نہیں تھی اسی لیے شاید اسے سردی لگ رہی تھی۔ کچھ سوچ کر ہادی نے الماری کھول کر اندر سے کمبل نکالا اور بیڈ کی پائنتی پر رکھ دیا۔

اس کا دھیان اسما کی طرف تھا..... وہ سو کیوں گئی تھی؟ کیا وہ ہادی سے ناراض تھی؟ وہ دیر سے آیا تھا؟ اسے انتظار کرنا پڑا..... آخر وہ اتنا لمبا سفر کر کے آئی تھی..... اور ہادی نے اسے اتنا انتظار کروایا۔

ہادی کو بے طرح سے صائم اور عزہ پر غصہ آیا..... ان کی وجہ سے وہ اتنا خوار ہو کر لیٹ ہوا تھا۔

فی الحال وہ اسما کو جگانا چاہتا تھا، اس کے لیے وہ کیا کرتا؟ ان دونوں کے درمیان فون پر تو خاصی..... بے تکلفی تھی لیکن یوں اسے سوتے میں جگانا غیر مناسب تھا۔ کچھ سوچ کر اس نے کمبل کھولا اور اسما پر پھیلا دیا..... گو کہ اس نے بڑے احتیاط سے کمبل ڈالا تھا پھر بھی وہ کسمسائی اور اچانک ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

اس کی پشت ہادی کی طرف تھی..... اور ہادی پائنتی کی طرف کھڑا تھا۔ جیسے ہی وہ گھوم کر اسما کی طرف آیا وہ غیر محسوس انداز میں سرک کر دوسری طرف رخ بدل گئی تھی۔ یوں کہ ہادی کی اب بھی اسما کو دیکھنے کی کوشش بیکار گئی تھی۔

اسما کی ایک مرتبہ پھر ہادی کی طرف پشت تھی۔ نہ بھی ہوتی تب بھی اسما کا لمبا گھونگٹ اس کی ٹھوڑی تک سجدہ ریز تھا..... گھونگٹ ان کے ہاں کا رواج تھا..... جو لڑکی میکے سے نکال کر لاتی تو سسرال میں آکر الٹا جاتا تھا جب ساس وغیرہ کو دکھایا جاتا..... پھر بعد میں گھونگٹ دوبارہ نکال لیا جاتا تھا جسے دولھا نے کھولنا ہوتا تھا اور اس وقت اسما کا چہرہ گھونگٹ میں چھپا تھا..... وہ اتنا لمبا گھونگٹ نکالے ان ایزی ہو کر سو رہی تھی۔ ہادی کو بے پناہ تاسف نے آن گھیرا تھا۔

وہ اسما کے کچھ قریب فاصلہ مٹاتے ہوئے آیا تو وہ سمٹ کر محتاط سی ہوگئی..... اس کو محتاط ہوتا دیکھ کر ہادی کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

کیا وہ اس سے شرما رہی تھی؟ حالانکہ اسما اپنی بولڈ نیس کی وجہ سے اتنی شرمیلی ہرگز نہیں لگتی تھی۔ لیکن یہ والی سچویشن شاید ہر لڑکی کے لیے ایک سی ہوتی

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے..... کیا آزاد خیال، پُراعتماد اور کیا دبو.....

وہ چپکے سے مسکرایا اور اسما کے قریب بیٹھ گیا..... گو کہ اب بھی وہ سامنے نہیں تھا..... لیکن نیم رخ سے اسما کو دیکھ سکتا تھا۔ اسما اس کا بیٹھنا محسوس کر چکی تھی..... ہادی کے لیے نئی نویلی دلہن کو مخاطب کرنا کارِ محال تھا۔ کچھ دیر تک چپ سادھے سوچنے کے بعد ہادی نے گلا کھنکھارا..... گو کہ وہ بڑا پُراعتماد تھا لیکن اسما کا رویہ اس کے اعتماد کو ڈانواں ڈول کر رہا تھا..... آخر ایسی بھی کیا ناراضی.....؟

''اسمی!'' ہادی کے طرزِ تخاطب پہ ہی اسما کو اس شدت سے کرنٹ لگا تھا..... وہ ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی تھی۔ اس کے سر پر جیسے ہتھوڑا برسا تھا..... ہادی نے اسے کس نام سے پکارا تھا؟ اسمی.....؟ اسما کو لگا تھا جیسے اس کے دماغ کی کوئی شریان پھٹ جائے گی..... یہ نیک نیم یا شارٹ نیم اسما کا تھا ہی نہیں..... پھر ہادی نے اسے یہ نام کیوں دیا؟

''اسمی.....! میں سمجھتا ہوں تم ناراض ہو..... تمہیں انتظار کی کوفت اٹھانا پڑی..... اس کے لیے معذرت کرتا ہوں..... ایکچوئلی! عزہ اور صائم کی فلائٹ لیٹ ہو گئی تھی.....'' وہ آگے بھی اپنے لیٹ آنے کی تفصیل بتا رہا تھا..... لیکن اسما کا ذہن اسمی سے ہٹ ہی نہیں رہا تھا..... ہادی نے کس بے تکلفی سے اسے مخاطب کیا تھا..... جیسے وہ دونوں ایک دوسرے کو برسوں سے جانتے ہیں..... ہادی نے اسے اسمی کیوں کہا؟ اس کا دماغ سن ہو رہا تھا۔

''اب اس بات پر ناراضی ختم..... جلدی سے یہ ٹینٹ ہٹاؤ..... گھونگٹ اٹھاؤ..... اور اپنی منہ دکھائی لو.....'' وہ بڑے شرارتی لب و لہجے میں مخاطب ہوا تھا..... پھر اس نے کمال بے تکلفی سے اسما کا ہاتھ پکڑ لیا..... اس کا حنائی ہاتھ نہایت کومل تھا..... جسے ہادی نے اپنے مضبوط ہاتھ میں جکڑ لیا تھا..... اس کے ہاتھ میں منگنی والی انگوٹھی بھی موجود تھی..... نرم و ملائم کومل ہاتھ مہندی سے پور پور سجے تھے۔ لیکن ان ہاتھوں میں کچھ تو تھا جو اسے کچھ مختلف لگا تھا..... گو کہ اسما کے نرم، نرم ہاتھ اس کے دل کی دھڑکن کو بڑھا رہے تھے لیکن پھر بھی ایک عجیب احساس نے اسے قدرے..... بے کل کر دیا تھا۔ اس کے ہاتھ بہت دودھیا اور پتلے نہیں تھے..... گدرائے سے نرم ملائم اور نفیس تھے۔ جبکہ انگلیاں بھی مخروطی نہیں تھیں پھر بھی ہادی نے اس احساس کو جھٹکنا چاہا..... سلونے سے ہاتھ کی انگلی میں اس نے بیش قیمت انگوٹھی پہنا دی تھی۔ گو کہ یہ کام تھوڑا زبردستی کیا تھا لیکن بخیر و خوبی نمٹ گیا..... اسما نے اس دوران کتنی ہی مرتبہ اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا تھا لیکن ہادی نے اس کی کوشش ناکام بنا دی تھی۔

''لگتا ہے اسمی! میری جدائی میں تمہیں گردن توڑ بخار ہوا تھا..... تمہاری رنگت سنولا گئی ہے..... خیر غم نہ کرو..... میرے ساتھ رہو گی تو گورا کر دوں گا.....'' ہادی کی شرارت پہ اسما کا دل اندر تک چر گیا تھا..... اس کا دل چاہا وہ گھونگٹ الٹ کر اس کمرے تو کیا اس گھر سے نکل کر کہیں دور بھاگ جائے۔ جہاں پر کوئی آواز اس کا پیچھا نہ کرے..... کوئی یہ نہ کہے دلہن کیوں بدل گئی؟ کوئی یہ نہ کہے تم کون ہو؟ اور کہاں سے ٹپک پڑی؟

''ویسے تمہارا منہ تو دیکھا بھالا تھا..... منہ دکھائی تو ایویں ہی وصول کر بیٹھی ہو..... لاؤ واپس کرو.....'' ہادی اسے بولنے پر اکسا رہا تھا۔ اس کی شرارت سمجھے بغیر اسما نے واقعی ہاتھ آگے کر دیا..... جس کا مطلب تھا۔ ''اتارلو انگوٹھی۔''

''کم آن یار.....! تم تو مذاق بھی نہیں سمجھ رہیں..... ایسی بھی کیا ناراضی..... ذرا میری پناہوں میں آؤ تو بتاؤں.....؟ کتنا بے قرار کیے رکھا ہے تم نے مجھے.....'' ہادی نے اس کے گرد گھیرا تنگ کیا اور اپنے بازوؤں کی زنجیر بنائی تو اسما کا حلق سوکھ گیا..... سانس گھٹ گئی..... دل بند ہو گیا۔

وہ اسے کون سمجھ رہا تھا.....؟ وہ اسے کیا سمجھ رہا تھا؟

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نور العین ساحرہ سے ملاقات

مجھے کتابیں پڑھنے کا جنون ہے لیکن میرا اصلی عشق صرف اردو ادب ہی ہے باقی سب کو میں صرف اپنا کتابوں کا نشہ پورا کرنے کے لیے پڑھتی ہوں اور اس معاملے میں آتش جی کی مکمل ہم خیال ہوں۔

پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا
زبانِ غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

اور کیا بتاؤں اپنے بارے میں..... روحانیت اور خوب صورتی مجھے بہت متاثر کرتی ہے چاہے وہ کسی انسانی پیکر سے جھلکتی ہو یا کسی دلکش نظارے میں جھلکتی ہو یا پھر کہیں جذبات میں ٹھہرے ہوئے کسی حسین پل کی سوغات ہو۔ اسی لیے کبھی کبھی جب دل میں بہت ہُڑک اٹھے تو شاعری پر بھی ہاتھ صاف کر لیتی ہوں، یہ اور بات کہ باقی شاعروں کی فلاح و بہبود کی خاطر (کہ وہ میری قیود و بند و وزن سے آزاد شاعری دیکھ کر کہیں اپنی شاعری سے تائب ہی نہ ہو جائیں) منظرِ عام پر نہیں لاتی۔ دنیاوی گزر بسر کے لیے میں نے کمپیوٹر کا فیلڈ چنا ہوا ہے، ایک انٹرنیشنل کمپنی میں جاب کرتی ہوں۔ شادی شدہ ہوں مگر ابھی قدموں تلے جنت نہیں آئی ہے۔ ہمارے خاندان کو پاکستان چھوڑے اتنے سال ہو چکے کہ ٹھیک سے اپنے گھر اور گلیوں کا نقشہ بھی اب یاد نہیں مگر پاکستان کی محبت دل سے کسی صورت نہیں نکلتی۔ اسی اپنائیت اور اردو ادب سے محبت کی تلاش میں نیٹ پر مارے، مارے پھرتے کچھ سال پہلے ون اردو فورم نامی ایک گوہرِ مقصود ہاتھ لگا۔ oneurdu.com

یہ وہ بنیادی اساس اور اکائی ہے جس پر میرے لکھنے کی عمارت کھڑی ہوئی۔ وہیں ہنسی مذاق میں ایک دن دوسروں کے

اسما کی آنکھوں تلے اندھیرا چھانے لگا..... اس کا سر چکرانے لگا۔

''میں امی..... نہیں ہوں.....'' بالآخر اسما کو زبان کھولنا پڑی تھی۔ سوکھے حلق کو بہ مشکل تر کرتی وہ بھرّائی آواز میں بڑی دشواری سے بولی تھی۔ یوں کہ بادی لمحہ بھر کے لیے بھونچکا رہ گیا تھا۔ جیسے اس کی آواز پر چونکا ہو..... کتنی بدلی، بدلی سی آواز تھی..... پھر وہ بے ساختہ ہنس پڑا تھا۔

''امی جان! تم تو آواز سے لے کر ہاتھوں تک پوری کی پوری بدل کر میرے پاس آئی ہو..... کون سا سیاہ برش پھیرا ہے تم پہ؟ آخر ہوا کیا ہے؟'' وہ اب بھی شرارتی انداز میں اسے چھیڑ رہا تھا۔

اسما کے ضبط کا یارا نہ رہا..... اس کی برداشت کا ہرٹا لکا اُدھڑ گیا تھا..... اس کا فگار ہوا دل پھٹ پڑا تھا۔ جس وقت سے وہ اس گھر میں آئی تھی مسلسل ایسی باتیں سن رہی تھی۔

یہ اسما تو نہیں.....

دلہن بدل گئی.....
بابا کسے اٹھا لائے.....
یہ کون ہے؟

اب وہ مزید کچھ بھی سہنے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھی۔ جتنا اس کی عزتِ نفس کا جنازہ نکلنا تھا نکل چکا تھا۔ جتنی اس کی توہین ہونا تھی ہو چکی تھی۔ جتنا اسے بے عزت کیا جانا تھا، کیا جا چکا تھا..... اس کی انا، خودداری، عزتِ نفس کو کرچی، کرچی کر دیا گیا تھا۔

کیا وہ بھاگ کر آئی تھی؟ کیا اغوا ہو کر آئی تھی؟ اسے... تو بڑی عزت و احترام کے ساتھ لایا گیا تھا۔ پھر یہاں آ کر ایسا کیوں ہوا؟ ان لوگوں نے ایسا کیوں کیا؟ ان لوگوں کے ساتھ گڑبڑ ہوئی یہ جان بوجھ کر اسے ٹیز کر رہے تھے؟ اسما سوچ، سوچ کر تھک چکی تھی..... اب آر یا پار ہونے کا فیصلہ کرنا تھا۔

کب تک وہ خود کو چھپائے اندر ہی اندر سلگتی اور گھلتی رہتی..... آخر اسے کس بات کا خوف تھا؟ ٹھکرائے جانے کا؟ دھتکارے جانے کا.....؟ تو یہ

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

افسانوں پر تبصرے کرتے، کرتے سب نے خود افسانے لکھنے کی ٹھان لی اور پھر تین مقابلوں میں میری کوئی نہ کوئی پوزیشن رہی۔ بس وہیں سے حوصلہ ملا تو اردو پوائنٹ اور اسکائی اردو پر لکھنا شروع کیا۔ ان کا بہت شکریہ کہ انہوں نے خوشی سے ایک نو آموز، ناتجربہ کار لکھاری کو ادب کی دنیا میں جگہ بنانے میں بہت مدد دی۔ وہیں سے کافی زیادہ مثبت فیڈ بیک ملا تو ہمت پکڑی اور بوسی اور اخبارات سمیت پاکیزہ میں قسمت آزمائی کا فیصلہ کیا اور ان سب مدیروں کی صورت قسمت نے میرا خوب ساتھ دیا۔ میرے افسانوں کی خاص بات کہ میں فکشن نہیں لکھتی بلکہ کوئی بھی دل و دماغ کو جھنجوڑنے والا سچا واقعہ لے کر ایک مثبت پیغام کی صورت آپ سب تک پہنچانا چاہتی ہوں۔ اسی طرح میں اپنے افسانوں میں زندگی کی چھوٹی، چھوٹی بنیادی حقیقتیں، سمجھوتے بھی بہت مجبور و مظلوم عورت اور بھی چٹانی عزم رکھنے والی بہادر عورت جو طوفانوں کا رخ موڑ سکتی ہے اور ہر گھر میں موجود بنیادی تلخیاں سامنے لانا چاہتی ہوں۔ اپنی سمجھ کے مطابق ان کا کوئی حل پیش کرنا چاہتی ہوں اور اس وقت میرا دل خوشی سے بھر جاتا ہے جب کوئی مجھے ای میل لکھتا ہے کہ میرے فلاں افسانے کی وجہ سے ان کے ذہن میں لگی کوئی بہت بڑی گرہ کھل گئی اور زندگی بہت مثبت سمت میں بدل گئی ہے۔ انجم انصار آپا بہت شفیق اور سوئٹ ہیں اور اتنے مشہور رسالے کی مدیرہ اور خود اتنی بڑی مصنفہ ہونے کے باوجود بہت ڈاؤن ٹو ارتھ اور پیار کرنے والی ہیں۔ انہوں نے بہت کھلے دل کے ساتھ مجھے خوش آمدید کہا اور اس کے نتیجے میں آج یہ سطور آپ تک پہنچ رہی ہیں اور اس طرح افسانے بھی پہنچتے رہیں گے انشاءاللہ......

آخر میں دعا ہے کہ آپ سب کا پیار اسی طرح مجھے ملتا رہے اور ہمارا ساتھ یونہی ہمیشہ بنا رہے۔ میرا پیغام صرف یہ ہے کہ عزت دیجیے اور عزت لیجیے...... آخر میں دعا ہے کہ آپ سب بہت، بہت خوش اور زندگی کے ہر خوب صورت مقصد میں کامیاب رہیں، آمین۔

نورالعین ساحرہ، امریکا

کام ہادی کی بہنیں کر چکی تھیں...... کچھ نہ کچھ بھاوجیں بھی کر چکی تھیں...... اب تو ہادی کی باری تھی۔

''امی! تم گھونگٹ کے پار کون سا مسئلہ سلجھا رہی ہو یار! عالمی مسائل سلجھانا تمہارے بس کا روگ نہیں...... مجھ غریب کی فریاد پہ توجہ دو...... مت ویٹو پاور بنو...... میرے ساتھ غریب ممالک جیسا سلوک مت کرو...... امی! زندہ بھی ہو یا گزر چکیں؟ میں کل ولیمے کی جگہ تمہارے قل کے انتظامات نہ کرواتا پھروں......؟ دیکھو، آج کی رات مرنے سے پرہیز کرو...... میں بیوہ ہونے سے ڈرتا ہوں......'' ہادی کی مسخریاں اپنے عروج پر تھیں...... اور اسما ایک پل صراط پر کھڑی تھی جو تلوار سے زیادہ تیز تھی اور بال سے زیادہ باریک......

''میں امی نہیں ہوں...... میں اسما ہوں...... اسما خلیل......'' اسما نے آنکھیں میچ کر اپنے بھرائے لہجے پر قابو پا کر کہا۔

ہادی جو اس کی آواز کے پیچ و خم میں الجھ رہا تھا ایک مرتبہ پھر مسکرا دیا۔

''میں نے کب کہا ہے؟ تم کوئی اور ہو...... تم اسما ہو...... میری اسما......''

''آپ مجھے کیا سمجھ رہے ہیں؟'' اسما نے اپنے غیر متوازن لب و لہجے پر کنٹرول کر لیا تھا...... اب وہ کچھ پر اعتماد تھی اور اپنے مضطرب ہاتھوں کی انگلیاں مروڑنے سے پرہیز کر رہی تھی۔

''میں تمہیں اپنی بیوی سمجھ رہا ہوں......'' ہادی کا جواب بڑا برجستہ تھا...... اسما کے اندر دور تک تلخی بکھر گئی تھی۔

''جب آپ کو پتا چلا میں ''امی...... ''نہیں ہوں تب بھی مجھے اپنی بیوی سمجھیں گے......؟'' اس کے سوال پر ہادی اب کی دفعہ بری طرح سے ٹھٹک گیا...... اس کی آواز امی کی آواز نہیں تھی۔ اس کا لہجہ امی کا لہجہ نہیں تھا...... اُس کی آواز میں کھنک تھی، ترنگ تھی، لوچ سا تھا...... اس کی آواز میں سادگی تھی۔ نرماہٹ اور ٹھہراؤ تھا...... جبکہ اُس کا لہجہ تیز، آواز بھی تیز تھی......

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کا لہجہ مدھم اور آواز بھی مدھم تھی۔

''تم کیسی باتیں کر رہی ہو.....؟'' اب... ہادی کا لہجہ بدل گیا تھا..... اس کی تمام تر شوخی، چونچالی اور تازگی پر گرد پڑ گئی تھی۔ اسے بڑی شدت کے ساتھ کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا..... اس کا دل بری طرح سے اپ سیٹ ہوا۔

''آپ کی باتیں سن کر یہ سوال مجھے کرنا چاہیے..... یہ ہماری پہلی ملاقات ہے..... اور مجھے لگ رہا ہے جیسے آپ مجھ سے پہلے بھی مل چکے ہیں..... آپ کی باتیں یہی بتا رہی ہیں.....'' اسما کے الفاظ اسے بھک سے اڑا گئے تھے۔ ہادی ہکا بکا رہ گیا تھا۔

''یہ ہماری پہلی ملاقات نہیں..... میں تم سے تمہارے ہی گھر میں مل چکا ہوں.....'' ہادی کا لہجہ بلا کا سنجیدہ اور جتاتا ہوا تھا..... تب اسما نے خود بخود بڑے صبر اور ضبط کے ساتھ گھونگٹ الٹ دیا تھا۔ اس کی توقع کے عین مطابق ہادی پہلے تو بری طرح سے ٹھٹکا تھا پھر اس کو بلا کا دھچکا لگا..... پھر اسے جیسے کرنٹ لگا اور وہ اپنی جگہ سے اس قدر تیزی کے ساتھ اٹھا تھا جیسے اسما کے وجود سے شعلے نکل کر اسے اپنی لپیٹ میں لینے کے لیے تیار تھے..... یا اسما کے وجود سے کانٹے نکل کر ہادی کے وجود میں کھبنا چاہتے تھے۔

اسما کے ہونٹوں پر ایک اذیت ناک خاموشی پھیل رہی تھی۔

وہ اسما کے گھر اسما سے مل چکا تھا؟ کتنی بڑی تعجب میں ڈالنے والی بات تھی۔ وہ اسما کے گھر اسما سے نہیں ملا تھا۔ اگر وہ اسما سے مل چکا ہوتا تو آج یہ والی صورتِ حال کہیں سے بھی بہت سے لوگوں کو شاک میں مبتلا نہیں کرتی اور نہ ہی ان دو مرکزی لوگوں کی زندگیوں کو انگاروں سے بھرتی۔

''تم کون ہو.....؟ یہاں کیا کر رہی ہو؟'' ہادی جیسے چیخ پڑا تھا۔ اس کے سامنے زرتار لباس میں اس کی محبوبہ نہیں بیٹھی تھی۔ یہ کوئی اور ہی تھی..... یہ آخر کون تھی؟ وہ جیسے ضبط و تحمل کو ایک طرف رکھے چلا اٹھا۔

''میں خود چل کر یہاں نہیں آئی..... مجھے آپ کے بابا اور آپ خود نکاح کے بعد لائے ہیں..... میں اسما خلیل ہوں..... میں اسما شکیل نہیں ہوں..... میں آپ کی بیوی ہوں۔'' اسما نے بڑے ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھیگی پُرنم آواز میں کہا تھا۔

اپنی عزتِ نفس کا گلا گھونٹ کر اتنے منت بھرے انداز میں کسی کو بھی یقین دلانا کتنا مشکل ہوتا ہے..... اور وہ کسی جب آپ کا شوہر ہو..... اور آپ کے وجود کو تسلیم ہی نہ کرے تو پھر ایسی سچویشن میں کیا کرنا چاہیے۔

''تم میری بیوی نہیں ہو..... سنا تم نے..... تم اتنی کو جی، کم شکل..... میری بیوی کیسے ہو سکتی ہو؟ میرے ساتھ اتنا بڑا فراڈ ہوا ہے..... تم یہاں کیسے آ گئیں میں تمہیں جانتا بھی نہیں.....'' وہ غم و غصے کی انتہا پر ساری تہذیب اور شائستگی کو بھلا کر چلا رہا تھا۔ مارے غصے اور اشتعال کے اس نے کمرے کی آرائشی چیزوں پر زہر نکالنا شروع کر دیا تھا۔ اس کے اندر آگ بھر گئی تھی۔ اس کا دماغ الٹ رہا تھا۔ ہادی کو یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے بھرے بازار میں اسے کوڑے مارنے شروع کر دیے ہیں۔ یہ کیسا بھیانک مذاق تھا؟ یہ کس نے اتنا شرمناک کھیل کھیلا تھا؟ کس نے اسے..... بے وقوف بنایا تھا..... کون اس کے جذبوں اور احساسات کی دھجیاں اڑا گیا تھا؟ دلہن کی خوب صورتی یا کم صورتی ایک طرف تھی..... یہاں پہ تو پورے کا پورا وجود ہی بدلا ہوا تھا۔

پورا ایک سال وہ کس حسین تصور کے ساتھ محوِ کلام رہا تھا؟ وہ کس کو سپنوں میں بسائے ہوئے تھا..... وہ کون تھی جو اس کے پاک، ان چھوئے، کورے جذبوں، محبت، اعتبار، مردانہ خودی، انا اور دل جیسی متاع کو لوٹ کر لے گئی تھی۔ یہ کس نے اس کی مردانگی پہ شب خون مارا تھا۔

وہ تو پورے قد سے ذلیل و خوار ہو گیا تھا..... شرمسار ہو گیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آخر یہ ڈراما کس نے کیا تھا......؟ کیا سامنے کھڑی اس خون آشام بلا نے؟ یا بابا کو دھوکا دیا گیا؟ ہادی کا سر دگھی، دگھی بکھر رہا تھا...... اس کی شریانوں میں بھو ابل رہا تھا۔

"جاؤ...... دفع ہو جاؤ...... اپنی صورت گم کرو...... مجھے ایک پل کے لیے بھی دکھائی مت دو......" اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا...... وہ زخمی شیر کی طرح دہاڑتا رہا...... غراتا رہا...... پھنکارتا رہا۔

اسما آنکھیں میچے بے آواز رو رہی تھی۔ اس کے چہرے پر دکھ، کرب، اذیت اور اپنے مٹی، مٹی ہو جانے کا احساس لکھا کرلا رہا تھا...... اس کے آنسو ٹوٹ، ٹوٹ کر گر رہے تھے اور وہ کسی شکستہ عمارت کی طرح ڈھے چکی تھی۔

ہادی نے اسے زمین پر گرتے دیکھا تو ایک زہر آلود، شعلے اگلتی نگاہ ڈالی اور تن فن کرتا باہر نکل گیا۔ جانے سے پہلے اس نے کرسٹل کے کارنر کو ٹھوکر سے اڑایا تھا۔ اوپر رکھے بہت سے ڈیکوریشن پیس اڑتے ہوئے دیوار سے ٹکراتے رہے اور زمین پہ چکنا چور ہو کر گرتے رہے...... جیسے اسما زمین پر کرچی کرچی ہو کر بکھر چکی تھی۔

☆☆☆

وہ سہاگ کی سیج سے اٹھ کر سیدھا اماں اور بابا کے کمرے میں آیا تھا...... جس شدت کے ساتھ اس نے دروازہ دھڑ دھڑایا تھا...... اماں اور بابا گھبرا کر اٹھ بیٹھے تھے۔ یہ غیر معمولی دستک کسی نارمل صورتِ حال کو ظاہر نہیں کر رہی تھی۔ انہوں نے دھڑکتے دل کے ساتھ اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے ہادی کو کھڑے پایا۔

ہادی کی شکل دیکھ کر دونوں میاں بیوی دھک سے رہ گئے تھے...... یہ کچھ دیر پہلے والا شگوفے بکھیرتا چٹکلے چھوڑتا ہادی نہیں، یہ تو کوئی اور ہی ہادی تھا۔ ان کا بیٹا، ان کا لاڈلا ہادی ہرگز نہیں تھا۔

ضبط سے بھینچتے پھڑ پھڑاتے ہونٹ، خونی آنکھیں...... لہو چھلکاتے رخسار، غصے، اشتعال، کرب اور ان دیکھے دھوکے کے ادراک سے مشتعل بے قابو ہوتا وجود......

بابا نے آگے بڑھ کر ہادی کو تھاما تو وہ ان کے سینے سے لگ کر بھینچ بھینچ کے رو پڑا...... اماں اور بابا کے کلیجے الٹ کر باہر آ پڑے تھے۔ ہادی کو کیا ہوا تھا؟ یہ اتنا کیم قیم وجود کیوں رو رہا تھا؟

اماں حق دق کھڑی بابا کو دیکھ رہی تھیں اور بابا خود انتہائی فکر کے عالم میں اندیشوں کے جھکڑ میں گھرے ہادی کی پشت سہلا رہے تھے...... معاً اسے اپنی آکورڈ پوزیشن کا احساس ہوا تو وہ ایک دم بابا سے الگ ہو کر کھڑا ہو گیا...... اتنی دور کہ ان کے درمیان ڈھیر سارا فاصلہ آ گیا تھا۔

"یہ سب کیا ہے بابا! یہ کیا، کیا ہے میرے ساتھ آپ نے؟ وہ کون ہے میرے کمرے میں؟" ہادی کے الفاظ اماں اور بابا کا کلیجا اڑا کر لے گئے تھے۔ ہائے اسے کیا ہو گیا تھا...... ان کے بیٹے کا دماغی توازن تو ٹھیک تھا......؟ کیا وہ نہیں جانتا تھا اس کے کمرے میں کون ہے؟ یہ ہادی کیا الٹ سلٹ بول رہا تھا۔

"میرے بچے......! تمہاری بیوی ہے اسما...... چند گھنٹے قبل تم اسے بیاہ کر لائے ہو......" اماں نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر گہرے دکھ تلے دبتے ہوئے بہ مشکل بتایا۔

اماں کے احساس دلانے اور بتانے پہ ہادی بے ساختہ چیخ پڑا تھا۔

"وہ میری بیوی کیسے ہو سکتی ہے؟ مجھے کسی اور کی تصویریں دکھائی گئی تھیں۔ مجھ سے فون پر کوئی اور بات کرتا تھا...... میں کسی اور سے خلیل انکل کے گھر میں ملا...... اور رخصت انہوں نے اپنی کم صورت بیٹی کو میرے ساتھ کر دیا۔ انہوں نے ہمیں دھوکا دیا ہے بابا......" وہ بری طرح ٹوٹ کر چیخا تھا...... اس کے دہکتے جذبات کو بڑی شدت کی ٹھیس لگی تھی۔ یہ تکلیف ہادی کی برداشت سے باہر تھی...... وہ خود کو بے حد احمق، بے وقوف اور خوار تصور کر رہا تھا۔ اپنے ساتھ ہوئے دھوکے کو سہنا اس کے حوصلے سے بڑھ کر اور برداشت

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

سے اوپر کی چیز تھی۔

''ہمارے ساتھ کوئی دھوکا نہیں ہوا میری جان! میں نے تمہارے لیے خلیل کی بیٹی اسما کا رشتہ مانگا تھا۔ میں اسما کو بہو بنا کر لایا ہوں..... تمہیں کیا غلط فہمی لاحق ہوئی ہے؟'' بابا انتہائی تفکر سے اس کا غم و غصہ کم کرنے کی کوشش کررہے تھے..... انہیں لگ رہا تھا ہادی کسی غلط فہمی کا شکار ہوا ہے..... اسے مس انڈراسٹینڈنگ ہوئی ہے..... یا ہادی کو کسی نے ٹریپ کرنے کی کوشش کی ہو.....؟ وہ شدید ہیجانی تفکر کا شکار تھے۔

''آپ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں..... میں نے خود سنا تھا بابا! آپ اپنے دوست شکیل کی بیٹی کا ذکر کررہے تھے۔ وہ جو خوب صورت اور ہنس مکھ تھی۔ جس کے بارے میں آپ نے کہا تھا۔ وہ ہادی کے ساتھ سجے گی۔'' ہادی کوئی بہت پرانی بات تو نہیں جتلا رہا تھا جو ان کی یادداشت سے محو ہوچکی تھی..... انہیں یاد آگیا تھا۔ جب انہوں نے ہادی کو اپنے کمرے میں بلایا تھا تب وہ اس کی اماں سے شکیل کی بیٹی کا ذکر کررہے تھے۔

سچ تو یہ تھا..... ان کے من میں اسارا کا خیال تھا..... پچھلی دفعہ وہ شکیل اور خلیل سے ملنے گئے تو اسارا کو دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔ وہ بچپن سے زیادہ خوب صورت ہوچکی تھی۔ وہ تب ہی اپنے دل میں اسے لاڈلے بیٹے ہادی کے لیے پسند کرچکے تھے۔ پھر گھر آکر بیگم سے صلاح کی تو انہوں نے بھی رضامندی دے دی۔ سننے میں آیا تھا اسارا بہت خوب صورت ہے..... ان کے ہادی کے ساتھ بہت جچتی..... سو بغیر دیکھے ہی شوہر کی پسند پر مہر لگا دی تھی۔

وہ بڑی آس، امید کے ساتھ اسارا کا رشتہ لینے آئے تھے..... انہیں امید تھی کہ شکیل اور خلیل کبھی انکار نہیں کریں گے..... سچ تو یہ تھا ان کی درخواست پہ دونوں ہی بڑے خوش ہوئے تھے لیکن تب خلیل نے ان سے معذرت کرلی تھی۔

''عبدل! تم نے ہماری بیٹی کے لیے خواہش ظاہر کی ہے..... یہ ہماری بڑی خوش نصیبی ہے..... اور اسارا کی بھی بڑی خوش قسمتی ہوتی اگر وہ تمہاری بہو بنتی ..... لیکن تم سے معذرت کرتا ہوں..... اسارا میرے بیٹے عاشر کی منگیتر ہے..... بچپن سے رشتہ طے کر رکھا تھا؟'' خلیل کے شرمندہ انداز پر عبدل زئی کا دل بجھ گیا تھا..... انہیں ہرگز امید نہیں تھی کہ وہ یہاں سے خالی ہاتھ لوٹائے جاتے..... ان کی مایوسی پہ شکیل لمحہ بھر کے لیے سوچ میں ڈوب گئے تھے پھر انہوں نے پرانی دوستی اور بے تکلفی کا پاس رکھتے ہوئے کہا۔

''عبدل یار! دل چھوٹا نہ کرو..... اسارا نہ سہی اسما تو ہے ناں.....؟ ہماری بڑی قابل پُرخلوص، محبت کرنے والی، سگھڑ، سیانی حلیم الطبع بیٹی ہے..... سمجھو تو اسارا سے بڑھ کر لائق ہے..... تمہارے گھر میں روشنی بھر دے گی..... اور تم ہمیں دعائیں دیتے نہ تھکو گے۔'' شکیل کے الفاظ پہ عبدل زئی کے بجھتے چہرے کی لو دوبارہ روشن ہوگئی تھی۔ انکار کی صورت میں خالی ہاتھ لوٹنے سے بہتر تھا اسما کے لیے دستِ سوال دراز کرلینا..... پھر اگر اسارا ہوتی یا اسما ان کے لیے تو دونوں ہی برابر تھیں..... تب کچھ سوچ کر انہوں نے حامی بھر لی تھی۔ اور اسما کو ہادی کے لیے مانگ لیا۔

انہیں اندازہ ہی نہیں تھا۔ اس چھوٹے سے اول بدل کا اتنا بھاری خمیازہ بھگتنا پڑے گا..... ان کا لاڈلا ہادی اپنے ماں، باپ سے بھی بدگمان لگ رہا تھا۔ جیسے سارا قصور ان دونوں کا ہو..... وہ ان کی کوئی وضاحت سمجھنے سے قاصر تھا۔ کوئی دلیل، جواز اسے قائل نہیں کر پارہا تھا..... اماں بے بس، لاچار اور خود کو ناتواں سمجھ رہی تھیں۔

ابھی آج ہی تو اس کے سر پر سہرا سجایا تھا..... کل پوری برادری کو اکٹھا کرکے دعوتِ ولیمہ کرنا تھی..... اور وہ اپنے سہرے کے پھول اپنے ہاتھوں سے نوچنے پر تلا ہوا تھا..... اماں کے کلیجے پر ہاتھ پڑ رہے تھے۔ ان کا بیٹا کس اذیت و کرب میں مبتلا تھا۔

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میرے لعل اس میں ہمارا یا اس بے گناہ کا کیا قصور ہے؟ اسے تو خبر بھی نہیں تھی..... یہاں پہ آنے کے فوری بعد بیچاری کو عجیب، عجیب باتیں سننے کو ملیں..... پہلے تمہاری بہنیں کم تھیں باتیں سنانے کے لیے..... رہی سہی کسر تم پوری کر آئے ہو..... آخر تم اپنا کمرا چھوڑ کر کیوں آئے؟ اس معصوم کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی؟ وہ اپنی قسمت پر ماتم کناں ہوگی۔ اس کا محبت بھرا دل ٹوٹ گیا ہوگا۔ تم جاؤ، اپنی دلہن کے پاس..... اس کے اشک پونچھو..... اپنے برے رویے کی تلافی کرو..... لوٹ جاؤ اسما کے پاس..... وہ تمہاری راہ تک رہی ہوگی۔'' اماں کی بھرائی ملتجیانہ آواز نے معاً ہادی کو چونکا دیا تھا۔

''نہیں اماں..... ! میں نہیں جاؤں گا..... اور آپ مجھے مجبور بھی نہیں کریں گی۔ خوب صورتی ہو یا.. بدصورتی، انسان کا اس پر کوئی اختیار نہیں..... میں جانتا ہوں مگر اپنے ساتھ ہوئے دھوکے پہ اسے معاف نہیں کرسکتا..... ان چالاک لوگوں نے آپ کی سادگی کا فائدہ اٹھایا اور مجھے سو فی صد یقین ہے اسارا کے ساتھ بھی دھوکا کیا گیا ہے..... اور اس سارے گیم کی ماسٹر مائنڈ یہی آپ کی بیچاری مظلوم، معصوم بہو ہے۔ میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا۔'' ہادی کا انداز صاف اور دوٹوک تھا۔ جیسے وہ ایک فیصلہ کر چکا تھا اور اس سے ہٹنے کے لیے ہرگز بھی تیار نہیں تھا۔

''اسما نے تمہارے ساتھ کوئی دھوکا نہیں کیا..... میں اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں..... وہ بڑی صاف اور سیدھی بچی ہے..... اس کا کوئی قصور نہیں..... تم اپنے ذہن کو صاف کرو..... جب تم نے اپنی زندگی کا معاملہ ہمارے سپرد کر دیا تھا تو پھر ہم تمہاری شادی جس سے بھی کرتے..... تم اپنی سعادت مندی اور فرمانبرداری کا ثبوت دے چکے ہو۔'' بابا نے اسے دوبارہ سینے سے لگا کر سمجھایا، وہ بلبلا کر پیچھے ہٹا۔

''آپ چاہے مجھے کسی دھوکے باز، فراڈن اور دوغلی عورت کے پلے باندھ دیں اور میں اُف بھی نہ کروں۔'' وہ زخم خوردہ سا چیخا۔

''ہادی! اسما ایسی نہیں ہے۔'' اماں کو پھر مداخلت کرنا پڑی۔

''وہ جیسی بھی ہے۔ میں اس کی اصلیت جان گیا ہوں۔ میں کیسے مان سکتا ہوں؟ اسی نے جو کچھ مجھے بتایا تھا وہ ٹھیک تھا۔ اور مجھے تو اب یاد آرہی ہیں بہت سی باتیں..... اسی کے دکھ، اسی کی محرومیاں..... اُف میرے خدا..... میں پھر بھی انجان رہا.....'' ہادی زیرِ لب بڑبڑاتا اپنے بالوں کو نوچ رہا تھا اور اماں سے اس کی اذیت دیکھی نہیں جارہی تھی۔

''میرے بیٹے! تم ہماری بات کا پاس رکھ کر اپنی فرمانبرداری اور سعادت مندی کا ثبوت دے چکے ہو۔ جب تم مانتے ہو ہمارا فیصلہ تمہارے حق میں برا نہیں ہوسکتا تو پھر اب اسے قبول کرنے سے کیوں ہچکچا رہے ہو؟ اسما بہت سلیقہ شعار، تعلیم یافتہ، بامروت، سونے کا دل رکھنے والی لڑکی ہے۔ میرے گھر کو ایسی ہی لڑکی کی ضرورت تھی۔ جو تم تینوں بھائیوں کو جوڑے رکھتی..... پھر خوب صورتی اور کم صورتی میں کسی انسان کا اختیار نہیں..... تم اس بات کو تسلیم بھی کرتے ہو..... اتنے سمجھدار ہو کر بھی کیسی کم عقلی کا ثبوت دے رہے ہو بیٹا! خود کو سنبھالو، جاؤ اپنے کمرے میں جاؤ..... دیکھنا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ ابھی کی صورتِ حال کل سے مختلف ہوگی..... پھر پرسوں اور ترسوں اور..... اسما اپنے حسنِ عمل سے تمہارے دل میں جگہ پالے گی..... تم اسے ایک موقع تو دو۔'' بابا اس کے شانے تھپتھپا کر اسے سمجھا رہے تھے۔ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہیں اپنی غلطی کا بھی احساس ہو رہا تھا جب وہ اسارا کی اتنی تعریفیں کرنے کے بعد اسما سے رشتہ طے کر آئے تھے تو پھر لازماً انہیں حقیقت بتا دینی چاہیے تھی۔ ان سب کے ذہنوں میں اسارا کا حسین امیج تھا جو اسما کو دیکھ کر ٹوٹ گیا۔ اب اس ٹوٹ پھوٹ کے عمل سے گزر کر ہی سب لوگ اپنا آپ سنبھال سکتے تھے ہر کوئی ان کی بیگم جیسا اعلیٰ ظرف نہیں تھا۔ انہوں نے اسما کو کھلے

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دل سے قبول کرلیا تھا۔

باقی سب لوگ بھی اسما کو قبول کر سکتے تھے آج کا دن گزرتا اور سب کچھ بہتر ہوجاتا، معمول پر آجاتا..... لیکن کیا ہادی بہتری کی صورت حال پیدا کرسکتا تھا؟ کیا وہ ہادی کو نہیں جانتے تھے۔ جہاں ایک طرف وہ انتہائی سعادت مند، فرمانبردار تھا وہیں انتہا کا منتقم مزاج بھی تھا..... وہ اتنی آسانی سے اپنے ساتھ ہونے والی اس منافقت اور دھوکا دہی کو معاف نہیں کرسکتا تھا پھر عبدل زئی اس بات سے ہرگز بھی واقف نہیں تھے کہ ہادی بہت ساری چیزوں میں بالکل حق بجانب تھا کیونکہ اسے ایسے انداز میں ہی فیڈ اپ کیا گیا تھا۔ پھر ہادی کیسے بابا کے سمجھانے پر برہم نہ ہوتا؟ وہ ایک دم بھڑک اٹھا تھا پھر بابا کو چھوڑ کر اماں کی طرف آیا۔

''اماں.....! آپ بھی کچھ بولیں..... مجھے میری فرمانبرداری کی سزا مت دیں..... میں نے اپنی زندگی کا فیصلہ آپ پر چھوڑا تھا کم از کم آپ مجھے دنیا سے اپنی برادری، خاندان، دوست، احباب ان سب سے نظر ملانے کے قابل تو چھوڑیں..... میں کل کس کس کی ترحم بھری نظروں کا سامنا کروں گا؟ ہر کوئی میرا مذاق اڑائے گا..... وہ گھٹنی، پستہ قد کی، معمولی سی، کم صورت کالی عورت، کہاں میں اور کہاں وہ۔ میں خود کو شہزادہ گلفام نہیں سمجھتا..... لیکن جو بھی ہوں کم از کم اس سے بہتر ہوں..... اور کیا میں بہتر چیز کی خواہش نہیں رکھ سکتا.....؟ میں عام سا انسان ہوں، کوئی فلمی یا افسانوی ہیرو نہیں..... جو ہر قسم کی سچویشن پہ قابو پالیتا ہے..... میں بھی ایک انسان ہوں..... میرے بھی جذبات ہیں، کچھ خواب ہیں..... میں بھی ایک دل رکھتا ہوں، آپ لوگ میرے احساسات اور جذبات کا تصور کرسکتے ہیں؟ میں کس قدر ٹوٹ گیا ہوں۔'' وہ بیک وقت اماں اور بابا سے مخاطب تھا..... اس کا لہجہ ٹوٹ رہا تھا..... آواز ٹوٹ رہی تھی۔ اس کی سماعتوں میں کچھ اور آوازیں آرہی تھیں..... بھیگتا سا پُرنم لہجہ..... روئی، روئی جذبوں سے بوجھل آواز..... اختیار کی ہر حد کو توڑتی..... ہادی کا دل چاہ رہا تھا وہ دیواروں کو ٹکریں مارے۔

''آپ کو میرا احساس نہیں..... میں نے ہمیشہ آپ دونوں کی خواہش کا احترام کیا ہے..... آپ دونوں کو خوش رکھنے کی کوشش کی ہے..... مجھ سے بہتر تو فدا اور صائم ہیں..... کم از کم وہ میری طرح اس اذیت کا شکار تو نہیں ہوئے تھے ناں..... ان کے ساتھ کوئی دھوکا تو نہیں ہوا..... جبکہ دوستی کے نام پر ان لوگوں نے آپ کو اور مجھے الو بنادیا ہے۔ اپنی بیٹی ہمارے متھے ماردی۔'' اس کے لفظ، لفظ میں زہر پھوٹ رہا تھا..... بابا اور اماں متوحش رہ گئے..... وہ انتہا کی حدوں تک بدگمان تھا..... اور بابا تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے..... کبھی ایسی صورت حال کا سامنا بھی کرنا پڑسکتا تھا۔

''آپ نے میری زندگی اندھیر کردی ہے..... میری زندگی کو ''کالی رات'' اور ''سیاہی'' سے بھر دیا ہے..... آپ کا بھی قصور نہیں..... دراصل ہم سب کے ساتھ ہی گیم ہوا ہے..... اور میں گیم کرنے والوں کو چھوڑوں گا نہیں.....'' وہ مٹھیاں بھینچتا اپنے آپے میں نہیں تھا۔

''ہادی! تم سمجھتے کیوں نہیں..... ایسا کچھ بھی نہیں ہوا..... میں نے خلیل سے خود اسما کو تمہارے لیے مانگا تھا..... اور تمہیں کہا بھی تھا ایک مرتبہ اسما سے مل لو..... مل چکے ہوتے تو آج مجھے بھی یہ دن نہ دیکھنا پڑتا.....'' بابا اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئے تھے۔

''ملا تو تھا..... تبھی تو آپ کی پسند پہ پیار آگیا تھا..... اس پیار کی ایسی بھاری قیمت چکانا پڑے گی، یہ میرے تصور میں بھی نہیں تھا۔'' ہادی نے زہر خند لہجے میں کہا تھا پھر پلٹ کر باہر جانے لگا..... اسے آندھی وطوفان کی طرح جاتے دیکھ کر اماں بے ساختہ پیچھے بھاگی تھیں۔ گو کہ ان کے گھٹنے کا درد جوں کا توں تھا..... پھر بھی..... وہ ہادی کو روک لینا چاہتی تھیں..... وہ اپنے کمرے میں جانے کے بجائے باہر کی طرف

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جارہا تھا۔ اماں، بابا دونوں بوکھلا گئے تھے۔ مہمانوں سے بھرے گھر میں ہادی کیا تماشا کرنے والا تھا۔

''ہادی..... ! تم کہاں جارہے ہو؟'' بابا نے انٹرنس پر روک لیا تھا۔

''آپ کا گھر چھوڑ کر جارہا ہوں..... مجھے اس گھر میں نہیں رہنا..... اگر آپ لوگ چاہتے ہیں میں واپس لوٹ آؤں تو میرے آنے سے پہلے آپ اس لڑکی کو یہاں سے فارغ کردیں..... میں اس کی موجودگی میں اس گھر میں نہیں آؤں گا.....'' وہ اپنا فیصلہ سنا کر تن فن کرتا باہر نکل گیا تھا اور بابا، اماں دونوں اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئے تھے۔

☆☆☆

وہ اپنا گھر چھوڑ کر سیدھا کرنل اشفاق کے گھر آیا تھا..... درمیانی باڑ پھلانگ کر وہ برابر والے لان میں اتر گیا۔ ایک شکوہ کناں نظر اپنے گھر پر ڈال کر اس نے اوپر آسمان کی وسعتوں میں اپنے نصیب کے ''سیاہ'' ستارے کو کھوجا اور اذیت ناک تکلیف کے احساس تلے دب کر سیاہی سے سفیدی میں بدلتی رات کو دیکھنے لگا۔

صبح صادق کا سماں تھا..... ایک اذیت ناک، وحشت انگیز رات کا اختتام ہوچکا تھا۔ لان کے درختوں پر پرندوں کی چہل پہل تھی..... وہ ثنائے ربی میں مشغول لگ رہے تھے۔ ان کی خوب صورت آواز خاموشی میں ارتعاش پیدا کرتی تھی۔

وہ چھوٹے، چھوٹے شکستہ قدم اٹھاتا داخلی دروازے پر کھڑا ہوگیا۔ اس کی نگاہیں ایک مرتبہ پھر اپنے گھر کی طرف اٹھی تھیں..... اس گھر میں ہادی کے بڑے پیارے رشتے موجود تھے۔ اماں، بابا جان کے بغیر وہ سانس لینے کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ بہنیں، بھائی، بھابی اور ننھی عیشہ.....

اس کا دل بھر بھر آیا تھا..... بس ایک عورت کی وجہ سے اسے اپنے گھر سے بے گھر ہونا پڑا تھا۔ اپنے پیاروں کے دل دکھانا پڑے..... انہیں چھوڑ کر آنا

میری دعا نئے سال کی آمد پر

یا اللہ! مجھے ایسا معاشرہ دکھادے
جہاں غریب غیرت مند ہو اور امیر دردمند
ہر بزرگ کے ماتھے پر ہو تاج ارجمند
پالنے میں نظر آئے نوری سا فرزند
یا اللہ! ایسے ہاتھ ہر سو دکھیں
جو بس لکھتے ہوں توصیف تیری
ہر قسم کی شاعری میں ہو ردیف تیری
ذہن ایسے ہوں مولا غور و فکر سے مالا مال
صرف تجھ سے کہیں اپنے دلوں کا حال
کسی کے آگے نہ پھیلائیں دستِ سوال
خود ہی پاس چل کے آئے دنیا کا مال

شاعرہ: کوثر خالد، جڑانوالہ

غزل

اک پل دکھوں کے موسم اک پل خوشی کے موسم
ہر پل بدل رہے ہیں اس زندگی کے موسم
جب یہ نہ کٹ سکے تو ہم خود ہی کٹ گئے ہیں
جب کاٹنے پڑے ہیں تیری بے رخی کے موسم
ان مہوشوں سے ہم کو ہرگز غرض نہیں ہے
ہیں میری زندگی میں تیری سادگی کے موسم
احوال کچھ بتاؤ چلتی ہوئی ہواؤں
رہتے ہیں مست اب بھی اس کی گلی کے موسم
ہم سے بچھڑ کے پھر بھی ہوتے نہیں جدا یہ
بستے ہیں دل نگر میں تیری دلبری کے موسم
چلتے ہیں تھم تھما کے یہ سانس و دل کے ناتے
ہم کو ستا رہے ہیں یہ بے کلی کے موسم
تمثیلہ ہوگئی ہے ویران بے بسی سے
کچھ اس طرح ملے ہیں تیری بے بسی کے موسم

کاوش: تمثیلہ لطیف، لاہور

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پڑا..... ہادی کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔ وہ ایک مرد ہو کر گھٹ رہا تھا محض اس لیے نہیں کہ اسے من پسند بیوی نہیں ملی تھی بلکہ اس لیے کہ اس کے جذبات کے ساتھ کھیلا گیا تھا۔ اس کے احساسات کا مذاق اڑایا گیا تھا۔ اس کے ساتھ گیم ہوئی تھی۔ اسے دھوکا ملا تھا..... اس کا دل توڑا گیا تھا۔ انٹرنس پر کھڑے ہو کر اس نے آخری فیصلہ کیا اور بیل پر ہاتھ رکھ دیا۔

کافی دیر بعد گرتے پڑتے صائم نے دروازہ کھولا۔ ہادی کو اس طرح سامنے کھڑے دیکھ کر صائم کا بجھا دل کچھ اور بجھ گیا تھا۔ اس کے شانے ڈھلک گئے تھے۔ اس نے آنے میں اتنی دیر کردی تھی؟ حالانکہ وہ اور عزہ اس کا کب سے انتظار کررہے تھے۔ صائم کو عزہ نے سب کچھ بتادیا تھا۔ تب سے لے کر اب تک وہ دونوں میاں، بیوی سر تھامے عجیب رنج و غم کی کیفیت میں ہادی کا انتظار کررہے تھے۔ انہیں اندازہ تھا ہادی، اسارا کو نہ پا کر محض اسما پر صبر کر کے خاموشی سے نہیں بیٹھنے والا ہرگز نہیں تھا۔ پھر اسارا کے لیے ہادی کے جذبات، محبت اور چاہت ان دونوں سے ڈھکی چھپی نہیں تھی۔

ابھی چند گھنٹے پہلے وہ کس قدر خوش تھا..... اس کی آنکھوں سے جذبوں کا خمار چھلکتا تھا اور اب سوجی آنکھوں کے ساتھ وہ شکستگی کا عجیب سا منظر پیش کررہا تھا۔

صائم اسے اپنے بیڈروم میں لے آیا..... وہاں پہ عزہ پہلے سے غمگین اور محو سوچ تاثرات کے ساتھ بیٹھی تھی۔

وہ دونوں بہت دیر تک اس صورتِ حال کو ڈسکس کرتے رہے تھے..... وہ جانتے تھے ہادی کا انتہائی اقدام یہی ہوگا..... وہ بہت جذباتی تھا..... جذبات میں پہلا کام گھر چھوڑنے کا کرتا..... مگر یہ مسئلے کا حل نہیں تھا..... ہادی کے جذبات بھڑکانے کے بجائے اسے محبت، پیار اور عقل کے ساتھ رام کرنا تھا۔ پھر اس معاملے پر غور کرنا تھا کہ آیا کسی نے ان لوگوں کے ساتھ بھیانک مذاق کیا ہے؟ یا محض ایک غلط فہمی یا اتفاق بھی ہوسکتا تھا؟ اس گھر کے بزرگ یا اسما کے گھر میں موجود بزرگ یقیناً اندر کی بات کو نہیں جانتے تھے۔ اس لیے انہیں ''ڈسٹرب'' کرنا عقل مندی نہیں تھی۔

صائم نے عزہ کو اشارہ کیا تو وہ ہادی کے لیے جوس لینے چلی گئی تھی۔ جب وہ واپس آئی تب تک صائم نے ہادی کو کول کرنے کی کوشش کردی تھی..... لیکن اس سے پہلے وہ بڑے ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔

''میں تو حیران ہوں، تم نے آنے میں دیر کیوں کردی؟ تمہیں تو تین گھنٹے پہلے آجانا چاہیے تھا۔''

''اماں اور بابا کے ساتھ کچہری لگا کے بیٹھا تھا..... میرے چرکے اڑا کر وہ کیسے مطمئن رہتے۔'' وہ حد سے زیادہ بدگمان اور بکھرا، بکھرا سا کہہ رہا تھا۔

''یار.....! ان دونوں کا کیا قصور ہے.....؟'' صائم نے فوراً اسے ٹوکا تھا۔ ''بلکہ تم نے بابا اور اماں کو پریشان کرنا ہی نہیں تھا۔'' اب وہ خفگی سے اس کی غلطی کا احساس دلا رہا تھا۔

''انہیں کیوں نہ بتاتا.....؟ آخر میری زندگی میں اندھیرے بھرنے میں انہی کا کردار ہے.....'' وہ زہر خند ہوا۔ ''وہ جانتے بھی تھے میری عادت اور مزاج کو..... میں کس قدر نفاست پسند ہوں..... کیسی رومانوی نیچر رکھتا ہوں، کس قدر حسن پرست ہوں..... میں کالے رنگ کا لباس نہیں پہنتا..... کجا کہ ایک کالی بھجنگ، کم صورت لڑکی کو عمر بھر برداشت کروں؟ انہوں نے کیا سوچ کر مجھے دھوکا دیا؟ ہم سب کے سامنے اسما کو کچھ اور بنا کر پیش کیا۔ دکھایا کسی اور کو..... بیاہ کسی اور کو دیا.....'' اس کا دماغ ابلتے پانی کی طرح کھول رہا تھا۔

''دیکھو ہادی! جذباتیت، جلد بازی اور غصہ کرنے سے معاملہ بگڑتا ہے، ٹھیک نہیں ہوتا..... تمہیں ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے۔ ہر پہلو پر غور کرنا چاہیے..... کہیں کچھ مس ضرور ہوا ہے۔ کیا پتا، تمہاری

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بیوی اسما اس معاملے میں قطعاً بے قصور ہو....." صائم نے اس کے ذہن اور سوچ کو دوسری سمت، دوسرے نکتوں کی طرف مائل کرنا چاہا..... لیکن وہ ایک مرتبہ پھر ہتھے سے اکھڑ گیا۔

"خبردار جو اس کی حمایت کی..... وہ میری کچھ نہیں لگتی..... میں اسے بیوی بنا کر اپنی بے عزتی نہیں کروانا چاہتا..... ہمارے تو نوکر بھی اتنے کالے نہیں ہیں....." ہادی غم و غصے میں بدتہذیبی کا مظاہرہ کرتے ذرا بھی ہچکچاتا نہیں تھا۔ اور اب تو اس کے دکھتے جذبوں پر کاری ضرب پڑی تھی۔ چوٹ سہلاتے اور مرہم رکھتے وقت تو لگنا تھا۔

"بکواس مت کرو..... شکل صورت میں کیڑے نکالنے والے ہم کون ہوتے ہیں..... وہ بھی ایک انسان ہے۔ جس کے کوئی جذبات بھی ہوں گے، جنہیں تم مجروح کرتے پھر رہے ہو۔" صائم کو خاصا غصہ آ گیا تھا اور ہادی ایک مرتبہ پھر ابل پڑا۔

"اس کے جذبات ہیں تو میرے کوئی جذبات نہیں.....؟ میرے ساتھ عظیم فراڈ ہوا ہے، بجائے تم میرا ساتھ دینے کے اس چڑیل کی سائڈ لے رہے ہو۔ اتنا تمہیں انسانیت کا درد اٹھ رہا ہے تب تم انسانیت کا احساس کر لیتے ناں جب یونیورسٹی میں ہماری کلاس فیلو وہ چارمن کی دھوبن زنیرا تمہارے عشق میں چوہے مار دوائیاں پھانکتی پھر رہی تھی اور تم اس کے شرق و مغرب تک پھیلے وجود کے اندر موجود سونے جیسے دل کی قدر کر کے اسے اپنی زندگی میں شامل کر لیتے..... تم نے تو دل دیکھا نہ اس کے جذبات..... شادی تو تم نے عزہ سے کی۔" وہ بھی ہادی تھا اتنی نازک سچویشن میں بھی اس کا دماغ کس قدر چل رہا تھا۔ صائم پہلے تو جھنجلایا..... پھر تھوڑا خفیف ہوا پھر اسے گھور کر رہ گیا۔

"اگر قدرت کو میرا زنیرا کے ساتھ..... جوڑ منظور ہوتا..... اور وہ اتفاقاً یا حادثتاً میری بیوی بن بھی جاتی تو اللہ کی قسم! ضرور نبھا کرتا....." صائم نے بہت خفگی کے ساتھ اسے گھرک کر جواب دیا تھا۔ عزہ، شوہر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"بس رہنے دو..... صرف کہنے کی باتیں ہیں..... جس پر گزرتی ہے اسے ہی پتا چلتا ہے۔ باقی لوگ بس تماشا دیکھتے ہیں۔" اس کا دل غم کی تھاہ میں ڈوب گیا تھا۔

"آنکھوں دیکھی مکھی کون نگلتا ہے، تم تو قیامت تک نہ زنیرا کو منہ لگاتے۔"

"اُف..... آپ لوگ کیا زنیرا نامہ کھول کر بیٹھ گئے ہو..... حد ہے یار! اتنی خراب سچویشن میں تم لوگوں کو زنیرا سوجھ رہی ہے۔" کب سے خاموش بیٹھی عزہ کھول اٹھی تھی۔

"زنیرا حواسوں پہ کیوں نہ سوار ہو..... اس کی... بددعائیں صائم کے بجائے مجھے آ لگی ہیں..... زنیرا کی جڑواں میرے نصیب کو کالا کرنے، میری زندگی کو اندھیروں سے بھرنے کا اتفاقاً، حادثتاً اور پتا نہیں دانستاً میری زندگی میں سیاہی بھرنے آ پہنچی ہے..... میں نے تو کسی خوب صورت لڑکی کا دل نہیں دکھایا تھا۔ پھر میرے ساتھ یہ بدصورت حادثہ کیوں پیش آیا؟" ہادی کا کرب اور آہ و فغاں عزہ اور صائم کا دل پھاڑ رہے تھے۔ وہ جانتے تھے ہادی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے مگر اس کا کوئی حل بھی تو نکالنا تھا۔

"ہادی! میرے چاند! میرے جگر، بات سمجھنے کی کوشش کرو..... ٹھیک ہے، اسما، اسما نہیں ہے لیکن اب وہ تمہاری بیوی بن چکی ہے۔ اس کے حقوق تمہارے ذمے آتے ہیں..... کوتاہی کرو گے تو..... اللہ بھی معاف نہیں کرے گا۔" صائم نے اسے میٹھے لہجے میں سمجھانا چاہا تھا۔

"اور اللہ دھوکے بازوں کو بھی معاف نہیں کرے گا....." ہادی دو بدو کرب سے بولا تھا۔ صائم نے اپنا سر تھام لیا۔

"اسما اتنی بری نہیں ہے ہادی! تم اس کے ساتھ رہو گے..... وقت گزارو گے تب تمہیں

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ادراک ہوگا، میں تو اِک نظر میں دیکھ کر حیران رہ گئی ہوں۔ اس نے کب سے ہم سب کی شاکڈ کیفیت اور نازیبا الفاظ کو سن، سن کر بھی ٹیمپر لوز نہیں کیا۔ مجھے زری نے سب بتایا تھا۔ وہ لڑکی اعصابی طور پر بہت مضبوط ہے۔ وہ تمہارے لیے اچھی شریکِ سفر ثابت ہوگی۔ ایک مرتبہ تم اسے قریب سے جانو، سمجھو اور اماں، بابا کی پسند پر بھروسا تو کرو..... دیکھنا سب ٹھیک ہوجائے گا۔'' عزہ کے مداخلت کرنے اور سمجھانے پہ ہادی شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

''بس تمہاری کسر رہ گئی تھی۔ تم بھی زخموں پر نمک چھڑکو.....'' اس نے ہونٹ بھینچ لیے۔

''کیا خبر..... اسما کا دل اتنا اجلا، نکھرا، ستھرا اور خوب صورت ہو..... تمہاری زندگی کو ہر سمت سے روشن کردے..... اس کی سیرت کا حسن چاندنی میں نہایا ہو..... اس کا کردار صبحِ نو کے مانند اجلا ہو.....'' صائم نے ملائمت سے اس کے کندے تھپک، تھپک کر احساس دلایا تھا۔ وہ تلخی سے سر جھٹک کر رہ گیا۔

''پہلے صورت کا امپریشن پڑتا ہے، سیرت بعد میں آتی ہے جو پہلی نگاہ میں ہی اچھا نہ لگے..... اس کی سیرت کو پرکھنے..... اس کی پرتیں کھولنے، کھنگالنے اور جھانکنے میں کون وقت ضائع کرتا ہے؟'' ہادی تنفر سے بولا۔

''جو پہلی نگاہ میں اچھا نہ لگے وہ دوسری نگاہ میں ضرور اچھا لگتا ہے..... کوئی بھی انسان بغیر خوبی کے اللہ نے نہیں بنایا..... ہر کسی میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہے۔ اور اسما اتنی بھی بری، کالی، بھدی نہیں..... جتنا تم منہ پھاڑ، پھاڑ کر کہہ رہے ہو..... اس کا رنگ سانولا ہے، تمہاری محبت سے نکھر جائے گا..... مجھے لگتا ہے وہ بہت محنتی اور ذہین لڑکی ہے۔ پڑھائیوں میں اس نے اپنا حشر نشر کر رکھا تھا۔ تم نے ہماری دوست نائمہ نہیں دیکھی تھی؟ کس قدر کالی کلوٹی تھی..... بالکل سیاہ..... اور اب ترکی میں، میں اسے دیکھ کر حیران رہ گئی۔ ایسے لشکارے مار رہی تھی۔ خوشحالی، محبت اور سکون انسان کو نکھار بخشتے ہیں..... دیکھ لینا، تمہاری محبت اسے دنوں میں بدل دے گی..... اتنا پیارا، موہنا، سجیلا شوہر پا کر اس نے خود بخود ہی حسین ہوجانا ہے۔ تم دیکھ لینا.....'' عزہ نے اٹھ کر اس کے نرمی سے ہاتھ سہلائے پھر پیار سے اس کے بال سنوارے، اپنا روٹھا، روٹھا ساری دنیا سے خفا یہ پیارا سا دیور ان سب کی آنکھوں کا تارہ تھا۔ کوئی بھی اسے ڈسٹرب نہیں دیکھ سکتا تھا۔

''تم مجھے خیالی، تصوراتی اور کتابی باتیں سنا، سنا کر مت بہلاؤ.....'' وہ عزہ سے بھی خفا ہوگیا۔

''بات اسما کی خوب صورتی پہ ختم نہیں ہوتی..... بات اس ''دھوکے'' پہ ختم ہوتی ہے.....'' ہادی کو زہر خند لہجے میں اصل مسئلے کی طرف اُن کی توجہ مبذول کروانا پڑی..... اب کی دفعہ صائم اور عزہ دونوں چونک اٹھے تھے۔

بات یہ نہیں تھی کہ ہادی، اسما کو ''اپنا'' نہیں رہا تھا۔ اسے دھتکار آیا تھا۔ اس کی کم صورتی کی بنا پر اسے رد کر آیا تھا۔ اصل بات تو یہ تھی کہ اسما وہ لڑکی نہیں تھی جسے ایک سال تک ہادی اپنی منگیتر سمجھ کر باتیں کرتا رہا تھا اسے مل چکا تھا..... دیکھ چکا تھا..... اگر اسے دیکھ نہ رکھا ہوتا تو یہ مسئلہ کبھی درمیان میں نہیں آتا۔

اب اصل مسئلہ تو یہ تھا..... جو لڑکی ہادی سے اس کی منگیتر بن کر بات کرتی رہی تھی، اس سے مل چکی تھی..... وہ لڑکی کون تھی؟ آخر کون.....؟ کون اس قدر دیدہ دلیر لڑکی تھی جس نے ایک سال ہادی کی منگیتر بننے کا ناٹک کیا تھا۔

ہادی کسی طور بھی اس صورت حال کو محض اتفاق ماننے کو تیار نہ تھا۔ آخر اس کے ساتھ کس نے یہ مذاق کیا تھا اور اب اس کا انجام کیا ہونا تھا..... یہ سب جاننے کے لیے پڑھیں مارچ کا شمارہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY Reading Section

Downloaded From
Paksociety.com

منی ناول

دیارِ صبح کے اجالوں میں

نایاب جیلانی

تیسرا حصہ

رات کا سفر بالآخر اپنے اختتام کو پہنچ گیا تھا۔ اسما نے دکھتے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنی ٹوٹی ہمتوں کو مجتمع کیا اور ایک نئے حوصلے کے ساتھ آنے والے حالات کے لیے خود کو تیار کرنے لگی۔

اگر اس گھر کے کچھ افراد کو یا ہادی کو اسما کے متعلق غلط فہمی ہوئی تھی تو اس میں اسما کا کیا قصور تھا؟ وہ کیوں ڈرتی؟ شرمسار ہوتی؟ بار ندامت سے چھپی رہتی؟ وہ تو بے قصور اور انجان تھی اگر غلط فہمی کا شکار تھے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تو عبدل انکل کے گھر والے تھے..... وہ نہ کسی غلط فہمی میں مبتلا تھی اور نہ کسی سے شرمسار ہو سکتی تھی۔

اس کی اپنی ایک پہچان تھی، ایک وقار تھا۔ کوئی بھلا کیوں اسے اسارا سے کمپیئر کرتا؟ اسارا کا اور اس کا کیا مقابلہ تھا؟ اسارا کی اپنی پرسنالٹی تھی اور اسا کی اپنی شخصیت..... اس نے کبھی خود کو اسارا سے کم تر نہیں سمجھا تھا۔ اور نہ وہ احساسِ کمتری کا شکار تھی۔

اس نے رات بھر کے ایک، ایک منظر اور بات کو ذہن کی سلیٹ سے صاف کر کے جھٹک دیا تھا۔ اسے آنے والے حالات کا جائزہ لینا تھا۔ اپنی عقل اور فہم کو ... بروئے کار لا کر بے ترتیبی کے ہر، ہر پہلو کو نظر میں رکھنا تھا۔ کہاں پہ اور کس جگہ پر معمولی سی لغزش ہوئی تھی؟ جو اتنی بڑی ڈسٹربنس کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

آخر کچھ تو گڑبڑ تھی ناں.....

اس نے ہلکے رنگ کا سوٹ نکالا اور واش روم کی طرف بڑھ گئی..... اپنی پامالی اور ذات کی بے توقیری کا سارا غبار پانی کے نیچے بہا کر ایک پُرسکون کر دینے والے احساس کے ساتھ وہ ساری تھکاوٹ دور کرتی باہر آئی تو پہلے والی شکستگی کا اثر بہت ہلکا پڑ چکا تھا۔

وہ گرم پانی سے تروتازہ ہو کر باہر نکلی تھی..... اپنے لمبے گھنگرالے بال سلجھا کر اس نے سلیقے سے دوپٹا اوڑھ لیا تھا۔ آئینے پر نگاہ پڑی تو اسے کہیں سے بھی آئینہ اپنا مذاق اڑاتا نظر نہیں آیا تھا۔ وہ کم رو ضرور تھی لیکن بے اعتماد ہرگز نہیں تھی۔ اس کے اعتماد کی مضبوطی ہی اس کی شخصیت کا نکھار تھی۔

اس نے گھڑی پر نگاہ ڈالی تو وقتِ نماز، قضا میں ڈھل چکا تھا۔ دل میں ڈھیروں افسوس لیے اس نے قضا نماز کے ساتھ نوافل ادا کیے اور اپنے لیے صبر، حوصلے، برداشت اور ثابت قدمی کی دعا مانگی۔

ابھی اس نے جائے نماز تہ کر کے اٹھایا ہی تھا جب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی پھر کوئی دبے قدموں بہ مشکل چلتا ہوا اندر آیا تھا۔ اسا نے آنے والی خاتون کو ڈگمگاتے دیکھا تو جلدی سے آگے بڑھ کر انہیں سہارا دیا۔

پھر انہیں سہولت سے بیڈ پر بٹھا دیا۔ وہ اپنی سانسیں رواں کرتی اس کا ہاتھ بیٹھنے کے بعد بھی پکڑے ہوئے تھیں۔ جب وہ سانس ہموار کر چکیں... تب انہوں نے اسا کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لے کر چوما اور اس کے سلام کا جواب دیا۔

''میرے ہادی کی دلہن ہو..... مجھے بڑی پیاری ہو۔'' انہوں نے اس کا ہاتھ پھر سے نرم انداز میں دبایا تھا۔ ان کی بات پر اسا کی پلکیں جھک گئیں۔ یہ تاثر شرمانے کا نہیں تھا، نہ شرمندگی مٹانے کا..... وہ اپنی آنکھوں کی سرخ کرچیوں کو ان سے چھپانا چاہتی تھی۔

''اسا بیٹی! میں جانتی ہوں تم رات سے کس تکلیف میں مبتلا ہو..... کیسی اذیت سے گزر رہی ہو۔ مجھے اس بات کا احساس ہے۔ تمہیں ان سب کے رویوں نے مایوس کیا ہوگا لیکن بیٹا! یہ لوگ ایسے نہیں..... دل کے برے نہیں..... دراصل ایک چھوٹی سی غلط فہمی کی بنا پر سب کچھ الٹ پلٹ ہو گیا..... منگنی کی تصویروں میں کسی اور لڑکی کو ان لوگوں نے اسا سمجھ لیا۔ شاید وہ بچی شکیل بھائی کی تھی..... ان سب نے اسے اسا سمجھ لیا..... انسان خطا کا پتلا ہے، غلط فہمی کسی کو بھی لاحق ہو سکتی ہے۔'' وہ بڑے نرم ملائم انداز میں اس کا دل صاف کر رہی تھیں۔ باقی سب کے رویوں کی معذرت کر رہی تھیں۔ بات یہاں تک ہوتی تو ٹھیک تھی۔ اسا بھی ان کی وضاحت پہ مطمئن ہو جاتی بلکہ وہ ان کی معذرت پہ مطمئن ہو بھی رہی تھی۔

یہ ایک غلطی تھی جسے نظر انداز کیا جا سکتا تھا۔ درگزر بھی کیا جا سکتا تھا۔ اتنی معمولی سی بات جو اتنی معمولی ہرگز نہیں تھی کو بھلایا بھی جا سکتا تھا اگر آگے معاملات نہ بگڑتے..... ہادی بھی اس غلط فہمی کو تسلیم کر لیتا..... بات نہ بڑھائی جاتی اور ہادی اپنے گزشتہ رویے کی معذرت کر لیتا..... وہ ایک خوشگوار زندگی کا آغاز کر لیتے..... اسا بھی اپنی نٹ کھٹ کزن کی شرارت کو شرارت سمجھ لیتی بلکہ یہ شرارت بھی نہیں تھی اسارا کو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تصویریں کھنچوانے کا کریز تھا۔ ہر وقت موبائل پکڑ کر سیلفیاں بناتی، کبھی فرینڈز کو بھیجتی کبھی فیس بک پر لگاتی کبھی کزنز کو سینڈ کر کے تعریفیں وصول کرتی۔

اگر منگنی کی تصویروں میں کثیر تعداد اسمارا کی تصویروں کی تھی اور یہ لوگ اسمارا کو دیکھ کر ہادی کی منگیتر سمجھنے کی غلطی کر چکے تھے تو اس بات پر اتنا طوفان اٹھانے کی ضرورت نہیں تھی۔ بات بڑھانے سے بڑھتی ہے، طول دینے سے لمبی ہوتی ہے بحث کرنے سے فساد کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اسما اس بات کو یہیں پر ختم کر سکتی تھی۔ اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا اسمارا کو کچھ بتانے کا یا اس سے باز پرس کرنے کا... اگر اسمارا اس سب سے انجان تھی تو انجان رہتی...... اسما کبھی اپنے گھر کا بلکہ اپنی ہی ذات کے حوالے سے اتنا حساس معاملہ اسمارا کے کانوں تک نہیں پہنچنے دیتی۔ اس میں اسما کی اپنی انسلٹ تھی۔ اور اپنی ذات کی بے توقیری اسما کو مزید گوارا نہیں تھی۔

اسما اپنی ساس کے اصرار اور سمجھانے پر بڑی ہی فرمانبرداری کے ساتھ اس معاملے کو اسی جگہ پر لپیٹ چکی تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا یہ بات پنڈی والوں کے کانوں تک پہنچنے نہیں دے گی۔ کیونکہ اسمارا تو کم ہی اس بات پر اس کا ریکارڈ لگاتی البتہ مامی نے مارے اتراہٹ کے زمین پر نہیں آنا تھا...... انہیں اپنی بیٹی کے حسن کو کچھ کم مان پہلے بھی نہیں تھا پھر تو ان کے قدم بھی نہ ٹکتے...... اور وہ پورے خاندان والوں کو یہ بات مرچ مسالا لگا کر بتاتیں۔ مامی کے منہ سے بات نکل کر کچھ ایسی صورت اختیار کر جاتی۔

”ارے اسما کے سسرال والے ایک مدت تک اسمارا کو اپنی بہو سمجھتے رہے...... میری اسمارا ماشاءاللہ سے چاند کا ٹکڑا ہے...... ہر کوئی اس چاند سے اپنا آنگن روشن کرنا چاہتا ہے...... وہ بیچارے غلط فہمی میں مارے گئے۔ شادی والی رات چنڈو را یا کس کھلا اور ٹکلا کیا؟“ یا پھر مامی اس انداز میں بھی گفتگو کا رخ موڑ سکتی تھیں۔

”اسما کے سر کی بینائی جاتی رہی تھی۔ سویرے کے بجائے اندھیرا اٹھا کے لے گئے۔ کسی عورت کو ساتھ لاتے تو وہ اتنی کم عقلی کا ثبوت ہرگز نہیں دیتی لیکن پرانے رواجوں نے بیچاروں کی ڈھول اڑا دی۔“

مامی کو اگر موضوع گفتگو مل جاتا تو مزید بھی چٹخارے لگانے سے گریز نہ کرتیں۔

”اسما کو پہلی رات میں انگلی سے پکڑ کر چلتا کر دیا گیا...... بیچاری کی اوقات بھی یہی تھی۔ بادا نے تو اپنی طرف سے بڑا اونچا ہاتھ مارا تھا۔ مقدر بھی آرڈر پر اونچا بنوا لیتا۔“ یہ اور اسی قسم کی اور باتیں مامی کی طرف سے ضرور آتیں۔

اسما جانتی تھی اگر اس گھر سے معمولی سی بھنک بھی اس موجودہ صورت حال کی مامی کو پڑ گئی تو اس کے لیے قدم بقدم پر آزمائشوں کے گڑھے نکل آنے تھے... کیونکہ مامی ایسی تھی ہی نہیں جو دل کی بات دل میں رکھ لیتیں۔ جب تک وہ چیدہ، چیدہ لوگوں کو پورا قصہ نہ سنا ڈالتیں انہیں چین نہیں آتا تھا۔ جہاں پر اسما کی تنگی اور اسمارا کے حسن کی بات ہوتی ان کی زبان کو روکنا محال ہو جاتا تھا۔

اس کی ساس نے جو کہا اس نے سمجھ لیا تھا، مان لیا تھا، تسلیم کر لیا تھا اور درگزر بھی کر دیا تھا لیکن ہادی کے چند الفاظ ابھی تک اس کے دماغ میں کانٹے کی طرح چبھے تھے۔

”میں تم سے تمہارے ہی گھر میں ملاقات کر چکا ہوں۔“

ہادی نے کب اس سے ملاقات کی تھی؟ وہ اسما کے گھر کب آیا تھا؟ ایک بات تو طے تھی اسما سے ہادی نے خواب میں بھی ملاقات نہیں کی تھی پھر جس نے ملاقات کی تھی وہ کون لڑکی تھی؟

”کیا اسمارا؟“

”ہرگز نہیں......“ اسما مان ہی نہیں سکتی تھی اگر ہادی آتا اور بابا یا عاشر بے خبر رہتے؟ یہ ممکن ہی نہیں تھا۔ یا اسے بے خبر رکھا جاتا یہ بھی ممکن نہیں تھا۔

”تو کیا گلناز؟ وہ ایسی چیپ حرکتیں کر سکتی ہے......“ وہ پہلے بھی ایسی شرارتیں سرانجام دے چکی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھی یہ ایک معما تھا تو کیا گلناز نے ہادی سے اس کے گھر میں اسما بن کر ملاقات کی تھی؟"

☆☆☆

اس کا ذہن اسی نکتے پر ٹھہر سا گیا تھا۔

گلناز انتہائی چھچھوری، فسادن، شریر اور ایسی حرکتوں کی ماسٹر تھی۔ اس کے ہاسٹل میں قیام کے دنوں میں اکثر اسارا لمبے، لمبے خط لکھ کر گلناز کے فسادات کی تفصیل بتایا کرتی تھی۔

"اسے جگہ، جگہ کے کھانے کا سواد ہے۔ عاشر اسے گھاس نہیں ڈالتا..... منہ نہیں لگاتا..... بڑی ادائیں دکھاتی ہے اسے۔ بڑے ڈورے ڈالنے کی کوشش کرتی ہے مگر اس کی دال گلنے والی نہیں..... ہر روز نئے، نئے آئٹم (ڈشز) بنا، بنا کر لاتی ہے، کہیں عاشر کے دل میں معدے کی بھول بھلیوں سے ہوتی ہوئی اتر جائے لیکن بات بنتی نظر نہیں آتی۔ تمہارا بھائی بھی تمہاری طرح قول کا پکا ہے۔ مجال ہے جو دل کو ادھر اُدھر پھسلنے دے۔ مجھے اپنی قسمت پر رشک آتا ہے اور تمہاری قسمت پر افسوس..... ایک عاشر ہے جو صبح شام میرے گرد پروانوں کی طرح گھومتا ہے اور ایک تمہارا گھونچو منگیتر ہے جس نے آج تک فون کال کر کے تمہارا حال تک نہیں پوچھا۔ وہ خود کو دو ہزار سولہ کے بجائے انیس سو بیس میں تو نہیں تصور کرتا..... حد ہے یار شرمانے کی۔ آج کل کے فاسٹ دور میں اتنا محتاط بندہ بلکہ کسی حد تک بے نیاز، بیگانہ اور بے پروا۔ میرا ایسا منگیتر ہوتا تو اٹھا کر خود بخود دیوار سے پار گلناز بیگم کی گود میں گرا آتی۔ اس کے چرنوں میں بٹھا آتی۔ لو بی بی سنبھالو، ہم سے ایسے موڈی منگیتر نہیں سنبھالے جاتے۔ جن کو اپنی معصوم، بیچاری سی فیانسی کا احساس تک نہیں ہو..... کبھی جو کوئی تحفہ عید، شبرات یا سالگرہ کے نام پر بھجوایا ہوتی کہ تمہارے ٹاپ کرنے پر بھی اس بھوکے، ننگے، کنجوس کو خیال نہیں آیا..... کچھ اور نہ سہی..... اُدھر سے سوکھے چلغوزے، کالے اخروٹ، ہتھوڑے سے بھی نہ ٹوٹنے والے بادام اور لوہے کے دانتوں سے چبانے والی خوبانیاں ہی بھیج دیتا۔" اسارا کے خطوط ایسے ہی ہوتے تھے۔ بات گلناز سے شروع کرتی اور خاتمہ ہادی کی بے نیازیوں پر جا کر ہوتا۔

پھر جب پہلی چھٹیوں میں اسما گھر آئی تو بستر میں گھس کر ٹھنڈی اسٹرابیریز کھاتے ہوئے اسارا نے گلناز کے مزیدار کارناموں پر سے بھی پردہ اٹھایا تھا۔ وہ چن، چن کر اس کے کرتوت بتا رہی تھی۔

"گلناز اپنا سنہرا رنگ اور بلی جیسی آنکھیں کیش کراتی پھر رہی ہے..... تھوڑا سونا پاکم کرلے تو پھر کالونی کے سارے ہیرو اس کے پیچھے..... یقین کرو، اس گلو نے پروفیسر کمیل کی بیٹی ہما آرا کے جیٹھ کی سالی کا رشتہ تڑوا دیا ہے۔" اسارا چٹخارے لے کر مزے سے بتا رہی تھی۔ اسما کچھ، کچھ حیران رہ گئی۔ گلناز شوخ و شریر ضرور تھی پوری کالونی کے لوگ اس کی شرارتوں سے ناک تک عاجز تھے۔ خاص طور پر اس کی ماں کو گلناز ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ لیکن وہ ایسی ویسی بھی تھی جیسا کہ اسارا بتا رہی تھی؟ اس کا اندازہ اسما کو نہیں تھا۔

"تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟" اسما نے بے یقینی بھرے لہجے میں کہا۔

"پوری کالونی کو پتا ہے، مجھے تو امی نے بتایا۔" اسارا نے بتایا۔

"پھر تو سراسر ہوائی ہوگی۔" اسما سر جھٹک کر رہ گئی۔

"ہرگز نہیں..... ساری کالونی کی آنٹیوں کو خبر ہے۔" اسے برا لگا..... اپنی بات کا جھٹلایا جانا اسے کبھی پسند نہیں تھا۔

"تو امی نے نشر کیا ہوگا سارا پروگرام..... پوری کالونی میں ان سے زیادہ اچھا کمنٹیٹر کون ہے۔" گو کہ اس نے زیر لب بڑبڑا کر کہا تھا پھر بھی اسارا نے سن لیا..... اس کے کان بہت پتلے تھے۔ اور پھر اسے یہ بات بھی بری لگی۔

"تم امی کو افواہیں پھیلانے والا سمجھ رہی ہو؟"

"نہیں، میں نے امی کو کنٹریبٹر کہا ہے یعنی کہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مبصر، تبصرہ کرنے والی۔'' اسما نے جان چھڑائی تھی۔ تاہم اسمارا کو بڑا گراں گزرا تھا۔ پھر شاید اس نے ماں کو بھی بتا دیا تھا۔ تبھی ماں کا تین دن منہ پھولا رہا تھا۔ بعد ازاں اسما پھر ہاسٹل چلی گئی تھی تب ایک مرتبہ پھر اسمارا کے لیے، لمبے میسج ملنے لگے۔ خطوط سے وہ میسجوں پر آ گئی تھی۔ خط لکھنا اس نے چھوڑ دیا تھا کیونکہ عاشر پوسٹ کرنے نہیں جاتا تھا۔

''اللہ اس گلناز کی بچی کو ہدایت دے۔ آنٹی زیتون بیگم کے بیالیس سالہ کنوارے شہزادے نے بیانگ دہل اعلان کر دیا ہے کہ وہ شادی کرے گا تو ہماری پڑوسن گلو سے...... حد ہے یار...... گلناز تو پوری کالونی میں شر پھیلا رہی ہے۔'' اسمارا کا میسج ملتے ہی اسما کو بڑی زبردست کھد بد ہوئی تھی...... بھلا گلناز کیسے آنٹی زیتون بیگم کے بیٹے کی باتوں میں پھنس گئی۔ وہ تو کیریکٹر وائز ذرا بھی اچھا نہیں تھا۔

''مگر آنٹی زیتون بیگم کا بیٹا گلناز کے عشق میں مر رہا ہے تو اس میں گلناز بیچاری کا کیا قصور......؟'' اسما نے جواباً لکھا... تو اسمارا نے ایک سڑا ہوا اسٹیکر بھیج دیا جو اس کا منہ چڑا رہا تھا۔ پھر کچھ دن ہی گزرے تھے کہ اسمارا کی طوفانی فون کال آ گئی۔ اس کا موبائل بند تھا تو اس نے ہاسٹل والوں کا ناطقہ بند کر دیا...... مجبوراً اسے موبائل آن کر کے اسمارا کو کال کرنا ہی پڑی تھی۔ جیسے ہی اس نے ہیلو کہا اسمارا نان اسٹاپ شروع ہو گئی۔

''سن لو ذرا تم...... اپنی لاڈلی گلناز کے کرتوت...... سدرہ آنٹی کے فیانسی کو پھنسا لیا۔ اللہ، اللہ کر کے آنٹی کی پینتیس سال کی عمر میں شادی ہونے والی تھی...... یہ آنٹی کے گھر ٹیوشن پڑھنے گئی تو انکل بھی وہاں گئے ہوئے تھے...... انہوں نے اس موٹی آٹے کی بوری کو دیکھا اور اپنے گھڑے جتنے من میں بسا لیا۔ اگلے ہی دن انکل کا رشتہ تمہاری لاڈو کے لیے آ گیا۔ جس کی بچی باتوں کو، اصلی کرتوتوں کو تم نقلی خیال کرتی ہو دیکھ لو یہ انکلوں کو بھی پھنسنے سے گریز نہیں کر رہی لونی کو انگلی پر نچا...... رکھا ہے۔ دیکھ

نظم

میرا لہجہ نہیں بنتا
میں جب کوئی
شعر پڑھتی ہوں
کہ میری ساری غزلوں میں
محبت ساتھ ہوتی ہے
مجھے جینے نہیں دیتی
مجھے مرنے نہیں دیتی
مجھے یہ کوئی بھی مصرعہ
کبھی پڑھنے نہیں دیتی
میں اس سے لڑ بھی پڑتی ہوں
کہ مجھ کو چھوڑ دے ظالم
مگر یہ ہنس کے کہتی ہے
جا...... میں تجھ سے نہیں ڈرتی

شاعرہ: سیدہ علیشاہ، بہاول پور

اخلاق

خالق کی خوشنودی اور مخلوق میں ہر دلعزیزی... حاصل کرنے کے لیے اخلاق سب سے بڑا سب سے بہتر اور سب سے زیادہ آسان ذریعہ ہے، انسان ہزار عالم و فاضل اور عابد و زاہد ہو اگر وہ اعلیٰ اوصاف و اخلاق سے محروم ہے تو اس کا علم و فضیلت اور عبادت و زہد سب ہیچ ہیں...... عقیدے کے طور پر انسان خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو لیکن اس میں حقیقی جوہر انسانیت ہونا چاہیے۔

عورت

میں سرخ گلاب کی
وہ پنکھڑی تھی
جو جینے کی آرزو میں
کانٹوں میں الجھ کر
بے نقاب ہو گئی ہے

مرسلہ: سیما گل، ملتان

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے یعنی کہ دیسی بھینس۔'' اسارا نے جہاں اسٹاپ کیا تھا اسما وہیں سے رسان بھرے لہجے میں بولی تھی۔

''یہ تو انکل کی بدنیتی ہوئی۔ وہی تھالی کے بینگن نکلے..... گلناز بیچاری اِدھر بھی بے تصور نکلی۔'' اس کی بات سن کر اسارا جل بھن کر کباب ہوگئی تھی۔

''بڑا درد اٹھتا ہے تمہارے دل میں اس فارمی مگڑی کے لیے.....'' وہ غصے میں گلناز کو بھینس سے مگڑی بنا گئی تھی۔

''اگر اتنا ہی احساس ہے تو اپنی بھابی بنالو..... میں تمہارے بھائی سے دستبردار ہوجاتی ہوں۔ کم از کم گلناز کے شر سے کالونی والوں کے شوہر، منگیتر اور انکل تو بچ جائیں گے۔'' اسارا بری طرح سے کھول اٹھی تھی۔

بھابی تو میری تم بنوگی..... ورنہ عاشر ہمارے کباب بناڈالے گا وہ تمہارے علاوہ کسی اور کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔'' اس کے جواب نے اسارا کو فوراً ٹھنڈا کردیا تھا..... دوسری طرف امن چھایا تو اسما نے فون بند کرکے کتابوں میں سر گھسادیا تھا۔

لیکن اس وقت اسما کو اسارا کی وہ تمام باتیں سچ معلوم ہورہی تھیں۔ کیا خبر، گلناز نے.....؟ وہ سارا وقت گلی میں گیٹ کے اندر سے لگ، لگ کر باہر جھانکتی تھی۔ کیا خبر، ہادی گیا ہو..... اور گلناز نے اسے دیکھ لیا ہو..... پھر گلناز ہی اسما بن کر ہادی سے باتیں کرتی ہو؟ تصویریں اسارا کی، باتیں فون پر گلناز کی..... آواز گلناز کی..... شکل اسارا کی اور پھر ان دونوں میں اسما خود کہاں تھی؟

آخر یہ کیا گورکھ دھندا تھا؟ یہ کیا کہانی تھی؟ اس کا دماغ تھک ہار کر بکھر گیا تھا۔ کوئی سوچ ایک نکتے پر نہیں ٹھہر رہی تھی۔ سب کچھ دماغ میں گڈمڈ ہوکر منتشر ہورہا تھا۔

لیکن اس کے خیال میں ایک بات تو طے تھی..... اسارا مر کے بھی ہادی کو فون کال نہیں کرسکتی تھی۔ اس سے ملنا تو دور کی بات، وہ اس سے بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتی..... وہ عاشر کے علاوہ کسی اور کا تصور بھی نہیں کرسکتی تھی۔ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ ان دونوں کی بچپن سے محبت مثالی تھی..... اور اب تو وہ ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہوچکے تھے۔ تو پھر یہ گھٹیا کارنامہ گلناز نے سرانجام دیا تھا؟

اسما کے اندر تفکر کی تیز لہریں اٹھ رہی تھیں۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اڑ کر پنڈی جائے اور گلناز کا گریبان پکڑ کر اسے پوری طرح کالونی کے سامنے ذلیل کرے جس طرح اس نے اسما کو ذلیل وخوار کرکے رکھ دیا تھا۔ لیکن اسما ایسا نہیں کرسکتی تھی۔ وہ گلناز جتنی گھٹیا نہیں ہوسکتی تھی پھر گلناز سے باز پرس کرنے کا مطلب تھا امی اور اسارا کو سب کچھ بتادینا..... اور یہ چیز اسے مر کے بھی گوارا نہیں تھی۔

☆☆☆

گھڑی کی ٹک ٹک نے اور اس کی سانس کے محبت بھرے لمس نے اسما کو خیالوں کی یورش سے کھینچ کر باہر نکالا تھا۔ وہ چونک کر ہادی کی امی کے شفیق چہرے کو دیکھنے لگی۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے قریب کرلیا تھا۔

یہ ان کی ملائمت، اعتماد اور قربت کا احساس تھا جو اسما کے اندر اپنائیت کے کئی احساس جاگزیں کرگیا تھا جب اس نے ہادی کی والدہ کو آنٹی کہا تو انہوں نے... بے ساختہ اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

''میں تمہاری ماں ہوں اسما! مجھے اماں کہا کرو..... ہادی کی طرح..... جب میں ہادی کی ماں ہوں تو پھر تمہاری بھی ماں ہوں۔''

محبت بھرے چند بول خون کو اتنا گرما دیتے ہیں جسم میں ایسی توانائی بھر دیتے ہیں، آج سے پہلے اسما کو احساس نہیں تھا۔ میٹھے لفظوں اور ملائم لہجوں میں مقناطیس کی سی طاقت ہوتی ہے۔ اسما کا دل جیسے اس بات پر ایمان لے آیا تھا۔

''مجھ سے وعدہ کرو، تم نے رونا نہیں اب.....''

بہت دیر اس سے باتیں کرنے کے بعد جب اچانک انہوں نے وعدہ لینا چاہا تو اسما لمحہ بھر کے لیے گڑبڑا گئی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

”اسما! میں تم سے وعدہ چاہتی ہوں۔“ انہوں نے اس کی سوچتی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دوبارہ اپنے الفاظ دُہرائے تو اسما کا اعتماد لمحہ بہ لمحہ اور بھی بحال ہوتا گیا تھا۔ یہ اماں کی اپنائیت اور انسیت کا ہی اثر تھا جو اسما نے بڑے صاف اور سیدھے لہجے میں انہیں جتا دیا۔

”اگر آپ کے بیٹے نے رُلایا تو؟“ اس کے سوال پر اماں کو اس کی حاضر جوابی پر پیار آ گیا تھا۔ وہ سمجھ گئی تھیں ان کی بہو بہت ذہین، سمجھدار اور معاملہ فہم ہے...... وہ بات کو بگاڑنے کے بجائے سنوارنے کی کوشش کرے گی۔

”تو تم بھی اسے رُلا دینا...... میں تمہیں گر و مان جاؤں گی۔“ اماں کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ ”ارے رلانے والوں کو رونے کے بجائے الٹا رُلا دینا چاہیے...... تمہیں پتا تو ہوگا...... لوہا لوہے کو کاٹتا ہے، زہر کی کاٹ زہر سے ہی ہوتی ہے۔“ اماں کی بات سمجھ کر پہلی مرتبہ اسما کے ہونٹوں پر مسکان کی کلی چٹکی تھی۔ اماں اس کی مسکراہٹ پر نہال ہو گئیں۔

”دیکھو بیٹا! بگڑے ہوئے کو اپنی عقل، فہم اور ذہانت سے سنوارنا چاہیے نہ کہ بگڑے ہوئے کو اور بگاڑا جائے، اس کی نفی کر کے یا اس سے ٹکرا کر...... دونوں صورتوں میں نقصان ہوتا ہے۔ ہادی دل کا برا نہیں...... تھوڑا بے صبرا اور جذباتی ہے۔ اس کے دل پر چوٹ آئی ہے۔ تھوڑا صدمے اور شاک میں ہے جیسے ہی سنبھل کر دماغ سے سوچے گا اسے سب کچھ واضح دکھائی دے گا۔ یہ بھی کہ میری بہو بہت پیاری ہے۔ اس کا من روشن اور اجلا ہے۔ اور مجھے تمہارے بابا نے بتایا ہے۔ میری بہو بہت لائق اور قابل ہے۔ اپنے اسکول، کالج میں ٹاپ کرتی رہی ہے۔ اب یہ تم پر منحصر ہے بیٹا! کیسے اپنی فہم سے ہادی کے دل کو اپنی طرف مائل کرتی ہو۔ جو اس کے دماغ میں فیڈ کیا گیا ہے، اس کو تم نے ہی باہر نکالنا ہے۔ وہ غلط فہمی کا خناس ہے یا کچھ اور...... تم اس کی بیوی ہو جتنا قریبی تمہارا رشتہ اس کے ساتھ ہے اور کسی کا نہیں...... تم اسے سمجھ سکتی ہو... سمجھا سکتی ہو پیار سے بھی...... دھونس سے بھی...... غصے سے بھی...... مجھے تم سے بڑی امیدیں ہیں...... باقی تم میرے گھر کی روشنی ہو...... زری، فدا کے ساتھ کھوٹا ہو گئی ہے۔ عزہ، صائم کے ساتھ ترکی میں...... میرے گھر کی رونق تو تم سے ہے...... ہادی اور تم نے میرا گھر آباد کرنا ہے۔ میرے گھر میں رونقیں بکھیرنی ہیں۔“ انہوں نے اتنے پیار سے اس کا ماتھا چوما اور گلوگیر لہجے میں وعدہ لیا کہ اسما ان کی محبت کے سامنے زیر ہو گئی وہ انہیں یہ تک نہیں کہہ سکی...... ان کے ہادی کو سدھارنا آسان نہیں...... اپنی طرف مائل کرنا تو بالکل بھی آسان نہیں۔

”ہادی کی طبیعت بہت خشوڑ ہے۔ مزاج بھی بہت اچھا ہے۔ فرمانبرداری میں اس کا ثانی کوئی نہیں...... وہ اگر ہمارا فرمانبردار بیٹا ہے تو تمہارا فرمانبردار شوہر بنے گا۔ اس کے لیے کوشش ضروری ہے بیٹا! اس کے ذہن میں جو گرہ بندھی ہے تم اس کو کھول لو گی تو سب کچھ اپنی جگہ پر آ جائے گا۔“ اماں نے اس کا ہاتھ نرمی سے تھپتھپایا تو وہ سخت بے چین ہو گئی تھی۔ وہ خود تک رسائی آنے دیتا تو اس کے ذہن کی گہرائی کی جانچ تھی ناں......

”ہادی کے پیچ دار رویے کی گرہ تو تب کھول سکوں گی جب انہوں نے مجھے ایسا کوئی اختیار دیا۔“ وہ حد سے زیادہ مایوس تھی۔

”اختیار تو تمہیں خدا نے دیا ہے بچی۔ قانون اور شریعت نے دیا ہے، وہ کون ہوتا ہے تمہیں روکنے والا۔“ اماں نے ناصحانہ انداز میں سمجھایا۔ وہ اسے برابر حوصلہ دے رہی تھیں اور وہ بڑی بیچارگی سے انگلیاں مسلتی سر جھکائے سوچ میں ڈوب گئی تھی۔

”لایعنی اور بے معنی سوچوں میں خود کو مت الجھاؤ...... ابھی ناشتا منگواتی ہوں۔ اچھی طرح پیٹ بھرو...... رات سے تم نے کچھ نہیں کھایا۔ آج رات کو ولیمے کی تقریب ہوگی...... تمہیں تر و تازہ نظر آنا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

چاہیے۔ چاہو تو ناشتے کے بعد آرام کر لینا۔" وہ اسے پیار سے سمجھاتی ہوئی اٹھ کر جانے لگیں تو اسما نے جلدی سے انہیں بازو سے پکڑ کر سہارا دیا۔ پھر وہ انہیں باہر تک چھوڑنے کے لیے آئی تھی۔ تب لاؤنج میں داخل ہوتے صائم نے اسے بڑے خوشگوار تاثرات کے ساتھ دیکھا تھا۔ اسما کو اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ وہ اپنے اس چھوٹے سے عمل کی وجہ سے صائم کے دل میں پہلی ملاقات سے پہلے ہی مقام پا گئی تھی۔

☆☆☆

"آداب بھابی!"

ابھی وہ کمرے میں دوبارہ آ کر اماں کی ایک ایک بات پر غور بھی نہ کر پائی تھی جب دروازہ پھر سے کھلا تھا۔ اور کوئی ٹرے اٹھا کر اندر چلا آیا..... اس نے گردن گھما کر دیکھا اور دھک سے رہ گئی تھی۔ سامنے ہادی کا بھائی صائم کھڑا تھا۔ روشن آنکھوں والا ہادی سے ملتے جلتے نقوش والا..... اور اس کے ہاتھ میں ناشتے کے لوازمات سے بھری ٹرے تھی۔ اسما اسے ٹرے اٹھائے دیکھ کر بوکھلا گئی..... آخر وہ اس کے لیے ناشتا کیوں لایا تھا؟ گھر کی خواتین کہاں تھیں؟ اس نے مسکراتے ہوئے ٹرے صوفے کے سامنے رکھی کرسٹل ٹیبل پر رکھ دی تھی پھر مسکراتے ہوئے سلام بھی اپنے انداز میں کیا، اسما اتنی ہونق تھی کہ سلام کا جواب بھی نہ دے سکی۔

"مجھے صائم زئی کہتے ہیں، یقین واثق ہے..... میرے الو کی دم جیسے گدھے بھائی نے ہمارا تعارف تک نہیں کروایا ہوگا..... اسے اپنے ہی سیاپے پڑ گئے ہیں۔"

صائم نے مسکرا کر گفتگو کا آغاز کیا تو لمحوں میں بے تکلفی کی فضا قائم ہو گئی..... صائم بڑی شگفتہ طبیعت کا مالک تھا..... اسما کو کچھ ہی دیر میں احساس ہوا کہ وہ کل کے بعد صرف چند لمحوں میں کتنی ہی مرتبہ ... بے ساختہ ہنس چکی ہے۔

"میں تمہارے لیے ناشتا لایا ہوں..... یہ مت سمجھنا، اپنی بیوی کی خاطر میں بھی ایسے کرتا ہوں..... یہ تو تمہارے اعزاز میں خود کو زحمت دی ہے۔ سوچا، تمہارے ساتھ ناشتا کروں..... وہ نالائق تو ابھی تک غصہ دکھا رہا ہے۔ اپنی وے، آؤ تم ناشتا کرو..... گھبراؤ نہیں، ہم ایسے ہی جوتوں سمیت بے تکلف ہوتے ہیں....." وہ اس کی جھجک محسوس کر کے بے تکلفی سے بولا تھا۔ اسما کو اس کے اصرار پر ایک سلائس اٹھا کر کھانا پڑا۔

"یہ ناشتا جو سوکھے سلائس، سڑے ہوئے آملیٹ اور یہ عزہ چائے پر مشتمل ہے اس گھر کے دستورِ عام یا رواج کے سخت خلاف ہے۔ کبھی ہم بھی جی بھر کے تہاری اور پائے کھایا کرتے تھے، حلیم کو انجوائے کرتے تھے جب سے اماں کچن سے ریٹائر ہوئی ہیں تب سے ہمارا کچن پھولن دیوی (ملازمہ) اور کبھی کبھار زری کے رحم و کرم پر چلا جاتا ہے اور اس گھر کی دونوں بہوؤں کو کوکنگ کے نام پر سلاد کاٹنا، چاول ابالنا اور بس کھانا آتا ہے..... جو پکاتی ہیں وہ بس ہادی کے پالتو جانور ہی کھا سکتے ہیں..... بہت ہی بدذائقہ کوکنگ کرتی ہیں زری اور عزہ..... یہ تو اُن کی قسمت اچھی ہے جو ہم دونوں کھوتوں کو اپنی، اپنی بیوی سے محبت ہے کوئی اور ہوتا ناں تو اٹھا کر باہر پھینک دیتا۔" صائم ناشتے سے بھرپور انصاف کر رہا تھا۔ معاً دروازہ کھول کر عزہ آ گئی تھی اور اس کے پیچھے زری بھی۔

"تم اسما کو ہمارے خلاف کون سے سبق پڑھا رہے ہو؟" یہ زری تھی جس کے تیور بتا رہے تھے اس نے صائم کی چند باتیں سن لی ہیں۔

"لو، میری مجال ہے؟" صائم، عزہ کو دیکھ کر صاف مکر گیا تھا۔

"تمہیں کسی باورچن سے شادی کرنی چاہیے تھی جو تمہیں پورا دن پکا، پکا کر ٹھنساتی رہتی۔ اور تم زنیرا بھینس سے موٹے اور بھدے ہو جاتے۔" عزہ نے اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔ صائم گڑبڑا کر رہ گیا۔

"دیکھو، لڑائی میں بددعاؤں پر مت اترا کرو۔" صائم نے اسے وارننگ دی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اور تم بھی ہر جگہ بیٹھ کر ہمارے گلے مت کیا کرو..... جہاں بھی موقع ملے تمہیں..... فوراً پرانے زمانے کی ساسوں کا رول پلے کرنا شروع کردیتے ہو۔'' عزہ نے حساب برابر کیا تھا..... صائم دانت کچکچا کر رہ گیا۔

''تم میرا کھایا پیا حرام کرنے پہنچ جایا کرو..... آخر تمہیں کس نے انوی ٹیشن بھیج کر بلایا ہے؟'' وہ چڑ کر گویا ہوا۔

''یہ میرا اپنا گھر ہے، مجھے کسی کے بلاوے کی ضرورت نہیں۔'' اس نے تنک کر جواب دیا، صائم اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

''کیا دھونس ہے بھئی۔''

''اسے دھونس نہیں..... منہ توڑ جواب کہتے ہیں۔'' زری کو جی بھر کے مزہ آیا تھا۔

''تم دونوں کیا ارادے لے کر آئی ہو؟ اسما کو آخر کیا سبق دینا چاہتی ہو؟ تمہاری طرح زبان دراز ہوجائے۔'' صائم کو بالآخر چڑھائی کرنے کے لیے ایک پوائنٹ مل گیا تھا۔

''ہم اسے ٹریلر دکھا رہے ہیں تاکہ وہ اپنے مورچے مضبوط کرلے۔ تم سب بھائیوں کے ساتھ نمٹنے کے لیے بھاری توپوں کی ضرورت ہوتی ہے۔'' زری نے ترنت کہا۔

''اور اسے ہم سکھا رہے ہیں..... دشمنوں کے دانت ایسے کھٹے کرتے ہیں۔'' عزہ نے بھی حصہ لیا۔

''اور بھاری نفری کے بجائے بھاری لفظوں کے گولے استعمال کرتے ہیں۔'' زری مسکرائی تھی۔ صائم سے چائے پینا دوبھر ہوگیا۔

''تم دو صوبیدار نیوں کے سامنے مجھ معمولی سپاہی کی کیا اوقات؟ مجھے اکیلا تصور کرکے چڑھائی مت کرو..... میرا گروہ۔ ذرا صدمے اور سوگ کے اثر سے نکل لے پھر دیکھوں گا تم دونوں کی بولتی کیسے بند ہوتی ہے۔'' صائم نے انہیں دھمکایا۔

''ہمیشہ ہادی کے کندھے پر بندوق رکھ کر مت چلایا کرو..... کبھی اکیلے بھی میدان میں آنے کی جرأت کرو..... گروجی کے بغیر تم آنے کے نہیں.....'' زری نے اس کا صاف مذاق اڑایا تھا۔ اسما کا ہنسی روکنا محال ہوگیا۔ وہ ان کی حریدار تکرار میں ایسے کھوئی جیسے سالوں سے اسی ماحول اور اسی تکرار کو انجوائے کرتی آرہی تھی۔

''ارے، گروجی سے یاد آیا..... یہ ہادی کہاں ہے؟'' زری کو اچانک خیال آیا۔

''بڑی جلدی خیال آگیا ہے۔'' صائم نے طنزیہ انداز میں اسے دیکھا۔

''چلو آتو گیا ناں..... دیر سے ہی سہی.....'' زری بغیر شرمندہ ہوئے مسکرائی تھی۔

''کون..... ہادی؟'' صائم چونکا تھا۔

''نہیں، خیال، بائی داوے ہادی کہاں ہے؟'' زری نے پورے کمرے پر طائرانہ نگاہ ڈال لی تھی۔ ہادی کے آثار کہیں نہیں تھے۔ کیا وہ رات سے غائب تھا؟ زری کے دل میں اندیشے جاگے تھے۔ پھر تمام تر صورتِ حال کا خیال بھی آگیا۔

''ہادی کی بیوی سے پوچھو.....'' صائم نے جان بوجھ کر اسما کا نام لیا تو زری کی ایکسرے مشین کی سی نگاہیں اسما کے چہرے پر جم گئی تھیں..... اسما ایک دم گھبرا گئی..... ہادی کہاں تھا.....؟ وہ تو خود لاعلم تھی۔ اماں سے پوچھنا چاہتی تھی مگر جھجک آڑے آگئی پھر صائم سے بھی پوچھنے کا خیال آیا تھا پر اس کی باتوں میں محض خیال ہی رہا..... اور اب وہ ان سب کو کیا جواب دیتی.....؟ ہادی کہاں تھا؟ کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ رات سے غائب ہے؟ اسما کے اندر باہر بے چینیاں اتر آئی تھیں۔

''اسما کو کیا پتا.....'' عزہ نے اسے مشکل میں پھنسے دیکھ کر کہا۔

''پھر ہادی کہاں چلا گیا؟'' زری کا مارے تفکر کے برا حال تھا..... سارے اندیشے ایک مرتبہ پھر جاگ گئے تھے۔

''تم جا کر اپنے ڈرامے باز شوہر کی خدمتیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرو..... جو بخار کا نقلی بہانہ بنا کر بستر میں اینٹھ رہا ہے ابھی تک..... ہمیں ائرپورٹ لینے بھی نہیں گیا..... بیچارے نئے نکور دولھا کو جانا پڑا....." صائم نے لگے ہاتھوں زری کو کھری، کھری سنائی تو وہ حقیقت میں شرمندہ ہوگئی۔

"سچی اصلی بخار تھا..... ہاتھ لگا کر چیک کرو..... اب بھی ایک سو آٹھ نہ ہوا تو زری کی جو مرضی سزا سنا دینا۔" اسی پل فدا نے بھی گردن اندر نکال کر جھانکا تھا..... پھر پورے کا پورا اندر آ گیا۔ اسما پر نگاہ پڑی تو سلام عرض کیا..... ان سب کا انداز اتنا اپنائیت بھرا اور بے تکلف تھا کہ رات کی ساری کثافت دھلتی ہوئی نظر آنے لگی تھی۔

اندر آتے ہوئے اس نے ہادی کے بارے میں زری کی بات سن لی تھی۔

"ہادی کہاں ہے؟" جبھی فدا نے فکرمندی سے پوچھا۔

"گھر چھوڑ کر چلا گیا....." صائم نے فدا کو ستانے کے لیے کہا تھا مگر اسما کا رنگ فق ہوتا دیکھ کر اسے جلدی سے بتانا پڑا۔

"ہمارے پاس تھا..... برابر والے گھر۔"

"اس کا موڈ ٹھیک نہیں ہوا؟" فدا نے سابقہ تفکر بھرے لہجے میں اسما کی طرف دیکھ کر صائم سے پوچھا۔

اسما خواہ مخواہ شرمندہ ہوگئی تھی۔ جیسے اس سارے معاملے میں، ہادی کا موڈ بگاڑنے میں اور اس کو گھر سے بے گھر کرنے میں سارا قصور اسی کا تھا۔

اسے شرمندہ دیکھ کر صائم اور فدا نے بات بدل دی۔ وہ اسما کو معمولی سی بات پر بھی ڈی گریڈ کرنا نہیں چاہتے تھے۔ ان کے باہر نکلتے ہی اسما نے سر تھام لیا کچھ دیر پہلے ساری رونق اداسی میں لپٹ کر ضائع ہوگئی تھی۔

☆☆☆

صائم سے ساری صورتِ حال سمجھ کر فدا اور وہ دونوں انتہائی متفکر سے برابر والے کا لیج میں پہنچے تو ہادی ابھی تک سابقہ پوزیشن میں آنکھوں پر بازو رکھے ساری دنیا سے ناراض نیم دراز تھا۔ صائم نے پہلے سمجھا وہ سو گیا ہے، اس لیے اسے جگانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ رات بھر کا تھکا ہوا جل رہا تھا۔ بہتر تھا دو گھڑی سکون لے لیتا..... لیکن اس کا ہلتا ہوا پاؤں کا انگوٹھا دیکھ کر وہ دونوں ہی رک گئے تھے پھر فدا جلدی سے اس کے قریب آیا۔ اس نے ہادی کا بازو آنکھوں سے ہٹایا تو اس نے اپنی سوجی، گیلی سرخ آنکھیں کھول دی تھیں۔ فدا کے دل کو دھکا سا لگا۔

"ہادی! یہ کیا حالت بنا رکھی ہے..... اٹھو، منہ ہاتھ دھو کر آؤ بلکہ نہاؤ، تازہ دم ہو کر آؤ۔ اندر کی کثافت دھلے، غصہ اترے..... اٹھو شاباش۔" فدا نے اسے زبردستی اٹھا کر بٹھایا۔

"میرے تازگی کے دن کوچ کر چکے ہیں۔" تب ہادی نے انتہائی سرخ نگاہوں سے اسے دیکھ کر ہتک آمیز لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بے پناہ تھکا اور شکستہ تھا۔ صائم بھی گہری سانس کھینچ کر اس کے برابر بیٹھ گیا۔ ان دونوں کو منکر نکیر بنے دائیں بائیں بیٹھے دیکھ کر ہادی نے سر جھٹک دیا تھا۔

"اب تم مجھے سمجھانے آئے ہو؟ کیا میں عقل سے پیدل ہوں؟ یا اپنا اچھا برا نہیں سمجھتا؟"

"ہادی! ہم نے یہ کب کہا؟ لیکن تمہارا رویہ بھی ٹھیک نہیں..... گھر میں مہمان ہیں اور تم اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد ادھر بنا کر بیٹھے ہو..... اپنا حجرہ ادھر لگا رکھا ہے..... اماں اور بابا کس، کس کو جواب دیں گے؟ اور تمہاری بیوی؟ تم نے رات سے ایک مرتبہ بھی اپنی بیوی کے بارے میں سوچا ہے؟ تم نے اس کی کس قدر آکورڈ پوزیشن بنا رکھی ہے؟ تم نے اسے کس، کس کی نگاہ میں شرمندہ کر رکھا ہے، وہ اپنے آپ میں کتنی دفعہ ٹوٹی اور جڑی ہوگی؟ عزہ اور زری کے سامنے کس قدر لاچار اور شرمسار ہوگی..... محض تمہاری وجہ سے..... تمہاری جذباتیت کی بنا پر..... گو کہ عزہ اور زری بات کھینچنے والی یا اسما کو ٹیز کرنے والی نہیں ہیں۔ اگر وہ ایسی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوتیں تو اس بیچاری لڑکی کا جینا محال ہو جاتا....." فدا نے ایک ہی سانس میں بڑے رسان کے ساتھ اس کی کھنچائی کرتے ہوئے اسے اس کے برے رویے کا احساس دلایا تھا۔ اس کی غلطیوں کی نشاندہی کی تھی۔ ہادی چپ چاپ سنتا رہا۔

"جو ہونا تھا ہو چکا..... اچھا یا برا..... جس نے بھی کیا اب جو تمہاری قسمت تھی اسے قبول کرو..... اپنی بیوی کو اپناؤ..... اسے یوں سب کی نگاہوں میں سوالیہ نشان مت بناؤ....." صائم نے بھی اس کا شانہ تھپتھپایا۔

"تم دونوں چاہتے ہو، میں یہاں سے بھی چلا جاؤں؟ اماں، بابا کو دکھ دوں.....؟ اس گھر سے دور چلا جاؤں؟" اس نے دھیمے سلگتے ہوئے لہجے میں اُن کے حواس معطل کر دیے تھے۔

"ہادی....." وہ دونوں لمحہ بھر کے لیے بھونچکا رہ گئے..... تو کیا وہ گھر چھوڑنے، اُن سے دور چلے جانے تک کا بھی سوچ چکا تھا؟ وہ دونوں ہکا بکا رہ گئے تھے..... ہادی سمجھنے کے بجائے کچھ اور بگاڑنے پر تلا ہوا تھا۔

"تم ایسا کوئی بھی قدم نہیں اٹھاؤ گے..... جس سے ہمارے ماں باپ کا دل دکھے..... سنا تم نے..... اماں بیمار ہیں، کیا انہیں اور بیمار کرو گے؟ جب سے تم اِدھر آئے ہو وہ مسلسل رو رہی ہیں۔ ان کا بلڈ پریشر بڑھا ہوا ہے۔ جب تم انتہائی سفاکی کے ساتھ اِدھر سے بھی چلے جانے کا فیصلہ کر لو گے تب اماں کا کیا حال ہو گا؟" فدا نے اسے بری طرح گھڑک کر مزید کسی انتہائی اقدام سے باز رہنے پر مائل کرنا چاہا، وہ چپ چاپ سنتا رہا۔

"ہادی! وہ اچھی لڑکی ہے، ہم اس سے مل کر آئے ہیں..... تم ایک موقع تو اسے دو....." صائم اور فدا نے نرمی سے اسے مزید سمجھایا۔ وہ لوہا نرم ہوتا دیکھ رہے تھے۔ یہ نہیں جانتے تھے لوہا پہلے سے بھی گرم ہے۔

"بات کسی کی اچھائی یا برائی کی نہیں ہے۔ اور برائے مہربانی! اس کی وکالت کرنا چھوڑ دو..... اس نے ایک ہی رات میں مفت کے وکیل ہائر کر لیے ہیں..... ہر کوئی اس کی حمایت میں مرا جا رہا ہے۔ کسی کو میرا احساس تک نہیں....." وہ دھیمے سلگتے لہجے میں بولا پر پہلے کی نسبت کچھ مدھم لگ رہا تھا۔ یعنی بہتری کے کچھ آثار موجود تھے۔ اگر وہ ہادی کے پہلو سے دیکھتے تو انہیں ہادی حق بجانب لگتا تھا کہاں ہادی اور کہاں اسما ..... مجموعی طور پر وہ ہادی کے ہم پلہ نہیں تھی۔ قد کاٹھ سے، شکل صورت سے، رنگت و روپ سے۔ لیکن وہ ہادی سے زیادہ متحمل مزاج، باوقار، ٹھنڈی، میٹھی، بامروت، ذہین اور سمجھدار لگتی تھی۔ وہ ایک مکمل اور اچھی لڑکی تھی۔

اب وہ پہلے کی طرح یہ نہیں کہہ رہا تھا۔

"گھٹیا ہے، میرے ساتھ چلتی اچھی نہیں لگے گی..... لوگ مذاق اڑائیں گے، اس کا رنگ سانولا ہے۔" وہ خاموش تھا، بالکل خاموش..... اور اس کی خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ لگتی تھی۔

وہ ہونٹ چباتا خاصا مضطرب لگ رہا تھا۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ اس انداز میں کہ اس کے الجھے بکھرے بال گردن جھکانے سے ماتھے پر آ گرے تھے۔ وہ اس انداز میں روٹھا، روٹھا بھی بلا کا وجیہہ لگ رہا تھا۔ اس کے دونوں بھائیوں کے دل کو کچھ ہوا..... انہیں ہادی بڑا پیارا تھا۔ اپنی اچھی عادتوں، فرمانبرداری اور نیک دلی کے علاوہ بھی..... جو کچھ اس کے ساتھ ہوا تھا کہیں سے بھی انسانیت کے زمرے میں نہیں آتا تھا۔ کسی کے جذبوں اور احساسات کا مذاق اڑانا، تماشا دیکھنا..... ڈراما کھیلنا..... کوئی حد بھی حد تھی۔

اگر وہ لڑکی ان کے سامنے ہوتی تو اسے مزہ چکھا دیتے..... ایسی اخلاق سے گری، انسانیت سوز حرکت کا جرم معمولی نہیں تھا لیکن اس کے باوجود وہ لوگ چاہتے تھے ہادی اس صورتِ حال کو ذہنی طور پر قبول کر لے..... اپنی بیوی کو اپنا لے..... اگر وہ لڑکی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یعنی ہادی کی بیوی اسما بھی اس سازش میں شریک ہوتی ؟ تو پھر کیا ہونا تھا؟ کیا پھر وہ لوگ ہادی کو اسے اپنانے پر فورس کر سکتے تھے؟ ہرگز نہیں۔

لیکن جب تک حقیقت آشکار نہ ہوتی تب تک تو ہادی کو اپنا رویّہ بدلنا چاہیے تھا۔ اماں، بابا کے لیے ہی سہی گھر میں موجود مہمانوں کا احساس کر کے کم از کم دنیا داری کے تقاضے تو نبھاتا...... لیکن وہ تو کسی بھی چیز کی پروا نہیں کر رہا تھا۔ معاً کمرے کی خاموش فضا میں موبائل فون کی بپ بجی تھی۔ ہادی کے ساتھ، ساتھ وہ دونوں بھی چونک گئے تھے۔

ہادی اپنی جیبیں ٹٹول رہا تھا تب صائم نے صوفے کے کشن تلے دبے اس کے فون کو اٹھا کر ہادی کی طرف بڑھایا...... اجنبی نمبر تھا۔ اس نے الجھتے ہوئے کال پک کر لی۔ دوسری طرف سے اپنائیت بھری پُرجوش آواز آ رہی تھی۔

”کیا حال ہے ہادی! سب خیریت تھی، میں صبح سے اسما کے نمبر پر کال کر رہا ہوں۔ نمبر آف جا رہا ہے۔ کیا تم اسما سے بات کروا سکتے ہو؟“

”اسما؟“ ہادی کو جھٹکا لگا تھا...... اس کے ارد گرد اسما، اسما کی بازگشت سنائی دینے لگی۔ اس کے دماغ میں دھماکے ہونے لگے۔

”اسما؟ کون اسما؟“ وہ پوچھنا چاہتا تھا مگر رک گیا...... مشکل خود پر قابو پاتے ہوئے اس نے گہری سانس کھینچ کر اندر کی پھر اک نظر صائم اور فدا کی طرف دیکھ کر بولا۔

”آئی تھنک موبائل آف ہوگا...... بیٹری ڈیڈ نہ ہو......“ یہ دو چھوٹے جملے بولنے کے لیے اسے کئی مرتبہ سوچنا پڑا تھا۔

”تم بات کروا سکتے ہو؟“ عاشر نے نہایت اپنائیت اور احترام سے پوچھا تھا۔ یہ احترام خاص طور پر اپنے نئے، نئے بہنوئی کے لیے مختص تھا۔

”میں اس وقت گھر سے باہر ہوں۔“ ہادی کو خود کو مہذب انداز میں بات کرنے کی...... کیا ضرورت تھی مروت نبھا کر اتنے مہذب انداز میں بات کرنے کی۔

”کب تک گھر جاؤ گے؟“ اگلا سوال ترنت آیا تھا...... ہادی پر جھنجلاہٹ سوار ہونے لگی۔

”فی الحال نہیں......“

”گھر جا کر بات کرواؤ گے؟“ عاشر نے جلدی سے پوچھا تھا۔ اس کا لیا دیا اجنبی سا رویّہ عاشر کے دل میں کچھ خدشات جگا گیا تھا۔ اس کا پہلے سے پریشان دل کچھ اور پریشان ہو گیا...... اسے ہادی کا انداز بلا کا روکھا اور خشک لگا تھا۔

”کوشش کروں گا......“ ہادی کا جواب عاشر کو مطمئن نہیں کر سکا۔ پھر ہادی نے کھٹ سے فون بند کر دیا۔ وہ مزید مروت نبھانے کی اداکاری نہیں کر سکتا تھا۔

”کس کا فون تھا؟“ صائم نے اس کا موڈ بگڑتے دیکھ کر جلدی سے پوچھا۔

”اس کے بھائی کا......“ ہادی نے بہ مشکل زہر پھونکنے سے پرہیز کیا تھا۔

”اچھی طرح سے تو بات کر لیتے......“ فدا اسے ٹوکے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔ جواباً ہادی نے اسے ایسی آگ اگلتی نگاہ سے گھورا کہ فدا کو خاموش ہونا پڑا تھا۔

☆☆☆

پھر وہ صائم اور فدا کے ایڑیاں رگڑنے اور ناک کی لکیریں نکالنے کے باوجود بھی اپنے گھر نہیں گیا تھا۔ جیسے، جیسے وقت گزر رہا تھا سوئیاں آگے بڑھ رہی تھیں صائم اور فدا کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔ دعوتِ ولیمہ مغرب کے بعد تھی...... اور اسما کے گھر والے بھی پہنچنے کے قریب تھے اور ہادی تھا کہ ابھی تک اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا۔

”میں اس شادی کو تسلیم نہیں کرتا تو ولیمہ کیوں کروں؟“ اس کا ایک ہی دو ٹوک جواب تھا...... صائم اور فدا ناک تک عاجز آ چکے تھے۔ اُدھر اماں کی حالت غیر تھی...... ان کا بلڈ پریشر نارمل نہیں ہو رہا تھا۔ بابا بھی شدید پریشان تھے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تنگ آکر ہادی نے فیصلہ کیا۔ وہ صائم کے گھر سے نکل کر کہیں اور چلا جائے..... کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوگی۔ اس نے فیصلہ کیا اور عمل کا ارادہ بھی کرلیا..... اس کا سامان گھر میں رکھا تھا۔ اس کے اپنے کمرے میں..... جہاں وہ چڑیل موجود تھی۔ جس کی شکل دیکھنے کا بھی وہ روادار نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے اس کی زندگی میں اچانک اتنے سوال در آئے تھے۔ ہادی کو اپنے ڈاکومنٹس چاہیے تھے۔ آئی ڈی کارڈ اور کچھ رقم بھی..... ظاہر ہے گھر سے نکل کر کہیں ٹھکانا بھی بنانا تھا۔ اور پیٹ بھی بھرنا تھا۔ گھر سے بے گھر ہوکر ذلت وخواری تو اٹھانا ہی تھی، تاہم وہ اس ذلت سے بہرحال کئی گنا، کم تھی جو وہ اس وقت محسوس کررہا تھا۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ وہاں تک جائے کیسے کیونکہ وہ اپنے گھر اور کمرے تک بھی جانا نہیں چاہتا تھا۔ اور گھر کے کسی فرد سے توقع نہیں تھی جو اس کار خیر میں حصہ ڈال کر ہادی کی مدد کرسکے..... عزہ اور صائم کو ... بھنک بھی نہیں پڑنی چاہیے تھی۔ ہادی کو بروقت اسٹینڈ لینا تھا۔ وہ ابھی نہ نکل سکتا تو پھر کبھی نہیں نکل سکتا تھا۔ ان سب نے اسے پھانس لینا تھا۔ اور باہر نکلنے سے پہلے یعنی گھر کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کرنے سے پہلے وہ اپنے تمام تر ضروری کاغذات کو ضرور ساتھ رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ جاب تلاش کرنے کے لیے ڈاکومنٹس کا ہونا ضروری تھا۔

بابا کی سٹریس فیکٹری کے سارے مزے آج کے بعد خیال ہونے والے تھے۔ کہاں وہ ہادی عبدل زئی بن ٹھن کر مرضی سے آدھی دوپہر کو نیندیں پوری کرکر کے فیکٹری جاتا تھا اور کہاں آج کے بعد جانے کس، کس کی چاکری کرکے دھکے کھانے تھے۔ محض اس بھوتنی کی وجہ سے جس نے اس کی زندگی میں بھونچال کھڑا کردیا تھا۔ وہ ایک مرتبہ پھر نفرت و زہر کے احساس سے پاگل ہونے لگا۔

صائم اور عزہ کے کمرے سے نکل کر وہ بالکونی میں آیا تو اچھی بھلی صائم کے ساتھ رومانس بھگارتی، ہنس، ہنس کر باتیں کرتی عزہ سارا رومانس درمیان میں چھوڑ کر لپکتی ہوئی ہادی کے پیچھے بالکونی میں آئی تھی۔ ہادی نے اسے مشکوک نگاہوں سے خود کو دیکھتا پایا تو چڑ کر بولا۔

"تم اپنا رومانس وہیں سے شروع کرو جہاں سے بریک لے کر آئی ہو..... صائم مجھے گالیاں دے رہا ہوگا۔" وہ اسے اپنا پیچھا کرتا دیکھ کر جل کر رہ گیا۔

"تم کیا کرنے آئے ہو یہاں..... آرام سے لیٹے.... رہتے.... اندر..... ٹی.... دیکھتے..... کارٹون لگا لیتے....." عزہ نے لاڈ سے کہا، وہ جانتی تھی اسے کارٹون بہت پسند تھے۔ وہ اس کے مشورے پر سرتاپا سلگ اٹھا۔

"میں کوئی فالج کا مریض نہیں..... جو آرام کرتا، خواہ مخواہ لیٹا رہتا..... اور تم بے فکر ہوکر اندر چلی جاؤ۔"

"لیکن تم ٹیرس پہ کیا لینے آئے ہو؟" عزہ کا انداز اب بھی مشکوک تھا۔

"یو ڈونٹ وری..... کم از کم خودکشی کرنے نہیں آیا۔" وہ پھاڑ کھانے کو دوڑا تھا تب عزہ کچھ مطمئن ہوگئی۔

"ایسی گھٹیا حرکت کرنا بھی نہیں....." عزہ اسے وارننگ دیتی پلٹ گئی تھی۔

ہادی کے کھولتے دماغ پر قابو پاتا اپنے گھر کی طرف دیکھنے لگا کل تک یہی گھر جنت نور بنا ہوا تھا۔ برقی قمقموں سے پور، پور سجا ہوا تھا..... دلہن کے مانند..... اف..... پھر دلہن..... کیا حواسوں پر سوار تھی دلہن..... بھوتنی، چڑیل، ڈائن..... وہ دلہن کہاں تھی؟ وہ تو اس کے سپنوں کی قاتل تھی۔ اس کے خوابوں کی دشمن تھی۔ اس کا دل اجاڑنے والی تھی۔

وہ زہرخند سا سوچتا رہا..... کس طرح اپنے گھر، اپنے کمرے تک جائے؟ تاکہ کسی کی نگاہ بھی نہ پڑے..... پھر کچھ سوچ کر وہ ٹیرس سے ہٹ کے ذریعے بڑے آرام سے لان میں اتر آیا تھا پھر باڑ پھلانگ کر اپنے گھر کی طرف آگیا..... دائیں جانب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے برآمدے کا دروازہ کھلا تھا۔ یہاں سے گیلری کی شروعات تھی۔ آگے ایک طرف کچن اور دوسری طرف کارنر پہ اس کا کمرا تھا...... وہ دھڑکتے دل کے ساتھ چوروں کی طرح اپنے ہی کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ محتاط قدموں سے چلتا ہوا آگے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اس کے گھر میں شادی والے گھر کی طرح چہل پہل تھی۔ لنچ کے بعد کچن سمیٹا جا رہا تھا۔ پھولن دیوی سامنے ہی برتن دھوتی دکھائی دی تھی۔ ہادی کچھ اور محتاط ہوا تا کہ پھولن دیوی کی نظر نہ پڑے۔

دائیں، بائیں، اوپر، نیچے سے آوازیں آ رہی تھیں...... کوئی کپڑے استری کر رہا تھا، کوئی نہانے کے لیے واش روم میں باری کا منتظر تھا۔ لاؤنج میں لڑکیاں کچھ بال اسٹریٹ کر رہی تھیں اور کشف، فلک بالوں میں کرل ڈال رہی تھیں۔

''سنو، دلہن کے بال بہت خوب صورت ہیں...... اوپر سے اسٹریٹ، نیچے سے کرل...... گول گول بڑے بڑے لچھے...... انتہائی چمکدار بال ہیں...... کرل ڈلوانے کا جھنجٹ ہی نہیں۔'' فلک شاید کشف کے ساتھ، ساتھ ارد گرد بیٹھی کزن کو بھی بتا رہی تھی۔

''بیچاری کے پاس دلہن کی تعریف میں صرف ایک ہی پلس پوائنٹ تھا۔'' ہادی استہزائیہ مسکرایا۔ اور تو کوئی خوبی ہی نہیں تھی جسے اس کی بہنیں بیچاریاں بیان کر کے شمار لیتیں۔

''سنا ہے تمہاری بھابی بہت لائق اور قابل ہے۔ گولڈ میڈلسٹ باہر کا اسکالرشپ بھی ملا تھا......؟'' کسی کزن نے بڑی دلچسپی کے ساتھ پوچھا تھا۔ تبھی فلک بھی جوش سے بتانے لگی۔

''تم نے ٹھیک سنا ہے...... بھابی ہماری بہت انٹیلی جینٹ ہے۔'' وہ خواہ مخواہ مغرور ہو رہی تھیں۔ بھلا گولڈ میڈل اور ڈگریاں چولہے میں جھونکنی تھیں؟ منہ نہ متھا...... اوپر سے اتنا بڑا کھلم کھلا دھوکا۔'' میری بے عزتی، انسلٹ...... میں کبھی بھی اسے معاف نہیں

کروں گا۔ چاہے سونے کی بن کر آ جائے...... جتنا مجھے ذلیل کیا ہے، اتنا ہی اسے خوار نہ کیا تو ہادی نام نہیں میرا...... بیٹھی رہے میرے نام پہ یہاں عمر بھر...... کبھی منہ نہیں لگاؤں گا...... کبھی اپناؤں گا نہیں، کبھی بیوی نہیں بناؤں گا...... اسے سزا دوں گا، عمر بھر کی سزا......'' وہ زہریلی سوچوں میں اتنا محو ہوا کہ ہینڈل گھما کر بے دھیانی میں اندر چلا آیا۔

ایک مہکتی روح میں اتر جانے والی خوشبو نتھنوں سے ٹکرائی تو اس کی سانس بند ہونے لگی...... خواہ مخواہ اندر چکراتی خوشبو پہ بھی غصہ آ رہا تھا۔

ڈریسنگ ٹیبل پر میک اپ کا سامان بکھرا تھا۔ اور وہ چڑیل ولیمے کے لیے سنگھار مکمل کر کے میک اپ کا سامان ترتیب سے رکھ رہی تھی۔ اس کی ہادی کی جانب پشت تھی۔ ہادی نے موقع غنیمت جانا اور سیدھا اپنی الماری میں گھس گیا۔

اسما نے کھٹکے پر پلٹ کر دیکھا اور لمحہ بھر کے لیے سن ہو گئی...... کچھ دیر بعد اس نے اپنے تاثرات پر قابو پا لیا تھا۔ اب وہ بڑی پُر اعتماد سی ہادی کی کارروائیاں ملاحظہ کر رہی تھی۔

وہ تیزی کے ساتھ اپنے لاکر سے ڈاکومنٹس نکال رہا تھا پھر اس نے اپنے کپڑوں کا ڈھیر باہر نکالا...... دراز کھول، کھول کر جانے کیا چیز تلاشنی چاہی تھی جو مل کر نہیں دے رہی تھی۔ پھر اس نے ایک بیگ نکالا اور اپنے کاغذات، کپڑے اور مزید ضرورت کا سامان بیگ میں بھر لیا۔

اسما کا سارا اعتماد جاتا رہا۔ اس کا دماغ چکرا گیا۔ ہادی کہاں جا رہا تھا؟ کیا گھر چھوڑ کے......؟ اس کا دم نکل گیا...... پھر ہادی نے دوبارہ ایک، ایک دراز کھنگالی اس پر جھنجلاہٹ سوار تھی۔ اسے کوئی چیز مل نہیں رہی تھی۔ اسما نے کھوجتی نگاہ آس پاس ڈالی تو اسے پھولدار کارپٹ پر چمکیلا سا کارڈ دکھائی دیا۔ اس نے غیر محسوس انداز میں جھک کر کارڈ اٹھا لیا...... یہ آئی ڈی کارڈ تھا...... اسما نے اسے چھپا لیا جو شاید ڈاکومنٹس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

فائل سے اس کی بے پروائی سے نیچے گر گیا تھا۔

ہادی نے ایک، ایک دراز کھول کر ہر چیز الٹ پلٹ کر دی تھی۔ شدید غصہ اور جھلاہٹ سوار ہونے لگی پھر اس نے اپنے بیگ کی زپ بند کی۔

اس نے ہادی کی جھنجلاہٹ دیکھ کر اسے پکارا۔

ہادی اپنے دھیان اور غصے میں تھا..... اس سے کلام نہ کرنے کا عہد کرنے کے باوجود وہ بے خیالی میں پلٹا۔

"کیا.....؟" اس کا انداز بدتہذیبی سے پُر تھا۔

اسما لمحہ بھر کے لیے اپنا اعتماد بحال کرتی رہی..... رات کی نسبت وہ کچھ بہتر لگ رہی تھی۔ رات والی تھکاوٹ اور شکستگی کا شائبہ تک نہیں تھا۔ اس کا اعتماد ہادی کے سر پر بجلی بن کر گرا..... وہ اتنی پُر سکون، مطمئن اور تن کے کھڑی تھی جیسے اس نے کوئی جرم، کوئی گناہ نہ کیا ہو۔

ہادی کے لیے اس کا اعتماد ایک جھٹکے سے کم نہیں تھا۔ وہ جو رات بھر سے ذہنی اذیت، غم و غصے، بے خوابی اور ذلت و رسوائی کے احساس میں بھڑ بھڑ جل رہا تھا اور یہاں پہ ایسی کسی کیفیت کی پرچھائی تک نہیں تھی۔ ہادی کا دماغ جیسے بھک سے اڑ گیا تھا۔ جبکہ وہ ہادی کی اندرونی کیفیات سے بے نیاز اندر سے ٹوٹ پڑتی بے قراری پر قابو پا کر بہ مشکل بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"کک..... کہاں جا رہے ہیں آپ؟" اس کی نگاہیں ہادی کے بیگ پر جم گئی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں خوف سا پھیل رہا تھا۔

"تم سے مطلب.....؟ میں جہاں بھی جاؤں..... یہ گھر دوزخ سے کم نہیں رہا..... اس میں تمہارا بھیانک وجود موجود ہے۔" ہادی نے اس کے پُر سکون وجود کی تنی ہوئی عمارت کو ہلا دیا تھا۔ وہ ایسا ہی چاہتا تھا۔ اگر ہادی مضطرب تھا تو وہ کیوں چین سے رہتی۔

"آپ کیوں جا رہے ہیں؟ آپ کو اندازہ نہیں..... آپ کیسا قدم اٹھا رہے ہیں؟ اپنا گھر چھوڑ کر مت جائیں۔" اسما نے اپنی دھیمی ٹھنڈی پُر سکون رواں

سچی کہانیوں آپ بیتیوں جگ بیتیوں کا بے مثال مجموعہ

ماہنامہ سرگزشت کراچی

شمارہ مارچ 2016ء کی جھلکیاں

باراں دیدہ

اس شخص کا تذکرہ جس نے برصغیر پر غلامی مسلط کی

رہنما

ایک مفلوک الحال ملک کو ترقی کے اوج پہنچانے والے کا تذکرہ

نانگا پربت کا عقاب

ایک دلچسپ سفرنامے کا نہایت دلچسپ اختتامی حصہ

سیلف میڈ

مقبول ترین اداکارہ کی زندگی کے دلچسپ قصے

حوصلہ

وہ دہشت گردوں کے چنگل میں پھنس گیا تھا، پُراثر سچ بیانی

اس کے علاوہ

مجید بھری زمین، تاریخ عالم، اثاثہ، مارچ کی اہم شخصیت کا تذکرہ اور "سراب" جیسی دلچسپ طویل روداد اور بھی بہت سی سچ بیانیاں، دلچسپ قصے سچے واقعات

بس ایک بار سرگزشت پڑھیں پھر آپ خود ہی اس کے اسیر ہو جائیں گے

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آواز میں کہا..... ہادی کے لیے اس کا رواں لہجہ کسی قیامت سے کم نہیں تھا۔ اس کا دماغ سنسنانے لگا تھا۔ اس کے دماغ سے دھواں نکلنے لگا تھا۔

"تم کون ہوتی ہو مجھے روکنے والی۔"

"آپ نہیں جانتے کیا؟ مجھے دہرانا پڑے گا؟" اسما کے اگلے الفاظ اس کا دماغ بھک سے اڑا گئے تھے۔

"شٹ اپ....." ہادی کو ایک دم آگ لگ گئی۔ "تم وہ نہیں ہو، جسے میری بیوی بنا کر لایا گیا تھا۔ میں تمہیں جانتا بھی نہیں۔" اس کے لفظ، لفظ میں حقارت تھی۔ اسما کے دل کو بڑے زور کا دھچکا لگا لیکن پھر بھی اس نے خود کو کمزور پڑنے سے بچایا۔

"تو اب جان جائیں گے۔ دو اجنبی لوگ ایک دوسرے کو نہیں جانتے ہوتے۔ نکاح کے مقدس بندھن میں بندھنے کے بعد ایک ہو جاتے ہیں۔ میں بھی آپ کو نہیں جانتی تھی لیکن اب جان گئی ہوں....." اس نے نرمی اور ملائمت سے ہادی کو اپنے اور اس کے درمیان اس پاکیزہ اور مقدس رشتے کا احساس دلایا جسے وہ جان بوجھ کر نظر انداز کر رہا تھا۔

"کیا جان گئی ہو؟" وہ پھٹ پڑا۔

"یہی کہ آپ میرے شوہر ہیں..... باقی جاننے کے لیے عمر پڑی ہے۔" اسما نے اس کے اندر تہلکہ مچا ڈالا تھا۔ وہ دھواں، دھواں ہوتا گیا..... وہ کیسے تن کے کھڑی اسے احساس دلا رہی تھی۔ کیسی بے دید اور ڈھیٹ لڑکی تھی۔ اس کا اشتعال مزید بڑھ گیا۔

"کیا جاننا چاہتی ہو میرے بارے میں؟" وہ زہر خند ہوا..... اسما نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ عجیب عذاب میں پھنس گئی تھی۔ اسے اندازہ ہی نہیں تھا' اتنا ٹیڑھا اور پیچیدہ شوہر ملے گا۔

"ہادی امیری بات سنیں پلیز! آپ اس طرح گھر چھوڑ کر مت جائیں۔ یہاں اتنے مہمان ہیں اور میرے گھر والے بھی پہنچنے والے ہیں..... آپ کو اس طرح نہیں جانا چاہیے....." پہلی مرتبہ وہ شدید مضطرب ہوئی تھی۔ آنے والے حالات کو سوچ کر جب اسے ہر ایک بندے کی سوالیہ نگاہ کا سامنا کرنا پڑتا..... ہر ایک کی انگلی اس کی طرف اٹھتی..... ہادی کو بڑا سکون کا احساس ہوا تھا..... اسے بے سکونی میں مبتلا دیکھ کر۔

"اوہ..... تو تمہیں اتنی عقل ہے؟" وہ زہر خند ہوا..... پھر اس کا انداز بدل گیا تھا..... اس نے تھوڑی دیر کے لیے کچھ سوچا پھر معنی خیزی سے مخاطب ہوا تھا۔

"چلو..... ایک ڈیل کر لیتے ہیں..... میں گھر نہیں چھوڑ کر جاتا..... ولیمے تک یہیں رہوں گا..... لیکن تمہیں یہاں سے جانا پڑے گا..... کو منظور ہے.....؟" ہادی کا انداز اب بھی دھیما، سلگتا ہوا، غیظ بھرا تھا۔ اسما کے ہونٹ سختی کے ساتھ ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے تھے۔ یوں جیسے دوبارہ کھلیں گے نہیں..... اس کی رنگت پہلی بار متغیر ہوئی تھی..... بہت دیر معنی خیز سی خاموشی دونوں کے درمیان چھائی رہی..... جسے اسما کی مضبوط آواز نے توڑا تھا۔

"میں یہاں جانے کے لیے نہیں آئی۔" اس کے جواب نے ہادی کے دماغ کی بتی گل کر دی تھی۔ وہ ایک مرتبہ پھر زہر، زہر ہو گیا۔

"تو تمہیں یہ ڈیل نامنظور ہے؟" اس کی آنکھوں میں کروٹیں لیتا تنفر چھلکنے لگا۔ اسما نے بھنچے لبوں کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا۔

"جس طرح اتنے لوگوں کے ہمراہ بذاتِ خود آپ مجھے دلہن بنا کر یہاں لائے ہیں۔ اس طرح اپنے ہاتھوں سے جنازہ اٹھا کر قبرستان بھی لے کر جانا..... اس سے پہلے کی مدت تک میں یہیں ہوں..... یہاں سے جانے والی نہیں..... ہمارے ماں باپ یہی کچھ گھٹی میں پلا کر پھر ڈولی میں بٹھا کر بھیجتے ہیں۔" اسما کے مضبوط مگر چبھتے ہوئے جواب نے ہادی کا دماغ بھک سے اڑا دیا تھا۔

اسے اب اندازہ ہوا تھا پڑھی لکھی بیوی کی قابلیت کا..... جو مقرر، مبصر اور مفسر سب کچھ تھی۔ جس کے پاس دلائل بھی تھے، جواز بھی تھے، الفاظ بھی تھے۔ منہ میں زبان بھی تھی۔ اور اپنے حق میں بولنا بھی آتا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

تھا۔ ہادی کو اب احساس ہوا تھا۔ وہ اسے ٹیز کر کے ڈی گریڈ کر کے مینٹلی ٹارچر کر کے نہ دبا سکتا تھا نہ اس گھر سے نکال سکتا تھا۔ نہ اس کی زبان کو روک سکتا تھا۔ یعنی وہ بہت برا پھنسا تھا۔ اس کے خیال میں اس شاطر اور چلتر لڑکی نے اسے بڑی منصوبہ سازی کے ساتھ پھنسایا تھا۔ اس نے اسارا جیسی معصوم، بے کس اور لاچار لڑکی کو راستے سے ہٹایا تھا۔ وہی اسارا جس کی موہنی صورت اس کا چین، سکون لوٹ کر لے گئی تھی۔ جو اس کے سامنے ہمیشہ اسی ہی رہی..... شاید اس کا نام اسارا ہی تھا۔ اس نے کبھی اپنا پورا نام نہیں بتایا۔ ہادی نے خود ہی اسی سے فرض کر لیا اسا..... حالانکہ وہ اسا نہیں تھی۔ وہ دراصل اسارا تھی۔ خلیل انکل کی بیٹی..... اس کا دل اسی کو کھو دینے کے کرب سے لبالب بھر گیا۔ اسی کی باتیں، اس کا نم لہجہ، اس کے الفاظ اس کی محرومیاں..... ہادی کو اب احساس ہو رہا تھا۔ اس کی ڈھکی چھپی باتوں میں کیسے اندیشے تھے۔ کاش وہ اسے کھل کر اپنے حالات بتا دیتی، تب یہ سب کچھ نہ ہوتا..... نہ اسا کا منصوبہ کامیاب ہوتا اور نہ ہادی کی زندگی برباد ہوتی..... جب ہادی نے اس نہج پر سوچا تو اسے اسی (اسا) پوری بے گناہ نظر آئی تھی۔ سارا جرم اسا کا دکھائی دے رہا تھا۔ جس نے اسی کا پتا کاٹ کر اپنے لیے راہیں ہموار کر لی تھیں۔

اس کے کانوں میں ابھی تک اسی کا نم، نم لہجہ اور نم، نم آواز گونج رہی تھی۔

"محبت میں اُڑ سکنے کی خواہش اور نہ اُڑ سکنے کے بے بسی عزت دار لڑکیوں کو تمام عمر رلاتی ہے۔" اس کی ان باتوں کا کیا مفہوم تھا؟ وہ کس بے بسی اور لاچاری کی بات کرتی تھی۔ اس کے لہجے کا شوخ پن دھیرے، دھیرے کیوں ختم ہو رہا تھا؟ جس ترنگ میں وہ بات کیا کرتی تھی اس ترنگ کو آزردگی کی چاٹ کیوں لگ گئی تھی؟ ہادی اندر تک بے چین ہو گیا تھا۔

اسی کے اندیشے غلط نہیں تھے۔ کوئی تو تھا جو اس کی خوشیوں پر گھات لگا کر بیٹھا تھا جو اس کے سامنے موجود تھا۔ تن کر پورے کروفر سے کھڑا..... اسی طرح یہ (اسا) اسی کو اپنے کروفر سے پچھاڑ کر یہاں موجود تھی۔ ہادی کے سامنے اپنے ازلی اعتماد سے کھڑی..... اور ہادی اس کی اصلیت جان چکا تھا۔ اس پر اسا کی چالاکی، مکاری اور عیاری کھل گئی تھی۔ اسے اسی کی ایک، ایک بات یاد آ گئی۔ جب دماغ ٹھکانے پر آیا اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں بیدار ہوئیں تو اسے ساری صورتِ حال اور اسا کی مکارانہ چال کا پتا چل گیا اور اسی حساب سے اس کا غم و غصہ اور اشتعال بڑھ گیا تھا۔

"تم بہت بڑی چال باز عورت ہو۔ میں تمہاری سازش کو جان گیا ہوں۔ تمہارا منصوبہ کھل گیا ہے۔ تم اپنے مکروہ عزائم میں کبھی کامیاب نہیں ہو گی..... میں تمہیں کبھی نہیں اپناؤں گا۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔" ہادی نفرت و حقارت کی آخری حد پر کھڑا چلایا تھا۔ اسا کے دل میں اس کا ایک، ایک لفظ تیر کی طرح پیوست ہو گیا۔

"آپ مجھے بالکل نہ اپنائیں مگر اس طرح گھر کو چھوڑ کے مت جائیں، اپنے والدین کو دکھ مت دیں، اپنے بہن بھائیوں کے لیے تکلیف کا باعث نہ بنیں۔" اسا بہ مشکل اپنے بھرائے لہجے پر قابو پا سکی۔ ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کہ اپنے اوپر چڑھایا مضبوطی کا خول اتار پھینکے..... اور دہاڑیں مار، مار کر اپنی کھوٹی قسمت پر بین کرے۔

"جہاں تک واپسی کا خیال ہے تو ہمارے معاشرے میں ایک شادی شدہ لڑکی کا واپس اپنے میکے جانے کا سفر محال ہو جاتا ہے، دشوار ہو جاتا ہے۔ میں واپس نہیں جا سکتی..... اسی گھر کے ایک کونے میں پڑی رہوں گی مگر اپنے بیمار باپ کو تکلیف نہیں دوں گی۔"

"آئی ڈونٹ کیئر..... تم جہنم میں جاؤ..... اس گھر میں رہو یا زہر کھا کے مر جاؤ..... بس مجھے دکھائی مت دو..... میں سب کچھ معاف کر سکتا ہوں..... درگزر کر سکتا ہوں..... لیکن دھوکے، فراڈ، مکاری اور سازش کو نہیں..... تم نے میرے ساتھ ہی نہیں..... اس معصوم کے ساتھ بھی فراڈ کیا ہے..... میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا..... نہ تمہاری صورت

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دیکھوں گا..... اسی لیے یہ گھر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ تم جہنم میں جاؤ..... میری بلا سے مجھے تم سے نفرت ہے۔'' وہ زہر پھونکتا بیگ کاندھے پر ڈال کر نکل گیا۔ اسما کے سارے الفاظ لبوں پر دم توڑ گئے۔ وہ لب بھینچے ہادی کو خود سے لمحہ بہ لمحہ دور ہوتا دیکھ رہی تھی۔ وہ باہر نکل گیا تو اسما نے ہتھیلی میں دبا آئی ڈی کارڈ سامنے کیا..... ہادی کا نام اور تفصیل درج تھی۔ اس کی آنکھوں میں دھند بڑھتی رہی..... کیا وہ ہادی کو عمر بھر کے لیے کھو چکی تھی۔

☆☆☆

وہ تن فن کرتا گیلری میں سے گزر رہا تھا۔ اسما سے تکرار اور دو بدو گفتگو کے بعد اس کا دماغ ابلتے پانی کی طرح کھول اٹھا تھا، اسی لیے وہ ساری احتیاط بالائے طاق رکھ کر آندھی و طوفان کی طرح جانے لگا۔ معاً پھولن دیوی کی نگاہ ہادی پر پڑی تو وہ اونچی آواز میں اپنا بھونپو آن کر کے چیخ پڑی۔

''ہادی پائی جان! کہاں جا رہے ہیں؟ اُدھر آپ کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے؟ عزہ بھابی اور صائم پائی جان سارے جگ میں آپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ تلاش گمشدہ کا اشتہار لگوانا باقی رہ گیا۔ اور تو ساری کسر نکل گئی۔ وہ پورے گھر میں آپ کی گمشدگی کا طوفان کھڑا کیے بدحواس تھے۔ اماں جی نے سنا تو دل پکڑ لیا..... یہاں لینے کے دینے پڑے ہیں۔ آپ کے گواچنے کا غم بھول کر سب کو اماں جی کی جان کے لالے پڑ گئے..... اور آپ کا دل تو مانو اخروٹ سے بھی سخت ہے۔ کیسے اماں جی کو بستر مرگ پر ڈال کر بیگ کندھے پر ڈالے چوروں کی طرح گھر سے بھاگ رہے ہیں جی..... آپ کو احساس تک نہیں..... اپنی نوی نکور دلہن کو چھوڑ کر یا ان کو بھی ساتھ لے جانا ہے؟''

پھولن دیوی اپنے پکے لہوری اسٹائل میں بڑے، بڑے آملے جتنے ڈیلے نکال کر بڑی دلچسپی کے ساتھ تقریر جھاڑ رہی تھی اور ہادی کا دماغ بھک سے اڑ گیا..... پھولن دیوی نے اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا تھا۔ وہ اس بات پر غصہ کیے بغیر اس کی ساری بکواس کا منہ توڑ جواب دیتا بھول کر اپنی ماں کے لیے بے قرار ہو گیا..... اس کا بیگ بازو سے گر پڑا۔ پھر اس نے بیگ اٹھایا اور بھاگتا ہوا اماں کے کمرے میں آ گیا۔ وہاں پر پورا گھر جمع تھا۔ صائم، فدا، زری، عزہ اور مہمان بھی..... سب کے سب اسے شکایتی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ جیسے اماں کی اس حالت کا ذمے دار صرف اور صرف ہادی تھا۔

اور اس پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔

وہ بے قرار سا اماں کی طرف بڑھا اور زار و قطار روتی اماں سے لپٹ گیا۔ وہ اسے گھر میں موجود دیکھ کر تسلی ہو جانے کے بعد بھی زار، زار رو رہی تھیں..... ان کا دل قابو میں نہیں آ رہا تھا۔ اور ہادی کو اماں کے آنسو پونچھنا اور چپ کروانا محال تھا۔ وہ خود بھی ضبط نہ کر سکا اور اس کا بھرا دل پھٹ پڑا۔

فدا نے ان دونوں کو تنہائی فراہم کرنے کے لیے سب کو کمرے سے جانے کا اشارہ کر دیا تھا۔ ویسے بھی مہمانوں کے سامنے وہ لوگ نہیں چاہتے تھے کہ ہادی کچھ الٹا سیدھا بول دے۔ اس لیے سب ہی بہانے سے نکل گئے۔ اماں اور بابا کے ساتھ ہادی اکیلا رہ گیا تھا۔ وہ اپنی ماں کے آنسو پونچھتا بڑا بے بس تھا۔ اس کے آنسو ایک تواتر سے گرنے لگے۔ اس کی ماں اس کے چلے جانے کا اتنا صدمہ محض سن کر نہ سہہ پائی تھیں اگر وہ سچ مچ چلا جاتا تو اماں کے دل پر کیا گزرتی۔ وہ اماں اور بابا کا بہت لاڈلا تھا۔ وہ ان کے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے دونوں بھائی اپنی، اپنی بیویوں کے ہمراہ پردیس میں تھے۔ یعنی گھر سے دور..... اماں اور بابا سے دور.....

شادی کے اگلے ہی دن ولیمے سے پہلے ان کے گھر یہ سب کیا ہو رہا تھا۔ گھر والے تو گھر والے..... گھر کے نوکر اور باہر سے آئے مہمان بھی کچھ نہ کچھ بھانپنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس مشکل صورتِ حال کو آخر کون قابو کرتا؟ ہادی..... یا اس کے اماں، بابا..... یا پھر اسما خود..... یہ سب جاننے کے لیے پڑھیے چوتھا حصہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Downloaded From
Paksociety.com

منی ناول

دیار صبح کے اجالوں میں

نایاب جیلانی

چوتھا حصہ

اماں اور بابا نے اپنے دونوں بڑے بیٹوں کو کبھی روکا نہیں تھا۔ نہ وہ ان کی ترقی اور کامیابی کی راہ میں رکاوٹ بننا چاہتے تھے لیکن جب بھی وہ دونوں چند دن چھٹیاں گزار کر واپس اپنے ٹھکانوں پر اڑنے کے لیے پر تولتے اماں چپکے، چپکے آنسو بہانے لگتی تھیں۔ فدا کی بیٹی میں ان کی جان تھی لیکن وہ دونوں زبردستی انہیں کبھی نہیں روکتے تھے۔

نہ اماں، بہوؤں کو زبردستی اپنے ساتھ باندھنے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے حق میں تھیں کہ اسی بہانے ان کے بیٹے چھ، چھ مہینے بعد نہ سہی..... ایک، ایک مہینے بعد چکر لگا لیتے..... وہ اپنی تنہائی کے لالچ میں بہوؤں کا دل کیوں مارتیں؟ وہ تو خود چاہتی تھیں ان کے بیٹے اور بہویں ایک ساتھ خوش اور آباد نظر آئیں۔ چاہے جہاں بھی رہیں۔

لیکن جب، جب فدا اور صائم واپس جاتے تھے۔ گھر میں تنہائی اور اداسی گھیرا ڈال دیتی..... پورا گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا..... کشف اور فلک اپنے گھر کی تھیں۔ کبھی کبھار چکر لگاتیں..... اماں کے پاس پھولن دیوی ہوتی تھی۔

تب ہی ہادی نے دل میں پکا فیصلہ کیا تھا۔ وہ کبھی لو میرج نہیں کرے گا..... اور نہ ہی فدا، صائم کی طرح بیوی کو گلے کا ہار بنا کر رکھے گا۔ اور نہ ہی اماں بابا کو چھوڑ کر کہیں جائے گا۔ اس کا کاروبار میں دل نہیں لگتا تھا۔ وہ بھی جاب کی خواہش رکھتا تھا۔ لیکن جاب کے لیے دوسرے شہر جانا پڑتا۔ اماں بابا سے دور رہنا پڑتا۔ اس نے اپنا من مار لیا تھا اور بابا کی سٹرس فیکٹری میں خود کو مصروف کر لیا۔

''جب بابا نے اس سے شادی کے بارے میں بات کی تب اس کے ذہن میں کسی کا خیال نہیں تھا۔ اس نے فرمانبرداری سے ان کی پسند پر سر جھکا دیا۔ اس امید کے ساتھ کہ بابا کبھی اس کے لیے غلط فیصلہ نہیں کریں گے۔ رشتہ پکا ہونے کے بعد بھی اس کے دل میں اسما کا خیال نہیں آیا تھا لیکن کچھ ہی عرصے کے بعد اس کی ارینج ہونے والی شادی میں لو میرج کا جادو چڑھ گیا۔

لیکن تب ہوا کیا تھا۔

وہ کچھ عرصے پہلے والے واقعات پر نظر دوڑانا چاہتا ہی تھا جب بابا اور اماں نے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ وہ اماں کے آنسو پونچھتا خود بھی گلوگیر ہو گیا۔

''ہادی! تو ہمیں چھوڑ کر جا رہا تھا۔ اپنا وعدہ بھلا کر..... تو نے کہا تھا، ہمیں کبھی چھوڑ کر نہیں جائے گا۔'' اماں نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا تو ہادی کے آنسو چھلک پڑے۔

''میں کب آپ کو چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں اماں! لیکن حالات مجھے اس موڑ پر لے آئے ہیں۔ میرا یہاں سے چلے جانا مناسب ہے۔ ورنہ میرا دل پھٹ جائے گا۔ میرا دم گھٹ جائے گا۔ اماں! میں اس ماحول میں اس لڑکی کے ہوتے ہوئے یہاں نہیں رہ سکتا۔'' وہ بے بسی کے احساس تلے دب کر کراہا تھا۔ اماں کے دل پر آرے سے چل پڑے اُن کی بھیگی آنکھیں جھر جھر بہنے لگیں۔

''ہادی، تجھے کیا ہو گیا ہے؟ میرے بچے..... تو ایسا تو نہیں تھا۔''

''مجھے آپ سب نے ایسا کر دیا ہے۔ میں اس لڑکی کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔'' ہادی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے زہر بھرے لہجے میں کہا۔ ''سمجھ لیں، مجھے پسند نہیں آئی۔ میرا اس سے دل نہیں ملتا۔''

''وہ لڑکی تمہارے بابا کی پسند ہے۔ تمہی نے کہا تھا ہادی! اپنے بابا کی پسند پہ اپنی پسند تک قربان کر دو گے پھر اب وہ دعویٰ کہاں گیا۔ فرض کرو تمہیں وہ لڑکی پسند نہیں آئی۔ لیکن تمہیں اپنے بابا کی عزت کا پاس رکھنا ہوگا۔'' اماں نے اس کے ہاتھ تھام کر کچھ عرصہ پہلے کی کہی بات یاد دلائی تو وہ بھربھری ریت کی طرح ڈھے گیا۔

''تم نے اس کے ساتھ وقت کتنا گزارا ہے؟ اگر ساتھ رہو گے، اسے جانو گے تو دل بھی مل جائیں گے۔ ستارے بھی مل جائیں گے۔'' بابا کو ان ماں بیٹے کی گفتگو میں مداخلت کرنا پڑی تھی۔

''بابا! وہ لڑکی ٹھیک نہیں۔'' اس نے لب بھینچ کر اذیت سے کہا تھا۔ وہ کیسے اسما کی ''چالوں'' کا انہیں بتاتا؟ جو کچھ وہ جانتا تھا بابا اس سے بے خبر تھے۔ وہ کس مصیبت میں پھنس چکا تھا۔ بابا کو کچھ بتا بھی نہیں سکتا؟ آخر کیسے بہت ساری گزری باتوں سے پردہ اٹھاتا۔ آخر کیسے اس سے راہ و رسم اور محبت کا قصہ سناتا؟

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اس میں کیا خرابی ہے؟ کیا اس کا کردار برا ہے؟ ان پڑھ ہے؟ لولی لنگڑی ہے؟" بابا کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔ ہادی کو ہونٹ کاٹتے ہوئے نفی میں سر ہلانا پڑا۔ تب ہی بابا کچھ دھیمے پڑے تھے۔

"میں نے یہ کب کہا۔"

"تو پھر.....؟" انہوں نے گہرے اضطراب کو اندر دباتے ہوئے پوچھا۔ رات بھر سے ہادی نے انہیں "چکرا" دیا تھا۔ وہ اسما کی اسی بری طرح سے نفی کر رہا تھا۔ جیسے اس کے سان وگمان میں نہیں تھا کہ اسما ہی اس کی سیج سجا کر بیٹھی ہوگی۔ ہادی کے انداز، رویے اضطراب اور حالات سے لگ رہا تھا وہ اسما کی جگہ کسی اور لڑکی کی توقع کر رہا تھا۔ آخر کون لڑکی؟ جیسے اسما کو دیکھ کر ہادی کو شدید دھچکا پہنچا تھا۔

وہ اس کے خوابوں، خیالوں اور سپنوں میں بسنے والی اسما نہیں تھی۔

"تو پھر وہ لڑکی کون تھی؟ جس کی ہادی کو "توقع" تھی۔

"ہادی! تم کہیں نہیں جاؤ گے..... میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی اگر تم یہاں سے، اپنے گھر سے نکل گئے..... تو دیکھنا، میرا مرا ہوا منہ بھی نصیب نہ ہوگا۔ جہاں تک اسما کی بات ہے تو تجھے اچھی لگے یا بری..... وہ ہمارے گھر کی عزت ہے، ہماری آبرو ہے..... اسے بیٹی اور بہو بنا کر لائے ہیں..... وہ ہمارے ساتھ رہے گی۔ عزت اور مان کے ساتھ..... اور تجھے بھی اسے قبول کرنا ہوگا..... یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ اگر منظور نہیں تو جاؤ، تمہارے لیے راہیں کھلی ہیں۔ اپنی من پسند زندگی گزارو اور جس سے مرضی شادی کرو..... لیکن ہمیشہ کے لیے ہمیں بھول جانا۔" اماں نے اپنا سینہ مسلتے ہوئے جھر جھر بہتی آنکھوں کو پونچھا..... اِدھر ہادی پہ ساتوں آسمان آ گرے..... وہ ہکا بکا اماں کی صورت دیکھتا رہ گیا..... یہ سب کیا تھا؟ اماں کیا کہہ رہی تھیں؟ وہ ان سے دور چلا جاتا؟ کہاں..... کدھر؟ اس کا دل بھر آیا۔ بابا نے لوہا گرم دیکھا تو مزید چوٹ لگاتے ہوئے گلوگیر آواز میں بولے۔

"اس سے بہتر تھا میں ہادی کو فدا اور صائم کی طرح کھلی چھوٹ دے دیتا۔ میری طرف سے کوئی پابندی بھی نہیں تھی۔ یہ چاہتا تو انکار کر دیتا..... صائم اور فدا کی طرح اپنی پسند سے شادی کرتا۔ آج ہمیں اتنا ذلیل وخوار تو نہ ہونا پڑتا..... مجھے اپنے دوست خلیل کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑتا۔ آج ہادی ہمیں اس عدالت میں کھڑا نہ کرتا..... ہمیں یہ نہ کہتا۔ "میری زندگی برباد کر دی ہے"۔ میں اپنی معصوم بچی کا بھی مجرم ہوں۔ اپنے دوست کا بھی مجرم ہوں۔"

اسے اماں اور بابا کے آنسو اور لفظوں نے بے بس کر کے مجبوس کر لیا تھا۔ وہ جکڑا گیا تھا۔ پابندِ سلاسل ہوا تھا۔ قید میں آ گیا تھا۔ اس کا سارا اشتعال، تنفر، زہر، آگ ایک بے بسی نما ضبط کے گھیرے میں آ گرے تھے۔ بابا کا ایک ہی پھندا اسے منہ کے بل گرانے کے لیے کافی تھا۔

"میں اسے صائم اور فدا کی طرح من مانی کرنے دیتا..... پھر یہ ہمیں اپنی زندگی برباد ہونے کا طعنہ نہ دیتا۔"

اس کے بعد سننے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا۔ اس کا سر جھک گیا تھا۔ ہاں کہنے کے لیے کچھ ضرور تھا... اس نے سر اٹھا کر کہا۔ "آپ پنڈال میں چلیں۔ میں تیار ہو کر آتا ہوں۔" وہ بغیر ان کے پُرمسرت اور حیرت واستعجاب سے کھلے منہ کو دیکھے الٹے قدموں پلٹ گیا تھا۔ اماں اور بابا جیسے مارے خوشی و مسرت کے لمحہ بھر کے لیے بھونچکے رہ گئے تھے۔

انہیں گمان نہیں، یقین تھا۔ الراس نے ایک لمحے کے لیے سر جھکایا تھا تو سر کے ساتھ انا کو بھی جھکایا تھا۔ ضد کو بھی جھکایا تھا۔ اشتعال، غصے اور تنفر کو بھی جھکایا تھا۔ حتیٰ کہ اپنے دل کو بھی جھکایا تھا۔

☆☆☆

کوئٹہ میں یہ رات انتہائی سرد مگر برقی قمقموں سے بھی روشن تھی۔ ستاروں سے بھرا آسمان سایہ فگن تھا۔ اور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پنڈال میں رنگ و نور کا سیلاب اترا ہوا تھا۔ انتہائی خوب صورت اور بے فکرے چہرے، ہنستے کھلکھلاتے، بابا نے شہر بھر کی ساری کریم اکٹھی کر رکھی تھی اور اتنی خواتین اور لڑکیاں تھیں جیسے پورے کا پورا شہر یہاں جمع ہو۔

بارات کے ساتھ اگرچہ رواج کے مطابق بس چند ایک بزرگ خواتین تھیں جن میں ہادی کی اماں بیماری کے باعث جا نہیں سکی تھیں۔ لیکن ولیمے میں ہر طرف لڑکیوں کے جھنڈ ہی جھنڈ دکھائی دے رہے تھے۔

اور اس پورے ہجوم میں اسما کے صرف دو ہی قریبی رشتے موجود تھے۔ بابا اور عاشر..... باقی لوگ کہاں تھے؟ اور کیوں نہیں آئے تھے؟

جیسے ہی اسے موقع ملا اس نے عاشر کو اسٹیج پر بلا لیا تھا۔ وہ جو مارے باندھے کھڑے ہادی سے زبردستی ہم کلام تھا جلدی سے اوپر آ گیا۔

''ماموں تو چلو اپاہج ہیں..... اتنا سفر نہیں کر سکتے..... مامی اور امی کہاں ہیں؟'' اس نے چھوٹتے ہی پوچھا تھا۔ اس کا دل مچل رہا تھا ان دونوں سے ملنے کو..... گو کہ مامی کا مزاج کچھ تیکھا تھا پھر بھی اسما کو ان سے بڑا پیار تھا۔ ان کی ساری ناپسندیدہ عادتوں کے باوجود..... اور امی میں تو جان بند تھی..... اس کی لاڈلی' پیاری بہنوں سے بڑھ کر عزیز کزن..... ہونے والی بھابی کتنے ہی رشتے امی سے بنتے تھے..... کزن، بہن، دوست، بھابی.....

''مامی کی اماں کا ''دم آخر'' چل رہا ہے۔ ان کا جانا تو بنتا تھا۔ جاتے، جاتے اپنے گناہ معاف کروانے تھے مامی نے..... آخر نانی کو ستایا بھی تو بہت تھا ہوگا مامی نے۔ یہ امی کا جانا ابھی تک سمجھ نہیں آ رہا ہے۔ نانی کی ''ہڑک'' اچانک بیدار ہوگئی۔ میں نے اتنا کہا بھی کہ ایک دن کی بات ہے۔ آج ولیمہ نمٹ جائے تو چلی جانا..... مگر نہ جی..... وہ امی ہی کیا جو کسی کی بات سن لے..... مامی کے ساتھ اڑ نچھو ہوگئی..... ماموں تو آ نہیں سکتے..... دعاؤں کے تحفے بھی بھجوائے ہیں..... اور ہاں یاد آیا..... گلناز کا بڑا دل مچل رہا تھا یہاں آنے کے لیے..... امی یا مامی ہوتیں ساتھ تو اس آٹے کی بوری کو گاڑی میں دھر لیتے..... لیکن ہم دو اکیلے مردوں کے ساتھ آنا اس کا مناسب نہیں تھا.....'' عاشر نے اپنے ہی اسٹائل میں تفصیل بتائی تو اسما کا دل بجھ گیا۔ پھر نانی کے خیال سے وہ چپ کر گئی تھی۔ مامی کے لاکھ اختلافات تھے اپنے میکے والوں سے تاہم امی کو نانی سے بڑا پیار تھا۔ ہر چھٹیوں میں وہ ساہیوال پہنچی ہوتی تھی اور گلناز کے نام پر اسما کا واضح طور پر رنگ بدل گیا تھا۔ اس کے دل میں تشنگی کی لہر اٹھی تھی۔

''تم نے اچھا کیا گلناز کو یہاں نہیں لائے۔'' عاشر اس کی بڑبڑاہٹ سن نہیں سکا تھا۔ تاہم اس نے اپنی بڑبڑاہٹ اسما کو ضرور سنائی تھی۔

''یہ ہادی بہت ''سڑیل'' لگتا ہے۔ اپنا ولیمہ ایسے اٹینڈ کر رہا ہے جیسے کوئی گن پوائنٹ پہ اسے لایا ہو.....'' عاشر کے بے لاگ تبصرے پر اسما کا دماغ گلناز سے ہٹ کر ہادی پہ اٹک گیا۔ واقعی عاشر ٹھیک کہہ رہا تھا۔ ہادی مبارک بھی ایسے وصول کر رہا تھا جیسے دوسروں پر احسان کر رہا ہو..... حد تھی نخرے بازی کی۔

''تمہارے ساتھ تو ٹھیک ہے مسٹر اکڑو خان؟ پہلے تو ایسے نہیں تھا۔ خاصا خوش اخلاق اور مخولیا تھا۔'' عاشر، ہادی پہ نگاہ جما کر اسما کے کان میں گھسا..... اس کے دل میں کچھ اندیشے بھی گھر رہے تھے۔

اسما کا دل بری طرح سے گھبرا گیا۔ اس نے اثبات میں سر ہلا کر عاشر کی تسلی کرانی چاہی تھی۔

جانے اسے یقین آیا تھا یا نہیں۔

تاہم تنہائی پاتے ہی جب جمگھٹا کم ہوا، رش چھٹا تو عاشر ایک مرتبہ پھر اس کے قریب بیٹھ گیا پھر اس نے اسما کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ایک چاہت، مان اور محبت بھرا احساس بخشتے ہوئے۔

''میں تمہارا بھائی ہی نہیں، بہن بھی ہوں، سہیلی بھی ہوں مجھ سے کچھ مت چھپانا..... ہر بات شیئر کر لینا۔ ہادی سے لڑائی ہو تو رونے کے لیے میرا کندھا حاضر ہے۔ اپنے گھر اور شوہر کی باتیں خود تک محدود

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رکھنا۔ امی یا گلناز کو شریک مت کرنا۔ جو ''راز'' تمہارا بھائی سنبھال سکتا ہے کوئی اور نہیں...... صد شکر کہ مامی نہیں آئیں ورنہ تمہاری اتری ہوئی صورت کا افسانہ بنا لیتیں۔ آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔ ہادی تھوڑا ''میں'' والا لگتا ہے لیکن مجھے امید ہے تمہیں خوش رکھے گا۔ نئی جگہ پر دھیرے، دھیرے ایڈجسٹ ہوتے ہیں، مجھے لگتا ہے تم اچانک بھرے پُرے گھر میں آ کر گھبرا گئی ہو۔ لیکن دیکھنا سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہادی کی پوری فیملی بہت نائس ہے۔'' عاشر نے جس مان اور محبت سے اسے سمجھایا تھا اسما کا دل بھر آیا۔ وہ جان گئی تھی کہ ہادی کا اکھڑا رویہ عاشر کے دل میں خدشات جگا رہا تھا...... لیکن عاشر، اسما کے سامنے ذکر کر کے اس کا دل برا کرنا نہیں چاہتا تھا۔

جب عاشر نے اس کا سر اپنے کندھے سے لگایا تو اسما کے آنسو خود بخود گرنے لگے۔ ضبط کے ٹانکے اُدھڑنے لگے۔

''بہنیں اپنے شوہروں کے ساتھ آباد ہوں تو بھائی تن کر زمین پر چلتے ہیں...... اگر برباد ہوں تو بھائیوں کے شانے ڈھلکتے ہیں۔ میں تمہیں سر جھکائے نہیں دیکھ سکتی عاشر! اس لیے جو میرے دل کے راز ہیں، وہ راز ہی رہیں گے۔ امی، گلناز یا تم تک نہیں جائیں گے۔ مجھے اپنوں کا مان رکھنا آتا ہے۔ مجھے عزتِ نفس کو سرنگوں کر کے اعتماد سے چلنا آتا ہے۔ مجھے ہادی کے ہر رویّے اور نفرت کے ہر احساس کے ساتھ جینا آتا ہے۔'' اس کا دل بری طرح سے کرلا رہا تھا۔ اندر دل کی نگری میں صفِ ماتم بچھی تھی اور اسما بظاہر مسکرا، مسکرا کر اپنے باپ اور بھائی کو رخصت کر رہی تھی۔ آج کے بعد اپنی شخصیت پر ایک اور خول بھی چڑھانا تھا۔ خود پر ایک اور رنگ بھی لانا تھا...... شاید منافقت کا رنگ......

☆☆☆

یہاں کے رواج کے مکلاوے کی رسم نہیں تھی۔ سو اسما کو پنڈی نہ جانے کا اچھا بہانہ میسر آ گیا تھا۔ پنڈی جاتی تو لازمی طور پر گلناز کا سامنا کرنا پڑتا۔ اور وہ گلناز کی صورت مر کر بھی دیکھنے کی روادار نہیں تھی۔

گھر سے بابا اور عاشر کے متواتر فون آتے اور وہ انہیں ڈھیر ساری مسکراہٹوں کے ساتھ مطمئن کر دیتی۔ چند ہی دنوں میں وہ اس گھر کے سب مکینوں میں گھل مل گئی تھی۔

اس کے اخلاق، ذہانت، مروت اور میٹھی طبیعت نے پورے گھرانے کو اس کا گرویدہ کر لیا تھا۔

عزہ اور زری کی خواہش تھی ان کے یہاں ہوتے ہی اسما کا کھیر میں ہاتھ ڈلوایا جائے تا کہ وہ بھی اس رسم کو انجوائے کر سکیں۔ اسما کو تو کوئی اعتراض نہیں تھا۔ وہ تو فارغ رہ، رہ کر بور ہو چکی تھی۔

یوں اماں کے نہ، نہ کرنے اور اتنی جلدی اسما کو

سول ایجنٹ برائے یو۔ اے۔ ای
WELCOME BOOK SHOP
ویلکم بک شاپ
سسپنس، سرگزشت، پاکیزہ، جاسوسی
پی او بکس: 27869 کرامہ، دبئی
فون: 04-3961016 فیکس: 04-3961015
موبائل: 052-9695984
ای میل: welbooks@emirates.net.ae

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کچن میں بھجوانے پر اعتراض کے باوجود اسما نے اماں کو منالیا اور پہلی مرتبہ گھیر کے ساتھ، ساتھ بڑی پُرتکلف دعوت کا اہتمام بھی کرڈالا۔

زعفرانی بریانی، ویجی ٹیبل فرائز، کدو کا رائتہ، چائنیز رول، کباب اور قورمہ..... فدا اور صائم سمیت گھر کے سب افراد دسترخوان پر ایسے جمع ہوئے جیسے عید کے دن اکٹھے ہوتے تھے۔ بہت عرصے بعد گھر سے اٹھتی اشتہا انگیز خوشبوؤں کی مہک ان سب کو کونوں کھدروں سے نکال کر دسترخوان پر لے آئی تھی۔

اور صائم پلیٹ میں چمچہ بجا بجا کر بڑی بے صبری سے اعلان کررہا تھا۔

''ہم افریقہ کے قحط زدگان لگ رہے ہیں، ہمارے معدوں پر رحم کیا جائے۔''

''تم تو یوں ظاہر کررہے ہو جیسے سالوں سے بھوکے ہو اور زندگی میں پہلی مرتبہ تمہیں کھانا مل رہا ہے۔'' عزہ نے لفظ چبا، چبا کر کہا۔

''گھر میں پکا انتہائی لذیذ کھانا پہلی مرتبہ مل رہا ہے سالوں بعد۔'' وہ بھی تو صائم تھا، دو بدو جواب دینے والا۔

''کیا پہلے گھاس کھاتے تھے؟'' عزہ نے خفگی سے پوچھا۔

''گھاس سے بھی نچلے درجے کی۔'' صائم نے مسکرا کر جتایا۔ عزہ چڑ کر رہ گئی تھی۔

''میرا بھیجا مت کھاؤ۔'' اس نے وارننگ دی۔

''تمہارا بھیجا کوئی کھانے والی چیز ہے؟'' صائم نے صاف مذاق اڑایا تھا۔

''ہر وقت چونچیں مت لڑایا کرو..... فٹافٹ آجاؤ بس.....'' زری اور پھولن دیوی نے نفاست سے کھانا چن دیا تھا۔

''ہادی ابھی تک نہیں آیا؟'' اماں نے تخت پر بیٹھے، بیٹھے پوچھا۔

''نہیں، وہ آج کل قائداعظم کا قول نبھا رہا ہے۔'' فدا نے جواب دیا۔ وہ قورمے سے خوب انصاف کررہا تھا۔ ساتھ، ساتھ اسما کی تعریفیں بھی جاری تھیں۔ صائم بریانی پر ہاتھ صاف کررہا تھا۔ اسما مسکراتے ہوئے اماں کو تخت پر کھانا دینے لگی۔ انہوں نے کھانے کی خوشبو اور رنگت سے اندازہ لگا کر اس کی بے ساختہ تعریف کی تھی۔ پھر فدا کی بات پر یک دم چونکی بھی تھیں۔

''کون سا قول.....؟'' ان کی آنکھوں میں حیرانی تھی۔

''وہی کام، کام اور صرف کام والا.....'' صائم نے ہنس کر وضاحت کی تو اماں کو اس کی فکر لگ گئی۔

''ابھی تک فیکٹری میں ہے؟ دیکھو وقت کیا ہوا؟'' ان کی نظریں گھڑیال پر جم گئی تھیں۔

''سیزن کے دن ہیں اماں! کام کا بہت لوڈ چل رہا ہے، مال کے ٹرک پر ٹرک آرہے ہیں، بابا بھی نہیں آتے ٹائم سے۔ بیٹے کے بجائے کبھی سرتاج کا بھی حال پوچھ لیا کریں..... ہادی کی فکر اب اسما کے سپرد کردیں..... وہی اس کے آنے جانے کا حساب رکھے۔ آپ کو اس کام سے بھی آج سے ریٹائر کردیا ہے۔ کیوں اسما! ٹھیک کہا ناں؟'' صائم نے اماں سے بات کرتے ہوئے اچانک اسے مخاطب کیا تو وہ گڑبڑا کر سر ہلا گئی۔

''اس کا پہننا اوڑھنا، کھانا، پینا تمہارے ذمے ہے۔ دیکھو کوتاہی.... نہیں ہونی چاہیے۔ شکایت ملی تو کلاس لوں گا تمہاری۔'' فدا نے بھی اسے بے ساختہ چھیڑا تھا۔ اسما کچھ خفیف سی ہوگئی تھی۔ اب وہ انہیں کیا بتاتی؟ اس نے تو اتنے دنوں سے ہادی کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی۔

ولیمے سے اگلی رات کو صائم اسے زبردستی کمرے میں چھوڑ گیا تھا۔ اس کے بعد سے ہادی رات کے دو پہر گزرنے کے بعد آتا تھا اور منہ اندھیرے چلا جاتا۔

جب وہ پہلی رات صائم کے زبردستی کرنے پر کمرے میں آیا تھا۔ تب بھی رات کے ایک بجے کا ٹائم تھا۔ اسما نیند میں گم تھی جب دستک کی آواز پر اٹھ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بیٹھی..... جلدی سے دوپٹا اوڑھ کر دروازہ کھولا تو سامنے صائم کھڑا تھا جو ہادی کو دھکیل کر اندر لایا..... دونوں بھائیوں میں شاید جھڑپ ہوئی تھی۔ ہادی کا منہ پھولا ہوا تھا، صائم نے اشارے سے اسما کو سمجھایا تھا۔

''قابو کرلو اسے، اب نہ بھاگنے دینا۔'' اسما اس کا اشارہ سمجھ گئی تھی لیکن اسے کیا بتاتی کہ اتنا بڑا جن اس کے قابو میں کہاں آئے گا۔

اس رات ہادی نے اسما کو واضح اور دوٹوک انداز میں جتا دیا تھا۔

''میری مجبوری کو میری ناکامی مت سمجھنا۔ میں اپنے والدین کے لیے مجبور ہوگیا ہوں..... لیکن نہ تو میں تمہیں معاف کروں گا، نہ میں تمہیں اپناؤں گا۔ میرے پاس دھوکے باز اور غاصب لوگوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں..... میں خود فیئر ہوں، فیئر لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔ تمہاری قسمت اچھی ہے، میرے والدین جیسے اچھے لوگ تمہاری پشت پناہی کررہے ہیں۔ ورنہ کوئی اور ہوتا تو تمہارا ٹھکانا کم از کم یہاں نہ ہوتا۔ تم ویسے تو بڑی بے رحم ہو مگر مجھ پر ایک رحم ضرور کرنا۔ جتنا ہوسکے کم سے کم مجھے اپنی صورت دکھانا۔ میرے سامنے مت آیا کرنا۔ تمہیں دیکھ کر مجھے اپنے ''نقصان'' یاد آجاتے ہیں۔''

اس پورے خلاصے میں اسے واضح تنبیہہ کی گئی تھی تاکہ وہ نہ تو ہادی کے معمولات میں مداخلت کرے نہ اس کی زندگی میں اپنی جگہ بنانے کی کوشش کرے..... تب سے لے کر اب تک وہ نہ صرف اپنے کمرے میں آرہا تھا بلکہ بستر پر بھی آرام سے قبضہ کرلیا تھا۔ ظاہر ہے ناراضی اسما سے تھی بستر سے تھوڑی تھی۔

اسما نے خود بخود اس کے لیے جگہ چھوڑ دی تھی۔ اور اپنا بستر کارپٹ پر منتقل کرلیا تھا۔ ہادی نے کسی بات کا نوٹس نہیں لیا۔ اس کی بلا سے وہ جہنم میں جاتی۔

وہ رات کو آتا اور صبح صادق سے پہلے نکل جاتا..... اسما ایسی صورتِ حال میں اس کا خیال کیسے رکھتی۔ لیکن آج نہ جانے کیا ہوا تھا۔ بابا، ہادی کو جلدی گھر لے آئے تھے۔ شاید کام ختم ہوگیا تھا۔ یوں لگ رہا تھا بابا، ہادی کو زبردستی لائے ہیں، اس کا انداز ہنوز اکھڑا، اکھڑا تھا۔

اس کی حیران صورت دیکھ کر عزہ نے کان میں سرگوشی کی تھی۔

''میں نے بابا سے کہا تھا۔ ہادی کو لے کر گھر آئیں۔ یہ جو حلق تک ٹھونس ٹھونس کر سب کھا رہے ہیں، ان سے زیادہ ہادی اس دعوت کا حق دار تھا۔ آخر اسے پتا چلنا چاہیے اتنا لذیذ کھانا اس کی بیوی نے بنایا ہے۔''

عزہ کی سرگوشی پر اسما کا دل بھر آیا۔ یہ سب لوگ چن، چن کر اسما کی خوبیاں ہادی کے سامنے بیان کرتے تھے تاکہ اس کا دل پسیج جائے اور وہ اسما کی خوبیوں کا معترف ہوجائے۔ ان سب کی کاوشیں اپنی جگہ لیکن اسما کو خیرات میں اِک نظرِ التفات کی طلب کبھی نہیں تھی۔ اس کے باوجود اس کا رواں، رواں کان بن جاتا تھا۔ وہ جتنی انا کی ناک بلند کرتی، ہادی کے کہے الفاظ اس کی زیست کا حاصل بنتے جارہے تھے۔ وہ بھی اندر ہی اندر چاہنے لگی تھی کہ ہادی اپنے بھائی فدا اور صائم کی طرح اپنی بیوی کو سب کی نگاہ میں معتبر کرے، اس کے ہونے کا احساس کرے، اسے اپنی چاہت اور الفت کے ساتھ، ساتھ عزت سے سرفراز کرے..... ایک

کاش

ایک دفعہ ایک انسان نے کوئل سے کہا۔ ''اگر تم کالی نہ ہوتیں تو کتنا اچھا ہوتا۔''

پھر سمندر سے کہا۔ ''اگر تو کھارا نہ ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا۔''

پھر گلاب سے کہا۔ ''اگر تجھ پر کانٹے نہ ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا۔''

تب تینوں نے کہا۔ ''اے انسان! اگر تجھ میں دوسروں کے عیب ڈھونڈنے کی عادت نہ ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔''

مرسلہ: یاسمین اسرار، کمالیہ، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مشرقی عورت ہونے کے ناتے اس کی خواہش بے جا نہیں تھی۔

اور اس صورتِ حال میں جب اسما، ہادی کو اپنا پہلا اور آخری جزیرہ مان چکی تھی۔ اپنی محبت، اپنے جذبے اور چاہت اس کے لیے وقف کر چکی تھی۔ وہ چاہتا تو پزیرائی بخش دیتا۔ چاہتا تو ٹھکرا دیتا..... اسما کو ہر حال میں اس کی خوشی قبول تھی۔ اس کا ساتھ قبول تھا۔ وہ اپنا تا یا نہ اپنا تا۔

اور اس وقت اسی ہادی کی حیرت سے بھری آواز اسما کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی تو وہ ہاتھ مسلتے ہوئے حال میں لوٹ آئی تھی۔ ہادی کمرے میں پھیلی اشتہا انگیز خوشبو کو محسوس کرتا۔ دسترخوان پر رکھے رنگا رنگ لوازمات کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ ایک وقت میں اتنی ڈشز اس گھر میں تب پکائی جاتی تھیں جب کوئی مہمان آتا تھا ورنہ عرصہ دراز سے اس گھر میں ایک ہی رواج چلا آرہا تھا۔ دوپہر کا سالن ہی رات میں چلتا..... اماں بیماری کے باعث کچن سے ریٹائر تھیں۔ بھابیوں کو دونوں بھائی لے اڑے تھے۔ ویسے بھی کچن میں ان کے ''کمالات'' دیکھ کر یہی دعا کی جاتی کہ ان کے عتاب سے اللہ معدوں کو محفوظ ہی رکھے۔

پھولن دیوی جیسا تیسا کچا پکا بنا دیتی، ہادی، اماں اور بابا صبر شکر کے ساتھ کھا لیتے تھے۔ اماں، بابا بازاری کھانوں سے پرہیز کرتے تھے اور ہادی بھی ان کی وجہ سے گھر کے کھانے کو اولیت دیتا۔ چاہے کچا پکا ہی کیوں نہ ہوتا۔ اسے بھی اماں، بابا کے ساتھ کھانے کی عادت تھی۔ سو وہ بازار کے کھانوں سے پرہیز کرتا تھا۔

اور اس وقت لوازمات سے بھرا دسترخوان اس کی بھوک بڑھا رہا تھا۔ کھانے کی اشتہا اور اس کے بھائیوں کی معدہ بھرنے کی رفتار بتاتی تھی کہ کھانا رنگت اور خوشبو کے ساتھ، ساتھ بہت لذیذ بھی ہے۔

''کوئی مہمان آیا تھا کیا؟'' وہ اماں کے اصرار پر ہاتھ منہ دھو کر سیدھا دسترخوان پر آیا۔ اس کا مخاطب صائم تھا..... لیکن جواب عزہ نے دیا۔

''تم کھانا کھاؤ..... پھر بتاتے ہیں۔'' اس نے شوہر کو آنکھ سے اشارہ کر کے کچھ بولنے سے روکا تھا۔

''کشف اور فلک چلی گئیں.....؟ ان کے سسرالی آئے تھے کیا؟''

''ہاں..... وہ چلی گئیں... تمہیں کون سا احساس ہے۔ تم نہ دن کو نظر آتے ہو نہ رات کو۔'' زری نے لگے ہاتھوں اس کی کلاس لینا چاہی۔ اسما جو ہادی کو دیکھ کر کچن میں چلی گئی تھی عزہ کے واپس گھسیٹ لانے پر اماں کے پاس تخت پر بیٹھ گئی۔ اس انداز میں کہ ہادی کی اس پر نگاہ نہ پڑ پاتی۔ اسما کی خواہش تھی وہ آرام سے کھانا کھا لیتا۔ اسے دیکھ کر اٹھ نہ جاتا مگر عزہ کو یہ بات کیسے سمجھائی جاتی۔ وہ اپنی مرضی چلاتی تھی۔

''یا تو دیوی جی کے ہاتھ میں لذت آگئی ہے یا پھر عزہ اور زری آج حیران کرنے پر تلی ہیں۔'' ہادی نے رغبت سے کھانا کھاتے ہوئے بے ساختہ چونک کر تعریف کی تھی۔

''ایک قیاس یہ بھی ہے کہ کسی ہوٹل سے خدمات حاصل نہ کی گئی ہوں۔'' ہادی نے مسکرا کر قورمے اور بریانی سے لطف اٹھایا تھا۔ اس کی خوشگوار آواز اسما کی سماعتوں کو اتنی بھلی لگ رہی تھی کہ اس کا دل چاہا..... ہادی بولتا رہے اور وہ سنتی رہے۔ بیچ میں کوئی اور آواز سنائی نہ دے۔ اس کا دل پسلیاں توڑ، توڑ کر باہر آرہا تھا۔

''اگر تمہارے سارے اندازے غلط ثابت ہوں تو کیا انعام دو گے؟'' صائم نے مسکرا کر مداخلت کی تھی۔

''میری طرف سے تمہارا سیکنڈ ہنی مون ٹکٹ فری۔'' ہادی اپنی جون میں لوٹ آیا تھا۔ مسکرا کر عزہ کو چھیڑتے ہوئے بولا۔

عزہ جیسے نہال ہو گئی تھی۔

''دیور ہو تو تمہارے جیسا..... میں واری جاؤں..... اب تمہارا وقت ہے، تم انجوائے کرو.....'' عزہ نے بزرگوں کے سے انداز میں قربان ہوتے ہوئے کہا تو ہادی نے فوراً تصحیح کی۔

''یہ مہربانی تمہارے لیے تھوڑی ہے، میں نے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سیکنڈ ہنی مون کہا ہے، سیکنڈ وائف کے ساتھ۔'' ہادی کے اگلے الفاظ پر صائم کو اچھو لگ گیا تھا۔ وہ کھانستا، کھانستا دُہرا ہوگیا تھا اور عزہ نے دور بیٹھے ہی چمچہ اٹھا کر اس کی پشت پر دے مارا۔

''بہت خبیث ہو تم..... مجھ پر سوکن لاؤ گے؟'' عزہ کے بھڑکنے پر صائم ہنس، ہنس کر بے حال ہوگیا تھا۔

''میں نہیں، تمہارا شوہر..... میری بات اس کے دل کو لگی ہے، دیکھو دانت کیسے باہر آرہے ہیں۔ بتیسی اندر ہی نہیں جارہی۔'' ہادی نے مزید اسے ستایا۔

''مشورے تو تمہارے ہیں ناں.....'' عزہ نے اسے گھور کر دیکھا۔ ''خوابوں میں بھی مت سوچنا۔'' اس نے وارننگ دی۔

''ورنہ عزہ تمہارے خوابوں میں بھی دنگل مچا دے گی۔'' فدا نے صائم سے کہا۔

''خوابوں کے دھوکے میں تو کوئی نہیں آئے۔'' ہادی نے سر جھٹک کر کھانے کی طرف دوبارہ توجہ کی۔ صائم نے گلا کھنکھارا۔

''کوئی میری بھی تو رائے لے..... میں بھی تو دل رکھتا ہوں اور خواہش بھی.....'' صائم، ہادی کو ایک دم یاسیت میں جکڑ لینے والے لمحے سے باہر نکال لایا تھا۔

''دوسری شادی کی خواہش.....؟'' فدا نے پچکارتے ہوئے پوچھا تھا۔

''دیکھو لو عزہ! میرا بھائی تم سے گوڈے، گوڈے تنگ آچکا ہے۔'' ہادی نے عزہ کو مزید بتایا۔

''وہ تو تنگ نہیں..... لیکن تم لوگوں کی لگائی بجھائی کی وجہ سے ہوسکتا ہے۔'' عزہ نے غرا کر کہا۔ صائم کے حوالے سے وہ بے پناہ پٹی تھی۔

''تم میرے شوہر کو مت ورغلاؤ.....'' اس نے انگلی اٹھا کر غصے میں جتایا۔

''تمہارا شوہر کسی کے ورغلانے سے پھسلنے والا نہیں..... یہ تو آل ریڈی دوسروں کو ورغلا کر پھسلانے والا ہے۔'' ہادی نے صائم کی اچھی بھلی درگت بنائی۔

''تم پارٹی نہ بدلو۔ ورنہ میں بھی پارٹی بدل لوں گا۔'' صائم نے بھنا کر کہا تھا۔ اس کا اشارہ اسما کی طرف تھا۔

''میری حمایت کرو..... میری دوسری شادی پر غور و فکر کرو۔'' صائم نے ہادی کو چونکتے دیکھ کر اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

اسما اور زری ان کی تکرار کو انجوائے کررہی تھیں۔ اسما کی اچانک مدھری ہنسی بے قابو ہوئی تو ہادی کچھ چونک سا گیا۔ صائم نے اسے گردن موڑ کر ہنسی کی سمت کا تعین کرتے دیکھا تو اپنی طرف متوجہ کرلیا۔

''غور و فکر کرنے کے لیے کوئی اور چیز نہیں..... بس تمہارے ہی سر پر بار بار سہرا سجائیں۔'' ہادی نے تنک کر جواب دیا تھا۔

اس کے اعصاب ہولے، ہولے تن رہے تھے۔ وہ اسما کی موجودگی کو محسوس کرچکا تھا۔ گو کہ وہ قدرے فاصلے پر اماں کے پیچھے چھپ کر بیٹھی تھی پھر بھی ہادی کی تیز حسیات نے اس کی موجودگی کو پالیا تھا۔

''میں عزہ کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونے دوں گا..... کرنل صاحب کی روح مجھے چین لینے نہ دے گی۔ یہ میں ہی تھا جس نے کرنل صاحب کے پاؤں پکڑ کر تمہارے لیے عزہ کا رشتہ مانگا تھا۔ ورنہ وہ تمہیں مونگ پھلی کا دانہ تک نہ دیتے۔ اپنے لان کا پھول توڑنے نہ دیتے تھے کجا کہ اپنی اتنی لمبی بیٹی کا ہاتھ پکڑا دیتے۔ میں نے ان کے ساتھ وعدہ کیا تھا، عزہ کی زیادتی بھی ہوئی تو بجائے عزہ سے باز پرس کرنے کے صائم کی درگت بناؤں گا۔ اس کی چھترول کروں گا۔ ضرورت پڑی تو عزہ سے بھی کرواؤں گا۔ تب کہیں جا کر میرے ارادوں سے تسلی پا کر انہوں نے عزہ کا رشتہ تمہیں دیا تھا۔ اس لیے میں عزہ کا حمایتی ہوں۔ وعدہ خلافی کروں گا تو کرنل صاحب کی روح مجھے خوابوں میں آکر ڈرائے گی۔ میں پہلے ہی ایک چڑیل کو بھگت رہا ہوں، کرنل صاحب کی بڈھی روح کو افورڈ نہیں کرسکتا۔'' ہادی نے کھانا کھا چکنے کے بعد منہ نیپکن سے صاف کیا اور انتہائی لذیز کھیر کا ڈونگا اٹھا کر اسی میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شروع ہوگیا۔ صائم نے اسے پینترا بدلے دیکھا تو فوراً آپے سے باہر ہوگیا۔

''تم عزہ کے حمایتی ہو اور میں اسما کا..... جو کچھ کھا چکے ہو..... اسے میں حلق سے نکال لوں گا..... فی الحال یہ کھیر کا ڈونگا میرے حوالے کرو..... اور اپنی عزہ سے گرما گرم جوشاندہ بنوا کر پیو..... یہ کھانا اور یہ کھیر میری بہن نے بنائی ہے۔'' صائم نے سینہ ٹھونک کر خباثت کا ثبوت دیتے ہوئے ڈونگا جھپٹنا چاہا تھا جسے ہادی نے ہاتھ پیچھے کرکے اس کی پہنچ سے دور کرلیا۔

''تمہاری بہن..... یعنی کشف نے؟'' وہ ایک الجھن میں گھرا پوچھ رہا تھا۔

''کشف کوکنگ میں ایسی ماسٹرز ہوتی ناں تو ہمارے بہنوئی گلریز کو خانساماں نہ رکھنا پڑتا۔'' صائم نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر؟'' ہادی کا واضح طور پر رنگ متغیر ہوا تھا۔ ڈونگے پر اس کی گرفت ہلکی ہوگئی تھی۔

''پھر یہ کہ اس ''دعوتِ شیراز'' کا سہرا اسما کو جاتا ہے۔ آج عرصے بعد اتنا لذیذ اور مزیدار کھانا کھایا ہے۔ ترکی میں بھی تمہارے کھانوں کی بہت یاد آئے گی اسما! ویلڈن جیتی رہو..... ہمارے گھر کو تمہارے جیسی.....'' صائم ایک ترنگ اور اپنائیت کے احساس تلے تشکرانہ اور تعریفانہ انداز میں اسما کا حوصلہ بڑھا رہا تھا جب اچانک ہادی نے بیچ میں مداخلت کرکے اس کے اگلے الفاظ کو اچک لیا۔

''ہمارے گھر کو تمہارے ہی جیسی ''باورچن'' کی ضرورت تھی۔'' اس کے الفاظ انتہائی تحقیرانہ انداز میں لبوں سے ادا ہوئے تھے اور اس نے کھیر کا ڈونگا پٹخنے کے سے انداز میں نیچے رکھا۔ اگر کھیر جمی ہوئی نہ ہوتی تو یقیناً دسترخوان پر الٹ کر اسے داغ دار کردیتی۔

ہادی اپنے لفظوں کے تیر پھینک کر دھپ، دھپ کرتا اٹھ کر غیظ کے عالم میں وہاں سے چلا گیا۔ باقی سب انگشت بدنداں رہ گئے۔ ہر کوئی اپنی نگاہ میں شرمندہ ہوگیا تھا۔

ماحول پہ ایک دم سکوت طاری ہوگیا تھا۔ اسما ایسے ندامت سے کھڑی تھی جیسے اس سارے معاملے میں اس کا قصور ہو۔

''ہادی کو ایسے ہی شغل لگانے کی عادت ہے۔'' بہت دیر بعد صائم نے ماحول پر چھائے سکوت کو کم کرتے ہوئے بڑے بھونڈے انداز میں کہا اور اپنی بات پر خود ہی مسکرا دیا۔ کچھ دیر بعد کمرے میں بھانت، بھانت کی بولیاں سنائی دینے لگیں۔ ہر کوئی اسما کی... حتی المقدور دل جوئی کرنے میں لگا ہوا تھا۔ اور اسما اتنے ضبط اور صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے جانے کس دشواری کے ساتھ لبوں پر کھینچ تان کے مسکراہٹ لے آئی تھی۔ کیونکہ ان لوگوں کے خلوص پر اسے ذرا... بھی شبہ نہیں تھا۔

وہ ان سب کو مطمئن کرنا چاہتی تھی۔ ہادی کے دیے گھاؤ میں یہ ایک معمولی اضافہ تھا۔ وہ تو ہادی کی اس سے زیادہ تکلیف دہ باتیں سہہ چکی تھی۔

ستم گر کو ستم دینے کی عادتی ہوتی ہے، وہ اپنی عادت پوری کررہا تھا۔ اسما اپنا ضبط اور محبت آزما رہی تھی۔ وہ محبت جو اسے ہادی عبدل زئی سے اچانک ہوگئی تھی۔ جب اس نے پہلی مرتبہ ہادی کی تصویر دیکھی تھی۔ وہ تصویر اس کی کتاب میں بھلا کس نے رکھی تھی؟ اسے یاد تھا، سب یاد تھا۔ اسما نے ڈھیروں آنسو اندر دھکیل کر کچھ عرصہ پہلے کا ایک منظر سوچا تھا۔

☆☆☆

وہ گرمیوں کے دن تھے بہت لمبے، پھیکے اور ویران پہر..... یونیورسٹی میں چھٹیاں ہوئیں تو وہ بھی ہاسٹل سے بوریا بستر باندھ کر گھر آگئی تھی۔ چھٹیوں کے بعد ایگزامز تھے اور پڑھائی کے معاملے میں وہ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ حساس تھی۔

آج دوپہر کو بابا اسے ہاسٹل سے گھر لائے تھے اور وہ اسے چھوڑ کر دوبارہ اپنے آفس چلے گئے تھے۔

جب وہ گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو گھر کی حالت انتہائی گندگی کا شکار تھی۔ پورا صحن پتوں سے بھرا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوا تھا دیگر کوڑے کا ڈھیر الگ سے جمع تھا۔

اس کے ہاسٹل قیام کے دنوں میں گھر کی حالت بہت خراب ہو چکی تھی۔ جب وہ یہاں تھی تب ہر روز صبح پانچ بجے اٹھ کر پورا گھر شیشے کی طرح چمکانے کے بعد ناشتا بناتی اور پھر خود تیار ہو کر یونیورسٹی جاتی، جب وہ ناشتا میز پر لگا چکی ہوتی تب امی اور عاشر اٹھ کر آتے تھے۔ اسارا تو یونیورسٹی بھی ان سب پر احسانِ عظیم کر کے جاتی تھی کجا جلدی اٹھ کر گھر کے کاموں میں دلچسپی لینا یا کچن کو سنبھالنا۔

ویسے بھی مامی اسارا کو کچن کے قریب بھی نہیں جانے دیتی تھیں۔ انہیں اسارا کے حسن کا ہر وقت احساس رہتا۔ چولھے کے قریب کھڑے ہونے سے اسارا کی حساس اسکن متاثر ہوتی تھی۔ دھوپ میں کام کرنے سے رنگ جھلستا تھا۔ برتن دھونے سے ہاتھ کالے اور کھردرے ہوتے تھے۔ اور آٹا گوندھنے سے ناخن ٹوٹتے تھے۔ ویسے بھی مخروطی انگلیوں والے دودھیا ملائم ہاتھ کاموں کے لیے بنے کہاں تھے؟

اسارا خود ابھی اپنے ہاتھوں پاؤں کی خوب صورتی پہ خاص توجہ دیتی، ہر وقت اس کے حسین ناخن نیل پالش سے رنگے نظر آتے۔ پھر ایسے نازک ہاتھ کام کیسے کر سکتے تھے۔ مامی نے اسارا کو ہتھیلی کا چھالا بنا رکھا تھا۔ وہ اس کے ناز اٹھا، اٹھا کر نہیں تھکتی تھیں۔ وہ ان کی تھی بھی اکلوتی بیٹی اور اس گھر میں اسارا کے سب لوگوں نے ہمیشہ ناز ہی اٹھائے تھے۔ اسما کے بابا سے لے کر عاشر تک..... اپنے والدین کی تو وہ بے حد لاڈلی تھی ہی..... اسما کے بابا بھی اسے بہت چاہتے تھے۔ اس کی ہر فرمائش کو بن کہے پورا کرتے..... اسما کو یاد تھا..... بچپن میں اسے سائیکل چلانے کا بہت شوق تھا۔ تب بابا اپنا یہ گھر تعمیر کروا رہے تھے۔ ان کے پاس... فی الحال اسما کی فرمائش پوری کرنے کی گنجائش نہیں تھی۔ لیکن جب اسارا نے یہی خواہش بابا کے سامنے دُہرائی تو بابا نے اگلی صبح نئی نکور سائیکل اسارا کو لا دی تھی۔ تب پہلی مرتبہ اسما کا ننھا دل ٹوٹ سا گیا۔ بابا نے اس کی کیفیت کو نوٹ کر لیا تھا۔ تب انہوں نے آرام سے اسما کو سمجھایا۔

''امی کے پاپا معذور ہیں بیٹا! وہ کام نہیں کر سکتے تو اپنی بیٹی کی خواہشات بھی پوری نہیں کر سکتے۔ کل اسارا، شکیل کو بہت تنگ کر رہی تھی۔ اور شکیل اس کے تنگ کرنے پر بے بسی سے رو پڑا تھا۔ میں وہاں سے نہ گزرتا تو مجھے پتا بھی نہیں چلتا۔ اس لیے میں نے اسارا کی خواہش پوری کر دی۔ اگلے سال تمہاری سائیکل بھی آجائے گی۔''

بابا کے سمجھانے پر سدا کی صابر و شاکر اسما کو ساری بات سمجھ میں آگئی تھی پھر اس کے دل سے ملال بھی جاتا رہا تھا۔ جیسے، جیسے وہ بڑی ہوتی گئی اسے سب سمجھ میں آگیا۔ ماموں اور مامی ان کے گھر میں رہتے تھے۔ ماموں بیمار تھے۔ کام نہیں کر سکتے تھے۔ بابا نے ان تین افراد کا خرچہ بھی اٹھا رکھا تھا۔ اور اسارا کو بھی عاشر اور اسما کے ساتھ مہنگے اسکول میں ڈالا تھا۔

ماموں کی دوائیاں، ان کے لیے الگ سے فروٹ، دودھ یہ سب بابا فراہم کرتے تھے۔ بابا اسٹیٹ بینک میں بہت اچھی پوسٹ پر تھے۔ جیسے ہی عاشر بڑا ہوا اس نے بھی بابا کے ساتھ، ساتھ اسارا کا جی جان سے خیال رکھنا شروع کر دیا تھا۔ اسارا کی ہر فرمائش پوری کرنا عاشر پر فرض تھا۔ وہ اپنی پاکٹ منی ساری کی ساری اسارا پر خرچ کر دیتا تھا۔ حتیٰ کہ جب اپنے پیسے ختم ہو جاتے تو اسما کی منتیں کرتا۔ حالانکہ اسارا کو الگ سے پاکٹ منی ملتی تھی۔

''امی کو فلم دکھانے لے کر جانا ہے۔ ٹکٹ کے پیسے نہیں..... پلیز ادھار دے دو۔'' ایک دن عاشر اس کی گلک کو ہاتھ میں لے کر منت بھرے لہجے میں بولا۔

''پہلے والا ادھار تو واپس کیا نہیں۔'' اسما نے نوٹس بناتے ہوئے اسے گھورا۔

''اکٹھا لوٹا دوں گا ناں.....'' وہ عاجزی سے کہتا۔

''وہ دن کبھی نہیں آئے گا۔'' اسما اسے مطلوبہ رقم نکال کر دے دیتی۔ اسارا کے لیے اس کا دل بھی بہت

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بڑا تھا۔ وہ اس کی خواہش پوری کروانے میں عاشر کی مدد کرتی تھی۔ یہ مالی معاونت ہمیشہ عاشر کے ساتھ، ساتھ رہی۔ اسارا کو اضافی کپڑے چاہیے ہوتے۔ فرینڈز کو گفٹس دینا ہوتے، رات کے گیارہ بجے پزا کھانا ہوتا، سرما کے دسمبر میں آئس کریم کا دل کرتا۔ عاشر اس کی ایک آواز پر فوراً حاضر ہو جاتا۔ اسارا اس لحاظ سے بہت خوش قسمت تھی جو اسے اتنی محبت بھری محبتیں میسر تھیں۔ ان کی پڑوسن گلناز اکثر دیوار سے لٹک کر کہتی۔

''اس حسینۂ عالم کو اتنا سر نہ چڑھاؤ، بعد میں پچھتاؤ گی۔ تمہاری بھابی بن کر تو تمہارے سر پر چڑھ کے ناچے گی۔'' گلناز، اسارا کو دیے جانے والے پروٹوکول سے ایسے ہی جلتی تھی۔

اور پھر گرمیوں کے ان طویل دنوں میں جب اسما اچانک گھر آئی تو گھر کی حالت انتہائی خستہ تھی۔ وہ کندھے سے لٹکائے بیگ کو برآمدے میں رکھ کر اندر آئی تو مامی لاؤنج میں بیٹھی فون کان سے لگائے اونچی آواز میں جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھیں۔

''میری ہڈیوں میں تو دم نہیں..... نوکر کوئی رکھ کر نہیں دیتا۔ اتنی تنخواہیں کہاں سے لائیں۔ اسما بی بی کی پڑھائیاں ختم نہیں ہوتیں۔ گھر کو ڑا دان بنا ہے تو بنا رہے۔'' مامی انتہائی بیزاری سے بول رہی تھیں۔

''اسی کا تو نام مت لو..... میری پھول سی بچی گرمی میں کملا جاتی ہے۔ اب تو میں جیسا تیسا کر لیتی ہوں، ہاسٹل جانے سے پہلے اسما نے سارا گھر سنبھالا ہوا تھا۔ یہاں بھی اچھی بھلی پڑھائی چل رہی تھی۔ پکڑ کے ہاسٹل میں بھجوا دیا۔ میری تو مت ماری گئی ہے۔ کام ہیں کہ ختم نہیں ہوتے۔'' مامی کی بیزاری کا کوئی انت نہیں تھا۔

''عاشر کی نوکری لگتی ہے تو اسے صاف، صاف کہہ دوں گی۔ کسی کھانا پکانے والی عورت کا پکا بندوبست کر لے اور صفائی کے لیے الگ..... کپڑوں کے لیے الگ..... میری اسی سے تو کچھ نہیں ہوتا۔'' انہوں نے اپنا اگلا پروگرام بھی نشر کر دیا تھا۔

''عاشر نے کیا ڈپٹی کمشنر لگ جانا تھا؟ حد ہے بھئی، مامی بھی ناں.....''

''ارے، مجھے کوئی فکر نہیں..... خلیل بھائی نے اسی کو ہتھیلی کا پھپھولا بنا رکھا ہے، اسما سے زیادہ میری بچی سے پیار کرتے ہیں۔ آخر ہونے والی اکلوتی بہو ہے۔ پھر عاشر تو اسی کا دیوانہ ہے۔ ایسی دلہن تو اسے عمر بھر نہ ملے۔ سارے جہان کے صحرا چھان آئے۔'' مامی کا لہجہ بیٹی کی محبت میں ڈوب گیا تھا۔ عاشر کا دماغ خراب تھا۔ گھر کے چراغ کو چھوڑ کر صحراؤں کی خاک چھانتا..... اور صحراؤں سے ملتا کیا ہے؟ خالی گرم ریت.....؟

''اسما کا رشتہ تو کر دیا۔ وہاں کوئٹہ میں..... خلیل بھائی کا پرانا دوست ہے کوئی۔ ہماری بلا سے..... اسما کا کانٹا بھی نکل جائے گا۔ پھر خالی گھر..... ساس، نہ نند..... میری اسی تو راج کرے گی راج..... شوہر تو پور، پور دیوانہ ہے، کبھی کاموں کے لیے اسی کو ڈانٹوں بھی تو عاشر بیچ میں کود آتا ہے کہ مامی اسے کچھ مت کہا کریں..... سر پر پڑے گی تو کر ہی لے گی۔'' عاشر کے حوالے سے مامی کو اطمینان ہی اطمینان تھا۔ مامی ٹھیک کہہ رہی تھیں۔ عاشر، اسارا کو پتا تک اٹھانے نہیں دیتا تھا۔ وہ کچن میں کبھی جاتی بھی تو ہاتھ جوڑ کر کہتا۔

''اسی! اللہ کا واسطہ ہے باہر آجاؤ، تم الٹا کوئی نقصان کر آؤ گی۔ اسما کچن دیکھ لیتی ہے، تم نہ ہماری سات نسلوں کو ''وخت'' میں ڈال دینا ہاتھ پاؤں جلا کر۔''

اور اسارا ایسے ہی تو عاشر کی محبت پر مغرور نہیں تھی..... اور برابر والے گھر سے گلناز کے کلسنے کی آواز آتی۔

''اس مہارانی کو ڈیکوریشن پیس بنا کر شوکیس میں سجا دو۔'' اور شاید گلناز ٹھیک کہتی تھی۔ اسارا بس شوکیس میں سجانے والی چینی کی گڈی تھی۔ جسے دیکھ، دیکھ کر خوش ہوا جاتا تھا۔

اور اس وقت مامی کی جلی کٹی سن کر اسما نے گہری سانس کھینچی اور پھر پائپ لگا کر سارا گھر دھو ڈالا۔ مامی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کھٹکے کی آواز پر پلٹیں تو اسما کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گئی تھیں۔

''کہیں اس نے میری باتیں تو نہیں سن لیں؟'' پہلا خیال انہیں یہی آیا تھا۔ جسے انہوں نے جھٹک دیا۔

''اچھا ہے، سنتی ہے تو سنتی رہے۔'' انہوں نے اطمینان سے سوچا۔ پھر چادر لے کر کالونی کے وزٹ پر نکل گئی تھیں کیونکہ اب انہیں گھر کی فکر نہیں تھی۔ اسما جو آچکی تھی۔

پھر اسما پیپر کی تیاری کو بھاڑ میں جھونک کر کام سے لگ گئی۔ پہلے پورا گھر چمکایا پھر کھانا بنایا تب تک عاشر اور اسارا بھی پہنچ چکے تھے۔

''ارے ..... میں کہوں، گھر میں اجالا کیوں ہے؟'' عاشر، اسما کو دیکھ کر کھل اٹھا تھا۔ اسی طرح اسارا بھی نہال ہوگئی۔

''باہر دھوپ چمک رہی ہے اس لیے گھر میں اجالا ہے۔'' اسارا نے عاشر کی بات کا جواب دیا تھا۔

''جی نہیں..... میری بہن کے دم سے اجالا ہے۔'' اسما ان کی باتوں پر مسکرا دی تھی۔ پھر سب نے انتہائی لذیذ کھانا کھایا تو عاشر کی زبان میں پھر کھجلی ہوئی۔

''ہم پتلی دال اور ساگودانے کا شوربہ پی، پی کر تنگ آچکے تھے۔'' وہ اس کے کان میں گھس کر بلبلایا تھا۔ اسما کی ہنسی نکل گئی۔ جب وہ برتن سمیٹ کر اپنے کمرے میں آئی اور پڑھنے کے لیے کتاب کھولی تو اچانک کتاب سے ایک تصویر پھسل کر نیچے گر گئی تھی۔ اسما کا دل لمحہ بھر کے لیے بند سا ہوا۔ یہ تصویر کس کی تھی؟ اسما کو پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کا دل گھبرا سا گیا۔ جیسے چوری پکڑی گئی ہو، تب ہی عاشر کھلکھلاتا ہوا اندر آیا تھا اور اس کے پیچھے اسارا بھی.....

''کہو، ہونے والے سرتاج کیسے لگے؟ ارے، چھپ، چھپ کر کیوں دیکھ رہی ہو؟ تمہاری اپنی چیز ہے کھل کر دیکھو۔'' عاشر نے اس کا کندھا تھپک کر تصویر ہاتھ سے پکڑ کر سامنے کی۔ جسے وہ جلدی میں الٹ کر رکھ چکی تھی۔

''میں نے کہا..... تمہیں تصویر دکھا دوں..... بعد میں شکوہ نہ کرو..... دولھا تو بھینگا تھا۔'' عاشر اسے زچ کرتے ہوئے مسکرایا۔

''بھینگا بھی ہوتا تو مجھے قبول تھا۔ کبھی نہ جتلاتی..... تم جانتے ہو۔'' اسما سنجیدگی سے بولی تھی۔ عاشر نے سر ہلا دیا۔

''ایسی ہوتی ہیں قناعت پسند مشرقی لڑکیاں.....''

اب وہ اسارا کو جتا رہا تھا۔ اس نے ناک بھوں چڑھا کر تصویر پکڑ لی تھی پھر تصویر کا بغور جائزہ لے کر نفی میں سر ہلانے لگی۔

''تم نے خواہ مخواہ اس کی خوب صورتی کا ڈھنڈورا پیٹا ہوا تھا۔ ایویں سا ہے بس، عام سا..... تم سے زیادہ اچھا تو نہیں۔'' اسارا کا تبصرہ بھی اسارا کی طرح عجیب تھا۔ آخر ماں کی بیٹی تھی۔ عاشر نے گھور کر اسے دیکھا۔

''خبردار، میرے بہنوئی کی شان میں گستاخی کی..... بڑا پیارا ہے مجھے بھی اور میری بہن کو بھی.....''

وہ اسما کو چھیڑتے ہوئے ہنس رہا تھا۔

''رہنے بھی دو بس..... مجھے تو کہیں سے پیارا نہیں لگا۔'' اسارا اس کی تصویر کو دو انگلیوں میں نزاکت سے پکڑے لہرا رہی تھی۔ عاشر نے جھپٹ کر اس سے تصویر اچک لی۔

''تمہیں پیارا لگنے کی ضرورت بھی نہیں..... جس کا ہے اسی کو پیارا لگے۔''

''ہونہہ.....'' اسارا کو غصہ آگیا۔ ''میں ایسوں ویسوں کو گھاس بھی نہیں ڈالتی۔''

''تم اپنی گھاس مجھ تک محدود رکھو..... میں بہت شوق سے گھاس چرتا ہوں۔'' عاشر نے اس کا غصہ ختم کیا لیکن اسارا کا غصہ کم نہ ہو سکا تھا۔ رات تک وہ جان بوجھ کر ہادی کا ذکر کرتی رہی۔ بار، بار ہادی کی تصویر پر تبصرہ کرتی تھی۔ اس کا انداز سوچتا ہوا سا تھا۔

''کوئٹہ کے لوگ اتنے اچھے نہیں ہوتے۔ یہ ہادی شکل سے اسمگلر لگتا ہے۔'' اسارا کے کمنٹ پر سبزی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کاٹتی اسما کا دل دھک سے رہ جاتا۔

''خدا کا خوف کرو امی! اتنا مت دہلاؤ مجھے..... نازک سا دل ہے میرا۔''

''تم مانو یا نہ مانو..... نکلے گا یہ اسمگلر ہی..... پھوپا جی کو اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے۔'' اسارا نے تنفر سے ہونٹ سکیڑے۔ اور اسما کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

''شریف سا لگتا ہے، تمہیں نہ جانے کیوں اسمگلر لگا۔'' اس نے بے پروائی سے دل کو مطمئن کرنا چاہا لیکن اسارا۔ وہ بہت گہرائی میں جا رہی تھی۔ بلکہ اسما کا دل دہلا رہی تھی۔ لیکن اس کی باتیں دل کو بھی لگ رہی تھیں۔

''اتنا شریف ہوتا تو اسے پورے کوئٹہ میں رشتہ نہ ملتا؟ وہاں اسے کسی نے لڑکی نہیں دی..... تبھی اتنی دور انکل نے رشتہ طے کیا..... تاکہ اس کے کرتوت ہم سے چھپے رہیں۔'' اسما بہت دور کی کوڑی لائی تھی۔

''کیا واقعی.....؟'' اسما کا نازک سا دل ہول اٹھا..... اس پہلو پر اسما نے سوچا بھی نہیں تھا پھر یہ بھی تو بات تھی۔ آخر عبدل انکل کو اتنی معمولی سی اسما میں کیا نظر آیا تھا؟ ان کے وہ... بیٹے کے لیے رشتوں کا کال پڑ گیا تھا کیا؟

''مجھے تو یہی لگتا ہے، اب دیکھو ناں..... عاشر کے بقول ہادی بہت خوب صورت ہے تو پھر اتنے خوب صورت لڑکے کے لیے انکل کو لڑکی بھی تو ''ٹکر'' کی ڈھونڈنی چاہیے تھی ناں..... انہوں نے محض تم پر ''قناعت'' کیوں کر لی۔'' اسارا انتہائی معصومیت سے کہہ رہی تھی۔ اس کے انداز میں اسما کا مذاق اڑانے والا کوئی تاثر نہیں تھا وہ ایک واضح حقیقت بیان کر رہی تھی۔ یہ بات اسما بھی بہت مرتبہ سوچ چکی تھی۔ اس پہلو پر غور بھی کر چکی تھی۔ کیا ہادی جیسے لڑکے کے لیے انکل کو کوئی لڑکی نہیں ملی؟ وہ اتنی معمولی سی شکل کی اسما کو کیوں پسند کر گئے تھے؟ آخر کوئی تو بات ہوگی۔

''جہاں تک ہادی کی شرافت کا تعلق ہے تو اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔'' کچھ دیر بعد اسارا نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا تھا۔ اسما اس کا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔ اب کون سا نیا پہلو اجاگر کرنے والی تھی۔

''مطلب.....؟'' اس کے انداز میں انتہائی اذیت ناک تاثر رچ گیا تھا۔

''دیکھو ناں یار! مجھے تو لگتا ہے ہادی کا کیریکٹر اتنا اسٹرونگ نہیں ہوگا۔ تبھی تو اسے ڈھنگ کی لڑکی نہیں ملی۔'' اسارا نے بظاہر سادگی میں ایک مرتبہ پھر اس کی ذات کو پیسا تھا۔ ڈھنگ سے مراد یقیناً خوب صورت لڑکی کی طرف اشارہ تھا اور اسما کہیں سے بھی خوب صورت نہیں تھی۔

''انکل نے سوچا ہوگا۔ دور دراز کی لڑکی لاتا ہوں..... دبو سی، کم صورت، جو اُن کے بیٹے ساتھ نباہ کر سکے۔'' اسارا کا لہجہ بلا کا پُرسوچ مگر کٹیلا تھا وہ متواتر اس کی ذات پر اپنی سادگی میں حملے کر رہی تھی۔

''لیکن انہیں یہ خبر نہیں تھی..... تم بلا کی پُراعتماد لڑکی ہو۔ کہیں سے بھی دبنے والی نہیں..... لیکن ایک چیز میں وہ پھر بھی فائدہ مند رہے..... تم ان کے بیٹے کی پرسنالٹی کے سامنے پس منظر میں چلی جاؤ گی.....'' اسارا اس کی ہمدردی میں بار، بار اس کی کم روئی کو نشانہ بنا رہی تھی۔ بالآخر اسما کو کہنا ہی پڑا۔

''میں اتنی بھی بری نہیں۔''

''ارے، میں نے یہ کب کہا..... تم تو میری جان ہو، ہمیں ہر چیز سے زیادہ پیاری ہو، میں تو ان لوگوں کی سوچ کا تجزیہ کر رہی تھی۔'' اسارا فوراً شرمندہ ہو کر معذرت کرنے لگی۔

''اچھا..... ماہرِ نفسیات صاحبہ! اب اس مسئلے کا کوئی حل ہے؟'' اسما نے اپنا سر دباتے ہوئے خفگی سے پوچھا۔ وہ اندر سے شدید پریشانی اور تفکر میں مبتلا ہو گئی تھی۔ اسارا کی کوئی بھی بات جھٹلانے والی نہیں تھی۔

''ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ہوتا ہے۔'' اسارا نے بڑے مدبرانہ انداز میں کہا..... اس نازک سچویشن میں بھی اسما کو ہنسی آ گئی تھی۔

''تو پھر کیا حل نکالا تم نے؟'' اب وہ اس کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سنجیدگی'' کو انجوائے کر رہی تھی کیونکہ اسارا بہت ہی کم معاملوں پر سنجیدہ ہوتی تھی۔

''یہ تم مجھ پر چھوڑ دو..... میں اس بندے کی شرافت کا کچا چٹھا کھول کر دکھادوں گی تمہیں۔'' اسارا کے ارادے کو دیکھ کر اسما کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔ اسے اندازہ تھا، اسارا کو لمبی، لمبی چھوڑنے کی پرانی عادت ہے اور وہ ایسی ہی بے پر کیاں اڑانے میں ماہر تھی۔

''تم ہادی کو تو بخشنا بھئی.....'' اس نے ہاتھ جوڑے، اسارا اس کے ہنسنے پر خفگی سے منہ پھلا کر رہ گئی۔

''ایک تو تمہاری مدد کرنا چاہ رہی ہوں اور دوسرے تم میرا مذاق اڑا رہی ہو۔'' وہ دھپ، دھپ کرتی اٹھ کر چلی گئی تھی اور اسما اس کی باتوں پر دیر تک ہنستی رہی۔

☆☆☆

اسارا نے دوسرے دن گلناز کو بھی ہادی کی تصویر دکھائی تھی۔ اس دن گلناز محض اسما کے لیے آگئی۔ جب بھی اسما گھر آتی تھی گلناز کے بہت چکر لگتے تھے۔ اسما کے بغیر وہ کبھی یہاں جھانکتی تک نہیں تھی۔

اسارا نے جب گلناز کو ہادی کی تصویر دکھائی تو گلناز خاصی متاثر نظر آئی تھی۔

''یہ تو بڑا ہینڈسم ہے..... تمہارے تو نصیب کھل گئے اسما.....'' گلناز کا تعریفی انداز بھی اپنا ہی تھا۔ وہ خاصی باریکی سے تصویر کا جائزہ لے رہی تھی۔

''تمہیں شکل سے کیسا لگتا ہے؟'' اسارا اب گلناز کی رائے لے رہی تھی۔ اسی طرح ہادی کی تصویر وہ باری، باری سب کو دکھا کر ان سب کے خیالات ہادی کے متعلق معلوم کر رہی تھی۔ یہ سب کوششیں اسما کے لیے تھیں۔ وہ اتنا تردد اسما کے لیے کر رہی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا۔ اس کی کوششیں انتہائی مخلصانہ تھیں اور اسے اسما سے بہت پیار بھی تھا۔

''شکل سے؟'' گلناز نے تصویر کو نگاہ بھر، بھر کے دیکھا تھا۔ پھر اسے شرارت سوجھ گئی۔ ویسے بھی گلناز کی اسارا سے نہیں بنتی تھی اور گلناز بھی اسارا کو

مجھ سے ملیے

مجھ سے ملیے، مجھے کہتے ہیں گل سعدی آرائیں، 16 اگست 1992ء تاریخ کا یادگار دن جس دن ہم نے کائنات کو رونق بخشی۔ اسٹار ہے لیو (leo) مزاج گرم سرد، نارمل ہر طرح کا..... موسموں کی طرح اور کبھی سیاستدانوں کے دعوؤں کی طرح تبدیل ہوتا رہتا ہے..... لاڑکی ٹھنڈی میٹھی فضاؤں کے باسی ہیں، وفا، دھرتی سے ہو یا انسانوں سے لازم سمجھتے ہیں، پسندیدہ رنگ، کوئی ایک نہیں... ہر کھانے، پینے کی ہر چیز پسند ہے، شاعری اور لکھنے پڑھنے کی شوقین ہوں، رائٹرز کی بھی ایک لمبی لسٹ ہے جو موسٹ فیورٹ ہیں' موسٹ فیورٹ ناول ہیں ایمان، امید اور محبت، ٹھہرے پانی، خاک و خون شاعری میں وصی شاہ کی آنکھیں بھیگ جاتی ہیں موسٹ فیورٹ ہے، باذوق ہونے کے باوجود بارشوں سے کوئی دوستی نہیں، سرد راتیں، مونگ پھلی، آئس کریم بہت پسند ہیں۔ شفاف دل کے لوگ دل سے اچھے لگتے ہیں۔ تعلیم ہو نہ ہو دل اچھے ہوں، ان لوگوں سے خوب بنتی ہے، بچپن میں ڈاکٹر وہ بھی آرمی ڈاکٹر بننے کا شوق تھا، جب تھوڑے بڑے ہوئے وکیل یا لیکچرار بننا چاہتے تھے مگر پھر ہوا یہ کہ گریجویٹ ہی بن سکے، امید پر دنیا قائم ہے کبھی نہ کبھی آج نہیں تو کل کچھ بن ہی جائیں گے، پاک فوج، کتابیں، رنگ دار پنسلیں کمزوری ہیں۔ بہت محبت ہے مجھے ان سے، اسلام، عورت، وردی، وفا اور وطن سے عشق ہے، قلم کی عظمت کا پاس مجھے بہت عزیز ہے، لفظوں میں زندگی نظر آتی ہے، اس لیے ان کا بہت خیال رکھتی ہوں، قرآن پاک کو ضابطہ حیات سمجھتی ہوں اگر اسے سمجھ لیا جائے تو ہر مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے کو بہتر سمجھتی ہوں، وہ جو بھی کرتا ہے ٹھیک کرتا ہے، اس کے ہر کام میں ہر مصلحت ہوتی ہے، میرا یقین ہے، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارک کا لفظ، لفظ میری رہبری ہے، اس لیے نہیں کہ میں مسلمان ہوں اس لیے کہ میں انسان ہوں، انسانیت کی سب سے بہترین مثال آقا مدنی ہیں، پاکیزہ سے تعلق تقریباً تین سال سے ہے' اور اس عرصے میں مجھے سب سے زیادہ پسند آنے والی تحریریں ترک وفا، بنت حوا اور پارس ہیں، اقبال بانو کی تحریر دلہن میں لے کر جاؤں گا اور صائمہ اکرم کی جنجوعہ ہاؤس نے بھی بہت مزہ دیا، پاکیزہ کے توسط سے بہت سے لوگوں سے دوستی ہوئی۔ ایشل شادیان امینہ عندلیب آپی اور بہت سی بہنیں، جن کے پیار و خلوص کی قدردان ہوں، سب کے لیے دعا گو ہوں۔

خدا پاکیزہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سیدھا جواب نہیں دیتی تھی۔ ان دونوں کی آپس میں ٹھنی رہتی تھی۔

''ہاں، ناں بتاؤ بھی۔'' اسارا نے جھنجلا کر کہا۔

''شکل سے یہ بڑا ہی فلرٹ لگتا ہے۔'' گلناز نے لب بھینچ کر مسکراہٹ کو اپنے اندر دھکیلا۔

''اور اس کے علاوہ.....؟'' اسارا کی بے چینیوں کا کوئی شمار نہیں تھا۔ اسما نے دل ہی دل میں لاحول پڑھا پھر گلناز کو زور سے چٹکی کاٹی۔

''اس کے علاوہ غنڈہ بھی لگتا ہے۔'' گلناز مسکراہٹ کو لبوں میں گھونٹ کر انتہائی سنجیدگی سے بولی تھی۔

''کیا واقعی؟'' اسارا نے ایک چیخ ماری۔

''سو فیصد.....'' گلناز نے اسے اور بھی الو بنایا تو اسما کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

''بکواس مت کرو..... منہ توڑ دوں گی تمہارا..... اتنا معصوم ہادی تمہیں غنڈہ، بدمعاش اور فلرٹ لگتا ہے۔'' اسما نے گلناز کو دھموکا جڑا تھا۔ وہ کھل کر قہقہہ لگانے لگی۔

''ارے ابھی تو میں نے اسے آوارہ، سڑک چھاپ، جیب کترا بھی کہنا تھا۔'' گلناز نے اس کا بری طرح سے جی جلایا تھا۔ اسما اسے گھور گھور کر تھک چکی تھی۔ جبکہ اسارا کسی گہری سوچ سے ابھر کر باہر آئی اس کے چہرے پر دبا، دبا سا جوش سرخی کے مانند بکھر رہا تھا۔

''میں بھی اسما کو یہی کہہ رہی تھی مگر یہ مانتی نہیں..... میں اسے منوا کر چھوڑوں گی۔ دیکھ لینا..... ساری شرافت کا بھرکس نکل جائے گا۔'' اب کہ اسارا کا انداز کچھ عجیب سا تھا۔ اسما نے غور نہیں کیا۔ وہ چائے لینے چلی گئی تو اسارا بھی اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ اسما جب چائے بنا کر لائی تو گلناز، ہادی کی تصویر پکڑے کچھ عجیب تاثرات کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔ اسما کو اس کا دوبارہ سے ہادی کی تصویر پکڑ کر دیکھنا بہت عجیب لگا تھا۔

''کیوں بھئی، دل نہیں بھرا کیا.....؟'' اسما کا انداز طنزیہ تھا..... اس نے گلناز کے ہاتھ سے تصویر جھپٹ لی پھر اندر اپنے کمرے میں سنبھال کر رکھ آئی۔

''دیکھنے کی چیز تھی یار! دیکھنے دیتی ناں؟'' گلناز نے ٹھنڈی آہ بھری۔

''دوسروں کی چیزوں پر نگاہ نہیں رکھتے.....'' اسما کا نہ چاہتے ہوئے بھی لہجہ طنزیہ ہو گیا تھا..... وہ گلناز کے سابقہ کارناموں پر چوٹ کر رہی تھی جو اسارا کے توسط سے اس تک پہنچے تھے۔

''اپنی ہے کوئی نہیں..... پھر دوسروں کی چیزوں سے دل بہلانے میں کیا حرج ہے۔'' گلناز کا انداز بلا کا شرارتی تھا۔ اسما کو بہت ہی برا لگا۔

''ہر چیز اپنے وقت پر ملتی ہے..... دوسروں سے چھین کر اپنے دل کو سکون مہیا نہیں کرتے۔'' وہ اب بھی اسے چوٹ پر چوٹ لگا رہی تھی۔ اس کے پچھلے تمام ریکارڈ شدہ کارناموں پر جو اسارا کی زبانی ہی سنتی آئی تھی۔

''چھین لینے کا بھی اپنا ہی مزہ ہے..... ایسے کوئی پلیٹ میں رکھ کر تو نہیں دیتا..... جان جوکھم میں ڈال کر اپنے حصے کی خوشیاں حاصل کرنا پڑتی ہیں.....'' گلناز کا انداز سراسر سنجیدگی سے خالی تھا۔

''دوسروں کے چراغ گل کر کے اپنے گھر کو روشن کرنا انسانیت کے زمرے میں آتا ہے؟'' اسما نے کھل کر اسے سنایا تو وہ گہری سانس کھینچ کر رہ گئی۔

''آج کل سب لوگ یہی کر رہے ہیں..... بائی داوے، تم حفظِ ماتقدم کے طور پر تو مجھے نہیں سنا رہیں اگر ایسی بات ہے تو جتنے بند باندھنا ہیں باندھ لو..... میں تمہارا ''ہیرو'' اڑا لوں گی۔'' گلناز نے اس کے سر پر گویا دھماکا کیا تھا۔

اسما کی زندگی خود اس کی نظر میں ایک تماشا بن کر رہ گئی تھی کہاں پر اور کس سے غلطی ہوئی جو وہ ان حالات کا شکار ہو رہی تھی..... کیا گلناز نے اسے واقعی دھوکا دیا تھا یا پھر..... آگے کیا ہوا جاننے کے لیے پڑھیے مئی کی نئی قسط

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

منی ناول

دیار صبح کے اجالوں میں

نایاب جیلانی

پانچواں حصہ

Downloaded From
Paksociety.com

اس کے چہرے پر پھیلے ہراس کو دیکھ کر گلناز کی ساری طراری اڑنچھو ہوگئی تھی..... وہ اپنی لفاظی پہ قدرے چونکی تھی پھر بے ساختہ ہنستی چلی گئی..... تو کیا اسما اس کی بک، بک کو سچ تصور کررہی تھی؟

''اللہ مجھے کسی بھی لغزش اور گمراہی سے بچائے..... میری بھاشا پہ کان مت دھرو..... میں نے جس پر پھسلنا تھا پھسل گئی۔ بار، بار رپٹنا مجھے نہیں آتا۔'' گلناز نے ایک آنکھ میچ کر اشارہ کیا تو اسما

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گہری سانس کھینچ کر اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔ گلناز ایسی ہی تھی..... منہ پھٹ، ہنس مکھ، غیر معمولی خوش اخلاق..... ہر ایک سے ہنس کر بات کر لینے والی شاید اسی لیے لوگ اس کے افسانے بنا دیتے تھے۔ بلکہ لوگ کیا... اسما کے گھر والے..... مامی اور اسما ابا تو آج تک اس نے گلناز کی بے ہودگیوں کے قصے کسی کی زبان سے نہیں سنے تھے۔

''ویسے تم اپنے منگیتر کو بچا رکھنا۔'' کچھ دیر بعد وہ ازلی بے تکلف انداز میں بہ آواز بلند اسے مشورہ دے رہی تھی۔

''کس سے بچا کر رکھوں؟'' اسما نے گلناز کو تیکھے چتونوں سے گھورا تھا اور ابھی گلناز منہ پھاڑ کر کسی انہونی بات کا ذکر کرنا چاہتی ہی تھی جب اندر آتی مامی کو دیکھ کر بات بدل گئی۔

''مجھ سے۔'' اس نے سابقہ انداز میں کھلکھلا کر کہا تھا۔ ''میری ہر اچھی چیز پر نظر ہوتی ہے۔'' وہ دیکھ مامی کو رہی تھی اور مخاطب اسما سے تھی..... اس کا انداز بڑا عجیب سا ہو گیا تھا..... جیسے وہ در پردہ مامی کو سنا رہی ہو..... گلناز کی ایک یہ بھی بڑی پرانی عادت تھی۔ وہ اپنا نام لے کر منہ بھر، بھر کے دوسروں کو باتیں سنایا کرتی تھی۔ یہ خاص ٹرک بھی گلناز کے پاس تھی۔

مامی نے گلناز کو بیٹھے دیکھا تو اُن کے ماتھے پر سلوٹیں آ گئیں..... وہ گلناز کو پسند نہیں کرتی تھیں اور گلناز بھی انہیں اچھا نہیں سمجھتی تھی۔ اسی لیے اسما کی غیر موجودگی میں وہ کبھی ان کے گھر نہیں آتی تھی۔

''میری نظر بڑی تیز ہے..... بلکہ ''بد نظر'' ہی کہو..... پتھر کو دیکھوں تو پتھر پھاڑ دوں..... اسی لیے کہتی ہوں..... اپنے فیانسی کو بچا کر رکھنا.....'' گلناز نے مامی کو تیکھی نظر سے دیکھ کر اسما کو مخاطب کیا تھا..... وہ لمحہ بھر کے لیے الجھ گئی..... کیا گلناز بے ارادہ ہی بات کر رہی تھی؟ یا بے پر کی اڑا رہی تھی جو اس کی فطرت کا خاصہ تھا؟ یا عادتاً مامی کو سنا رہی تھی کیونکہ مامی بھی اسے سنانے سے باز نہیں آتی تھیں۔

''میری نظر ہمیشہ دوسروں کی اچھی چیزوں پر رہتی ہے۔'' اس نے مزے سے چائے کی آخری چسکی بھری اور اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ مامی نے کھا جانے والی نگاہوں سے گلناز کو گھورا اور ساتھ ہی اپنی توپوں کا رخ اس کی طرف کر لیا۔

''تمہیں لور، لور گھومنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں.....؟'' وہ تخت پر نشست سنبھال کر بیٹھ گئی تھیں جس کا مطلب تھا وہ ابھی گلناز کو جانے کی اجازت دینے والی نہیں تھیں۔ مامی نے گلناز کو چھیڑ کر بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال لیا تھا..... گلناز جو مامی کے منہ لگنے سے بچ کر چپکے سے نکل جانا چاہتی تھی، گہری سانس کھینچ کر دوبارہ اپنی جگہ پر آ بیٹھی۔ ادھار رکھنے کی تو وہ بھی کبھی قائل نہیں تھی۔

اسما اسے بیٹھتا دیکھ کر سر پکڑ کر رہ گئی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ابھی کچھ ہی دیر میں محاذ تیار ہو جائے گا۔ جنگ کا طبل بجے گا اور دونوں اطراف سے گولہ باری شروع ہو جائے گی۔

''لور، لور پھرنا میں نے پڑوسیوں سے سیکھا ہے۔'' گلناز نے اپنی ازلی دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ مامی کا دل بری طرح سے جلایا۔

''پڑوسیوں سے کچھ اچھا بھی سیکھ لیتیں۔'' انہوں نے بھی حساب برابر کیا۔

''سیکھا ہے ناں، دوسروں کی ٹوہ میں رہنا..... غیبتیں کرنا..... اور جھوٹی افواہیں اڑانا.....'' گلناز نے گہرا کاٹ دار وار کیا تھا..... مامی جو تخت پہ نیم دراز ہو رہی تھیں، اٹھ کر لمحوں میں بیٹھ گئیں۔

''یہ تم کسے سنا رہی ہو؟'' ان کے ماتھے پر بل آئے۔

''ان دیواروں کو..... فرنیچر کو..... آپ کے تخت کو.....'' وہ جل بھن کر بولی تھی۔ ''ظاہر ہے آپ کو سنا رہی ہوں..... مطلب اسما کو۔'' اس نے فوراً اسما کا بھی اضافہ کر لیا تھا..... ورنہ مامی اسے چپل اٹھا کر مارنے کا پورا پورا ارادہ رکھتی تھیں۔

''تو کیا ہم جھوٹی افواہیں اڑاتے ہیں؟'' مامی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے آنکھوں میں تیز لپک بھر کر کہا..... گلناز نے آرام سے کندھے اچکا دیے۔

"کالونی میں جو بات بھی پھیلائی جاتی ہے اس اسما کے توسط سے پھیلائی جاتی ہے..... اسما افواہیں پھیلانے میں مہارت رکھتی ہے..... اسے بھارتی ایجنسی "را" میں بھرتی کروادیں۔ کم از کم مجھ غریب کی تو جان چھوٹے گی۔" گلناز نے مامی کو فارم میں آتا دیکھ بندوق اسما کے کندھے پر رکھ کر فائر کھولا تھا۔ وہی اس کی پرانی عادت..... منہ کسی اور کا رکھ کر مقابل بندے کو ساری تیکھی پھیکی سنا دینا..... دل کی بھڑاس نکال لینا۔

اسما جو اپنا نام لینے پر گلناز کو گھورنا چاہتی تھی اور اس کے منہ سے نکلنے والا تھا "ارے..... میں کہاں؟" گلناز کے اشارہ کرنے پر چپکی بیٹھی رہ گئی تھی۔

"جس شدت اور تیزی کے ساتھ مجھے کالونی میں بدنام کیا جارہا ہے ناں..... میں ببانگِ دہل کہہ رہی ہوں، اپنی زبانوں کے آگے بلڈوزر نہ کھڑا کیا گیا تو اسما کی بچی تمہیں اٹھا کر بارڈر کے پار دوسری نگری میں پھینک آؤں گی۔" گلناز نے دانت پیس کر مامی کی طرف دیکھتے ہوئے اسے سنایا تھا۔ اسما کے پیٹ میں ہنسی روکنے کے چکر میں گرہیں پڑ گئی تھیں اور مامی دانت کچکچاتی رہ گئیں۔

"اسما نے تمہارا کیا بگاڑا ہے اس نے تو کبھی نام تک نہیں لیا تمہارا..... جو منہ بھر، بھر کے باتیں کرتے ہیں ان کا ہی جا کر گریبان پکڑو۔" مامی نے جیسے ہاتھ جھاڑے تھے۔

"ان کے گریبانوں تک بھی پہنچ جاؤں گی..... ابھی تو صرف زبان سے سمجھا رہی ہوں۔" گلناز کے ارادے خاصے خطرناک تھے۔

"بی بی! ہمارا ناطقہ کیوں بند کر رکھا ہے..... ہمیں کیوں سناتی ہو۔" مامی کی بیزاری عروج پر تھی۔ وہ تو گلناز کو منہ لگا کر پچھتائی تھیں۔

"جس طرف سے طوفان اٹھے بند تو وہیں پہ باندھتے ہیں ناں۔" گلناز نے مرچیں چبا ڈالی تھیں۔ مامی کے تیور بدل گئے تھے۔

"مطلب.....؟" انہوں نے ناک پر انگلی رکھ کر پوچھا۔

"اس اسما کو سمجھالیں..... مجھ پر ہاتھ ذرا" ہولا" رکھے۔ جس دن میں نے اس کے پٹھے پر وزن ڈالا ناں تو اسے نانی یاد آجائے گی۔" گلناز نے اسما کی آڑ میں مامی اور اسارا کو در پردہ اچھی طرح سنا کر حساب برابر کیا تھا..... وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہ گئی تھیں۔

"لڑکی! تم ہمیں کیوں سنا رہی ہو۔ اہلِ محلہ کی زبان پکڑو..... ہم تو باہر سے سنتے ہیں، ہر کوئی تمہارا ریکارڈ لگاتا پھر رہا ہے۔" مامی بھی کھل کر سامنے آگئی تھیں۔

"محلے والے ایسے بے دید نہیں ہیں، کسی پر جھوٹے الزام رکھیں..... سب جانتی ہوں میں کون کیا کر رہا ہے۔ اللہ پوچھے گا سب کو۔" گلناز نے زہر خند لہجے میں کہا۔

"تم ہمیں کس خوشی میں بد دعائیں دے رہی ہو؟" مامی نے دانت پیس کر گلناز سے کہا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی۔ پھر چپل پیروں میں اڑس کر بولی۔

"دکھے ہوئے دل خود بخود دعاؤں کی رہگزر بن جاتے ہیں..... اس کے لیے زبان ہلانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔" گلناز نے دو لفظوں میں بڑی گہری بات کر دی تھی..... اس کی سنجیدگی نے اسما کو بھی چونکا دیا تھا۔ اسے بڑا ہی افسوس ہوا۔ اگر مامی نے گلناز کے خلاف غلط باتیں پھیلائی تھیں تو یہ بہت برا کیا تھا..... کم از کم اسما نے آج تک گلناز کی ایسی ویسی کوئی بات نہیں سنی تھی۔ گو کہ وہ بہت شریر تھی..... منہ پھٹ تھی مگر کریکٹر لیس ہرگز نہیں تھی۔ اسما کا دل نہیں مانتا تھا۔ پھر مامی کو تو ٹوہ لینے کی عادت تھی۔ اور وہ رائی کا پہاڑ بنانے میں بھی خاصی مہارت رکھتی تھیں۔ کیا خبر، مامی کو غلط فہمی ہوئی ہو..... اور انہوں نے بغیر تصدیق کے عادتاً بات آگے پھیلا دی ہو۔ اسما ابھی انہی باتوں پر غور و فکر کر رہی تھی جب مامی، گلناز کے اٹھتے ہی لپک کر اس کے قریب آگئیں..... اسما جو اپنے ہی خیالوں میں تھی لمحہ بھر کے لیے چونک گئی..... مامی کے لہجے میں دبا دبا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

جوش تھا...... اور وہ اسما کو کوئی "گپ" سنانے والی تھیں۔ اسما کے خیال میں یہی تھا......اب وہ گلناز کا کوئی اور خفیہ کارنامہ بتائیں گی۔

لیکن مامی نے اس کے گھٹنے پر دباؤ ڈال کر بڑی عجیب بات کہی تھی۔ اسما پوری جان سے ان کی طرف متوجہ ہوگئی۔

"سن لیا تم نے...... کیسے منہ پر سب کچھ سنا گئی ہے...... اس کو کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے...... اپنے گریبان میں نہیں جھانکتی سارا محلہ تھوتھو کر رہا ہے......خیر، چھوڑو اس بات کو...... دفع کرو تم نے اس کی باتیں سن لی ناں...... اس کے ارادے ٹھیک نہیں۔" مامی کے ہاتھ کا دباؤ بڑھنے کے ساتھ، ساتھ زبان کا دباؤ بھی بڑھ رہا تھا۔ وہ نا سمجھی کے عالم میں مامی کو دیکھتی رہ گئی تھی۔

"کیا مطلب......؟" اس کی آنکھوں میں الجھن تھی۔

"ارے...... مطلب صاف ظاہر ہے، تمہیں کیا بکواس سنا کر گئی ہے؟ جانے تمہارا دھیان کہاں ہوتا ہے؟" انہیں اس کے ہونق پن پر غصہ آگیا تھا۔

"میں بھی نہیں......" اسما واقعی نہیں سمجھی تھی۔

"گدھی ہو تم بھی...... جانے اتنا پڑھ کیسے لیا......؟ انسانوں کو پڑھنا نہ آیا...... یہ گلناز، عاشر پر اتنے سالوں سے ڈورے ڈال رہی تھی۔ جب عاشر نے منہ نہ لگایا تو پھر کالونی میں اپنی عادت پوری کرنے لگی......اب دیکھ لینا...... ہادی پر نظر رکھ لی ہے اس نے......اور تمہیں منہ پر جتا بھی گئی ہے......اس لڑکی کی دیدہ دلیری تو دیکھو......" مامی نے اپنی بات پوری کر کے اسما کے متغیر چہرے کی طرف دیکھا تھا۔

"آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟" بہت دیر بعد اسما کچھ بولنے کے قابل ہوسکی تھی۔

"اسما! تم میں ذرا بھی ہوشیاری نہیں...... اپنی سادگی میں ہر کسی پر اعتبار کر لیتی ہو۔ اس گلناز سے بچ کر رہو...... بہت چالاک ہے یہ......" مامی کا انداز دھیما اور کیلا ہو گیا تھا۔

"مامی! گلناز ایسی نہیں......" اس نے لب بھینچ لیے تھے۔

"وہ کیسی ہے...... مجھے سب پتا ہے، تم نہ سمجھنا...... کیا بھول گئی ہو گلناز کی عاشقی ہمارے عاشر کے لیے...... کیسے جان دیتی تھی عاشر پہ...... مرنے پر اترائی تھی۔ بھول چکی ہو...... سب کچھ؟" مامی نے اسے ...... کیا کچھ یاد دلانے کی کوشش کرنی چاہی...... وہ لمحہ بھر کے لیے چپ کر گئی...... یاد تو اسے بھی بہت کچھ آگیا تھا...... اور ساتھ دل میں عجیب سا وہم بھی ابھر آیا...... گلناز کی بازگشت اس کے کانوں میں اب تک سنائی دے رہی تھی۔

"تم جتنے مرضی بند باندھ لو...... میں تمہارا ہیرو لے اڑوں گی۔" اسما کے دل میں ڈھیروں بے چینیاں چیونٹیوں کے مانند رینگنے لگی تھیں۔ وہ چاہ کر بھی اس احساس سے پیچھا نہ چھڑا سکی۔

☆☆☆

اسما کے ساتھ ایک عجیب مسئلہ تھا...... وہ جتنا ہاسٹل میں پڑھ کر آتی بس وہی غنیمت ہوتا...... گھر آنے کے بعد اسے بہ مشکل ہی نوٹس اٹھانے کا وقت ملتا تھا...... مامی اسے دیکھ کر یا تو کمر درد اور گھٹنوں کا درد لے کر بے حال ہو جاتی تھیں یا پھر رشتے داروں کے گھروں میں راؤنڈ لینے نکل پڑتیں...... اسما کے گھر آتے ہی انہیں یاد آجاتا کہ فلاں کے گھر بچے کی ولادت پہ مبارک باد دینی ہے۔ فلاں کا عقیقہ ہے......فلاں کے گھر تعزیت کرنے جانا ہے......وغیرہ وغیرہ...... ان کا گھر میں ٹکنا پھر محال ہو جاتا تھا۔

اسما پر خود بخود گھر کی ذمے داری آجاتی تھی۔

ویسے بھی ہر پندرہ دن بعد عاشر، اسما کو لے آتا کیونکہ اسما ہی آکر بابا، عاشر اور ماموں کے ڈھیر لگے کپڑوں کو دھوتی۔ عاشر کے کپڑوں کو کلف لگاتی۔ ان سب کے کپڑوں کو استری کرتی...... اسما کی غیر موجودگی میں مجبوراً عاشر کو لانڈرنگ بھی کروانا پڑتی تھی...... لیکن اس کی نوبت کم، کم ہی آتی...... اسما ہر پندرہ دن کے بعد گھر

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

آجاتی اور یہ سب کام انجام دیتی۔ مامی سے اب حقیقتاً اتنا کام نہیں ہوتا تھا..... پھر ماموں معذور تھے..... وہ ان کو سنبھالتی تھیں اور یہی ان کا بڑا کام بھی تھا۔

اسمارا کو کہنا سننا فضول تھا۔ وہ بڑی موڈی لڑکی تھی دل کرتا تو کام کرتی ورنہ اس کی بلا سے..... مامی خود بھی اسمارا پر ذمے داری ڈالنے کے حق میں نہیں تھی۔ اور بابا ویسے بھی گھریلو معاملات سے الگ رہتے تھے۔

ان دنوں چھٹیوں کے بعد اس کے امتحانات بھی تھے لیکن اسے پڑھنے کا ذرا وقت نہیں مل رہا تھا۔ رات کو بھی آندھی وطوفان کے ایسے جھکڑ چلے کہ پورا گھر دھول مٹی میں اٹ گیا تھا۔ گو کہ بارش نہیں ہوئی تھی تاہم تیز ہوا اور مٹی کی وجہ سے زیادہ گندگی اور کوڑا پھیلا ہوا تھا۔ صبح وہ ناشتے کے بعد صفائی میں جت گئی تھی۔ کمرے اور لاؤنج صاف کر کے جیسے ہی اس نے صحن میں پائپ لگایا تھا۔ اسی پل دیوار سے گلناز نے جھانکا..... اسما کو کام کرتے دیکھ کر اس کی رگِ شرارت پھڑک اٹھی۔

''اسما! مہینے بھر کی گندگی نکال جایا کرو..... تمہارے بعد یہاں پر کوئی جھاڑو پکڑنے کا بھی روادار نہیں..... صحن گلے سڑے پھلوں سے بھر جاتا ہے۔ کبھی کسی کو توفیق نہیں ہوتی کہ صفائی کردے۔'' گلناز کی آواز پر اسما نے گردن اونچی کر کے دیوار کی طرف دیکھا تھا۔ وہ شیطان کی آنت کی طرح لٹک رہی تھی۔

''امی نے تو قسم کھا رکھی ہے..... ہل کر پانی بھی نہیں پینا.....'' اس نے مزیدار شاد جاری کیا۔

''جب ذمے داری پڑے گی تو کرلے گی۔ ابھی اسے کرنے والے نظر جو آتے ہیں۔'' اسما کا انداز بے پروا تھا۔ اس نے پائپ لگا کر چھپاک، چھپاک فرش دھونا شروع کیا۔

''مجھے تو اگلے دس سالوں میں بھی ایسے آثار نظر نہیں آتے.....'' گلناز دیوار سے لٹکتی ہوئی نیچے اتر آئی تھی۔

''لکھوالو مجھ سے..... یہی حالات رہے تو امی صاحبہ اُدھر کوئٹہ میں بھی تمہیں چین نہیں لینے دیں گی۔

سچی کہانیوں آپ بیتیوں جگ بیتیوں کا بے مثال مجموعہ

سرگزشت کراچی

ماہنامہ

شمارہ مئی 2016ء کی جھلکیاں

احوال نظر

ڈاکٹر ساجد امجد کے شرر بار قلم سے ایک شاعر خوش نوا کا احوال

ملکۂ رنج

سلمیٰ اعوان بیان کرتی ہیں ایک باہمت دوشیزہ کی داستان

چاند ستارے

الطاف شیخ کی پر مغز اور انتہائی دلچسپ تحریر

شمشال سے ٹورنٹو

ندیم اقبال کے جادو اثر قلم سے سیر پاکستان کی کتھا

معصوم مجرمہ

بیٹی کو جرائم کے راستے پر لے جانے والے باپ کی سچ بیانی

سراب

9 سال سے جاری طویل داستان اختتام کی طرف گامزن

اس کے علاوہ

بہت ساری سچ بیانیاں، سچے قصے، دلچسپ واقعات

آج ہی نیا شمارہ نزدیکی بک اسٹال پر مختص کرالیں۔

بس ایک بار سرگزشت پڑھیں پھر آپ خود ہی اس کے اسیر ہوجائیں گے

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

فون کھڑکا، کھڑکا کر یہ دونوں تمہیں بلایا کریں گے تاکہ تم عاشر کے سال بھر کے کپڑے استری کر جاؤ..... اور گندے کپڑوں کی گانٹھ بھر کے ساتھ لے جاؤ..... وہیں سے دھو، دھو کر پریس کرنا اور پارسل کر دینا۔'' وہ ہنستے ہوئے نان اسٹاپ شروع تھی۔ اسما نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

''اب ایسی بھی بات نہیں..... عاشر کے کام تو امی ضرور کرے گی۔''

''خوش فہمی ہے تمہاری..... امی سے امید مت رکھنا۔'' گلناز نے آگے بڑھ کر اس سے جھاڑو اور پائپ جھپٹ لیا تھا۔

''رہنے دو، میں کر لیتی ہوں۔'' اسما نے نرمی سے کہا۔ ''تم اپنے گھر کا سارا کام خود کرتی ہو، تھک چکی ہوگی۔''

''میں نہیں تھکتی..... تم وائپر لگاؤ پیچھے سے..... دیکھو تو دھوپ چڑھتی جا رہی ہے۔'' گلناز نے پائپ اور جھاڑو پکڑتے ہی منٹوں میں لپک جھپک صحن دھو ڈالا تھا..... وہ بڑی پھرتیلی لڑکی تھی۔ جتنی زبان چلتی تھی، اتنے ہاتھ بھی چلتے تھے۔ خاصی صفائی پسند بھی تھی، کوکنگ بھی لاجواب کرتی، کپڑوں کی سلائی تک کر لیتی تھی۔ ہر فن مولا سمجھی جاتی تھی۔ اسما نے سر ہلا کر وائپر لگانا شروع کیا تھا۔

''ویسے کبھی، کبھی میں سوچتی ہوں، امی میں ذرا بھی احساسِ ذمے داری نہیں۔ یہ گھر کیسے چلے گا۔ مامی خود تو کام چور تھیں..... امی کو بھی ایسا بنا دیا۔''

''امی کو تمہاری مامی نے نہیں ایسا بنایا۔ وہ قدرتی طور پر اپنی ماں پہ گئی ہے۔ جینز کا اثر ہوتا ہے یار!'' وہ گملوں میں پانی ڈالنے لگی۔ پودوں کو پانی کی پھوار سے دھویا تو ان میں جان پڑ گئی تھی۔ جانے کب سے سوکھ رہے تھے۔

''اور ایک بات کہوں؟ برا مت ماننا.....'' وہ پسینے سے تربتر لال انگارہ چہرے پر ہاتھ مار کر بولی۔ اس کی سرخ و سفید رنگت تربوز کی طرح لال ہو رہی تھی۔

''ہاں بولو.....'' اسما نے امرود کے پودے سے کچے کچے امرود توڑ لیے..... پک کر گر جاتے تب بھی کسی نے کہاں اتارنے تھے۔

''امی خود بھی نکمی ہے لیکن تمہاری مامی اور عاشر نے اسے جان بوجھ کر نکما کر دیا۔ عاشر کو اب نہیں..... شادی کے بعد احساس ہوگا۔'' اسما کا اچھالا ہوا امرود کیچ کرتی وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی..... اس نے سر ہلا کر اس کی بات کو تسلیم کیا۔

''اب دیکھو ناں..... بجائے امی کو سمجھانے یا احساس دلانے کے، اسے گھر کے کاموں کی طرف توجہ دلانے کے عاشر فون کھڑکاتا ہے یا تمہیں ہاسٹل سے لے کر آتا ہے..... یہ کوئی مسئلے کا حل تو نہ ہوا.....؟'' گلناز نے کچے امرود کو کچر، کچر کھاتے ہوئے کہا تھا..... اسما گہری سانس کھینچ کر رہ گئی تھی۔

''امی اپنی اداؤں اور دل لگی سے ہی عاشر کو فرحت بخشتی رہے گی۔ وہ اسے دیکھ، دیکھ کر ہی شاد ہوتا رہے گا۔ گھر کی طرف توجہ کس کافر کی جائے گی۔'' اسما نے ہنس کر اس کی کھری، کھری باتوں کو ٹال دیا تھا۔ وہ کئی مرتبہ اس مسئلے پر سوچ چکی تھی۔ چلو، مامی، ماموں تو اسما کے ماں باپ تھے۔ وہ اس کی بے پروائیوں پر پردہ ڈال لیتے تھے پھر ماموں کا خیال رکھنے کے لیے مامی تھیں۔ اصل مسئلہ تو بابا کا تھا..... ان کا خیال کون رکھتا.....؟ عاشر نے تو امی کے حسن سے ہی پیٹ بھر لینا تھا۔ لیکن بابا کہاں جاتے؟ اس نے سوچ کر پکا ارادہ کر لیا تھا۔ وہ عاشر سے اس معاملے پہ ضرور بات کرے گی۔

''اچھا..... چھوڑو ان باتوں کو یہ بتاؤ تمہارے رشتے کی جہاں بات چل رہی تھی کیا بنا وہاں.....؟'' اسما نے اسے امی کے موضوع سے ہٹا لیا تھا۔ گلناز کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔

''جانے دو..... کوئی اور بات کرتے ہیں.....'' گلناز کا موڈ آف ہو گیا تھا..... اس نے پائپ لپیٹ دیا۔ جھاڑو ٹھکانے پر رکھا۔

''مجھے بھی نہیں بتاؤ گی؟'' اسما وائپر لگا کر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

برآمدے کی سیڑھیوں پر آ بیٹھی تھی۔ گلناز کیاریوں میں گھس کر پودوں میں تانکا جھانکی کرنے لگی۔

''وہاں سے بات ختم ہوگئی ہے یارا......'' وہ ہری مرچ کے پودے پر لگی ڈھیروں تازہ مرچیں اتار کر اپنے دوپٹے کے پلو میں رکھ رہی تھی۔ بازار میں مرچوں کا بھاؤ سونے کے بھاؤ جتنا تھا اور یہاں پر کسی کو قدر نہیں تھی۔ گلناز کو افسوس ہوا۔

''کیوں......؟'' اسما نے تفکر بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ارے کیوں کا کیا سوال ہے؟ ایک میرے ابا کمانے والے، مکان کرائے کا...... سفید پوشی سے ڈھکا چھپا بھرم ٹوٹ گیا۔ جب انہوں نے لاکھوں کے جہیز کی ڈیمانڈ کی تھی۔'' وہ بے پروائی سے بتا رہی تھی۔ اس کا سارا دھیان ہری مرچوں کی طرف تھا۔ اسما کا دل بھی برا ہوا۔ آخر گلناز میں کیا کمی تھی۔ ایم اے تعلیم، سگھڑ، سلیقہ مند اور گوری چٹی خوب صورت...... لوگوں کا معیار کہاں تک آ پہنچا تھا۔ لالچی نہ ہوں تو......

''اچھا ہوا جان چھوٹ گئی تمہاری۔'' اسما نے ہمدردی جتائی تھی۔ ''اتنے لالچی لوگ تھے۔ بعد میں نہ جانے کیا، کیا کرتے؟''

''جان کہاں چھوٹی ہے؟'' گلناز نے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔ ''گو کہ لالچی تھے مگر اماں ابا کی پریشانی تو ختم ہو جاتی۔'' اسما کو واضح طور پر لگا تھا اس کی آواز بھرا رہی ہے۔

''اماں رشتے کروانے والی کٹنیوں کو اپنی ساری کمیٹی کی رقم تھنسوا چکی ہیں۔ مگر ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ لالچی تھے لیکن چل ہی جاتے...... اماں، ابا کا بوجھ تو کم ہوتا......'' گلناز نے بڑے سفاکانہ انداز میں کہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا اس نے دوپٹے کے پلو میں باندھی ساری ہری مرچیں خود نگل لی ہیں۔

''اور تمہاری زندگی چاہے پوری کی پوری خراب ہو جاتی۔'' اسما نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

''تو کیا ہوتا؟ یہاں بھی بڑی سنور رہی ہے۔ اماں کو مجھے دیکھ دیکھ کر ہول اٹھتے ہیں۔'' گلناز نے تلخی سے سر جھٹکا۔

''اللہ بہتر کرے گا۔'' اسما اس کے علاوہ کیا کہہ سکتی تھی۔

''بہتری کی امید پہ تو زندہ ہوں۔'' گلناز نے ساری مرچیں اتار کر اکٹھی کر لی تھیں۔ غالباً اچار ڈالنے کا ارادہ تھا۔ وہ ہر دفعہ اسما کی لگائی سبزیوں میں سے اپنا حصہ اڑا لیتی تھی کیونکہ اسما کی غیر موجودگی میں پپو کو بھیج کر پودوں کو پانی بھی گلناز ہی لگواتی تھی۔

''ویسے ایک بات کہوں......؟'' وہ یاسیت کے راؤنڈ کو پورا کر چکی تھی۔ اب دوبارہ سے اپنی جون میں لوٹ رہی تھی۔

''ہاں کہو......'' اسما نے سر جھٹک کر کہا۔ گلناز اب لیموں کے پودے کا ایکسرے کر رہی تھی۔ گول، گول لیموں اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔

''تم بہت خوش قسمت ہو اسما......'' اس نے کانٹوں سے بچتے بچاتے لیموں اتارنے شروع کر دیے تھے۔

''وہ کیسے......؟'' اسما چونکی۔

''تمہیں اتنے اچھے لوگ ملے...... تمہارے سسر کی بات کر رہی ہوں۔ وہ بہت اچھے انسان ہیں، جتنی مرتبہ وہ تمہاری غیر موجودگی میں آئے انہیں میں نے ہی چائے بنا کر دی تھی...... انکل مجھے بلوا لیتے تھے...... غالباً دو یا تین مرتبہ جب امی اور آنٹی گھر پر نہیں تھیں......'' گلناز کے بتانے پر اسما نے سر ہلا دیا۔ اپنے سسر کی تعریف اسے اچھی لگی تھی۔

''اور ان کا بیٹا بھی بہت اچھا ہے......'' گلناز نے مزید کہا تھا اب کہ اسما کی ساری بے نیازی ہوا ہو گئی تھی۔

''ان کے بیٹے کو تم نے کہاں دیکھا ہے؟'' اسما کا رنگ فق ہو چکا تھا۔

''دیکھا نہیں...... سنا ہے، انکل بتا رہے تھے۔ اپنے بیٹے کی اتنی تعریف کر رہے تھے۔ وہ بہت اچھا ہے۔ بہت نیک ہے۔ بڑا فرمانبردار ہے۔'' گلناز نے ہنس کر بتایا تھا۔ وہ لیموں کا ڈھیر اتار چکی تھی۔ اب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

دوپٹے میں لپیٹ رہی تھی۔

''اچھا.....'' اس نے گہری سانس خارج کی..... ہادی کی تعریف پہ اس کی اٹکی سانسیں بحال ہوگئی تھیں۔

''تم نے کبھی فون پر بات کی اس سے؟'' گلناز کو اچانک خیال آیا۔

''نہیں تو.....'' اسما نے نفی میں سر ہلایا۔

''تو کرلیتی ناں.....؟ اب تو سارے لوگ کرتے ہیں..... انڈر اسٹینڈنگ ہوجاتی ہے۔ ہادی بھی خوش ہوتا۔ نمبر نہیں ہے تمہارے پاس؟'' گلناز نے مسکرا کر پوچھا۔

''عاشر کے پاس ہے۔'' اسما نے بتایا۔

''اس کے پاس انڈے دے رہا ہے..... نمبر لو عاشر سے۔'' گلناز نے اسے ڈپٹا تھا۔ اسما نفی میں سر ہلانے لگی۔ وہ خود سے اتنا چیپ کام کیسے کرتی؟ اس کی جھجک اور وقار ایسی حرکت کے متحمل نہیں ہوسکتے تھے۔ گلناز مسلسل بضد تھی۔

''میں اتنا غیر مناسب کام نہیں کرسکتی.....'' اسما نے دوٹوک انداز میں جواب دیا۔ حد تھی وہ کیوں پہل کرتی؟ جبکہ ہادی کی طرف سے ایسی کوئی ڈیمانڈ یا خواہش کا اظہار نہیں کیا گیا تھا۔

''تم بس رہنا انیس سو بیس میں ہی..... لوگ کہاں کے کہاں پہنچ گئے۔ ارے یار! وہ جھجکتا ہوگا، تم پہل کرلو..... بیچارہ خوش ہوجائے گا۔'' گلناز نے اسے اکسایا تھا۔

''میں نے اسے خوش کرنے کا ٹھیکا نہیں لے رکھا۔ جیسے مرضی خوش رہے.....'' اسما ایک انچ بھی نہ ہلی تھی۔ وہ شادی سے پہلے کے میل جول یا ٹیلی فونک رابطے کو ناپسند نہیں کرتی تھی، بابا اور عاشر کی طرف سے بھی کوئی پابندی نہیں تھی لیکن جب ہادی نے ایسی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی تھی تو پھر اسما کیوں پہل کرکے اپنا آپ گراتی۔

''تم انا اور وقار کا طبل بجاتی رہنا..... اور جانے کیا کچھ ہوتا رہے..... اینی وے، یہ ساری مرچیں اور لیموں میرے منتظر تھے۔ جب اچار تیار ہوگا تو تمہارا حصہ نکال دوں گی..... ابھی چلتی ہوں، ہانڈی چڑھانی ہے، میری آفر پہ غور کرنا.....'' گلناز کے احمقانہ مشورے پر اس کا عمل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا..... وہ کتنی ہی دیر گلناز کو کوستی رہی..... حد تھی بھلا..... اسے کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ہادی کی نگاہ میں اپنا وقار گرانے کی..... وہ بھی کیا سوچے گا کہ کیسی بے شرم اور اتاؤلی لڑکی ہے۔ مری جارہی تھی اس سے بات کرنے کو..... نہیں، نہیں..... ہرگز نہیں..... اس نے مستحکم انداز میں سوچا پھر ہانڈی پکانے کے لیے سبزی کاٹنے لگی لیکن اس کا دھیان ہادی کی طرف محوِ پرواز تھا۔ اس نے بھی تو اسما سے ملنے، دیکھنے یا بات کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ کیا وہ اسما کے ساتھ رشتے پہ خوش تھا؟ یہ گلناز کی بچی اس کا ذہن کہاں پہ الجھا گئی تھی۔

اسما کے دل سے یہ بات نکل ہی نہیں سکی..... حالانکہ بابا نے کہا بھی تھا۔ اسما اگر ہادی سے ملنا چاہے..... اور یقیناً بابا سے عاشر نے یہ بات کی ہوگی۔ اس کے بابا اور بھائی خاصے روشن خیال تھے۔ اور وہ چاہتے تھے کہ اسما اپنا شرعی حق استعمال کرلے..... لیکن اسما کو اپنے بابا پہ پورا بھروسا تھا۔ اس نے سب کچھ ان دونوں پر چھوڑ دیا..... لیکن وہ ہادی کی طرف سے دل میں اٹھتے وہم کو نکال نہیں سکی تھی۔ ہادی نے بھی تو اس سے ملنے یا دیکھنے کی کسی خواہش کا اظہار نہیں کیا تھا؟ کیا واقعی ہادی اس رشتے پر خوش تھا؟

☆☆☆

وہ اپنی ہی جھونک میں گیٹ سے باہر نکلی تو اندر آتے عاشر سے بری طرح ٹکرا گئی اور اس ٹکراؤ کے نتیجے میں گلناز کی ساری پوٹلی کھل کر بکھر گئی تھی۔ ہری مرچیں اور لیموں جا بجا لڑھکتے ہوئے دور، دور تک چلے گئے تھے۔ اور گلناز کی مارے وحشت کے آنکھیں بھی دور تلک ہی پھیلتی چلی گئی تھیں۔

''اندھی ہو کیا؟ دکھائی نہیں دیتا.....؟ بے تھے

READING SECTION
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

بیل کی طرح ٹکراتی پھر رہی ہو۔'' عاشر اس تا کرے سے سنبھل کر ایک دم گلناز پہ چڑھائی کرتے ہوئے بولا، وہ ناک بھوں چڑھا کر اسے بری طرح سے گھور رہا تھا...... گلناز سنبھل کر سیدھی ہوئی پھر مارے غصے کے تپ اٹھی۔

''تم خود کسی خوفناک سانڈ کی طرح پھنکارتے آ رہے تھے...... کیا آنکھوں کی بتی گل ہے یا دماغ کی......؟''

''تم نے مجھے سانڈ کہا؟'' عاشر مارے صدمے کے گرنے ہی لگا۔ ''خود کیا ہو تم؟ شمال جنوب میں پھیلی ہوئی...... بھوری آنکھوں والی بلی...... آٹے کی بوری......'' اس نے صدمے سے سنبھل کر حساب برابر کر دیا تھا۔ ''اور تم ہمارے گھر کی ٹوہ میں رہنا چھوڑ دو...... کیا تانکا جھانکی سے فرصت نہیں۔''

''میں کیوں تانکوں گی...... ہر وقت روٹیاں اٹھائے آتے جاتے دکھائی دیتے ہو۔'' گلناز نے دانت پیسے تھے۔

''تم مجھے دیکھنے کے علاوہ بھی کوئی اور کام کر لیا کرو......'' عاشر نے اسے اور بھی چڑایا تھا۔

''ایسے ہی حسن کے دیوتا ہو ناں...... مجھے کیا ضرورت پڑی ہے تمہیں دیکھنے کی۔'' اس نے چبا، چبا کر کہا۔

''ایسی غلطی بھی نہ کرنا...... امی تمہارا کچومر کر دے گی......'' عاشر نے اسے تپایا، گلناز تو مارے غصے کے پھڑ پھڑانے لگی۔

''امی کچومر اپنا بنائے یا تمہارا...... مجھ تک آنے کی ضرورت نہیں...... ویسے بھی امی کو کھانا پکانا تو آتا نہیں...... انڈے وہ ابال نہیں سکتی۔ کچومر کیا خاک بنائے گی...... البتہ بے وقوف ضرور بنا سکتی ہے۔'' گلناز نے ایک ہی راؤنڈ میں سارے پوائنٹ برابر کر دیے تھے۔ لیکن وہ عاشر ہی کیا جو منہ کی کھا کر لاجواب ہو جائے۔

''امی کو ضرورت کیا ہے بھلا؟''

''ہاں، تم جو ہو...... باورچی بھی بن سکتے ہو۔'' گلناز نے اسے چڑایا۔

''تمہیں بائی داوے ہمارے غم میں گھلنے کی کیا ضرورت پڑی ہے؟'' عاشر نے گہرے طنزیہ انداز میں پوچھا تو گلناز پہلی مرتبہ قدرے گڑبڑائی تھی۔

''میں تو ایسے ہی تمہیں مشورہ دے رہی تھی...... تا کہ اپنے فیوچر کا پلان ابھی سے ترتیب دے لو...... ہوٹل وغیرہ سلیکٹ کر لو ظاہر ہے کرنا کرانا تو اس نے کچھ ہے نہیں۔''

''تم اپنے مشورے اپنے پاس ہی رکھو۔'' عاشر نے بھنا کر جتایا۔

''نہیں تو نہ سہی...... میں تو تمہارے بھلے کے لیے کہہ رہی تھی۔'' گلناز نے کندھے اچکائے تھے۔

''اپنا ''بھلا'' بھی اپنے پاس ہی رکھو، مجھے ضرورت نہیں۔'' وہ تنک اٹھا تھا۔ گلناز کے ہونٹوں پہ معنی خیز مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

''کیا پتا ضرورت پڑ جائے......'' وہ اسے جان بوجھ کر تلملانے پر مجبور کر رہی تھی۔

''اگر پڑی بھی تو تم سے مدد لینے نہیں آؤں گا۔'' عاشر نے جان چھڑائی تھی۔

''اپنی بات پر قائم رہنا۔'' گلناز نے دھمکا کر کہا تھا۔

''میں قائم ہوں...... تم اپنی فکر کرو...... خواہ مخواہ خدمتِ خلق کے بہانے بیچ میں کود نہ پڑنا...... ویسے بھی تمہیں بہانے، بہانے سے میرے گرد منڈلانے کا شوق ہے۔'' عاشر نے مسکراہٹ نگل کر اس کے لال بھبوکا چہرے کی طرف دیکھا...... وہ اپنی بلی جیسی آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی...... اور پھر جیسے پھٹ ہی پڑی۔

''ایسے ہی تم شہد کی مکھیوں کے چھتے ہو ناں...... تمہارے وجود سے شہد بہتا ہے ہونہہ، بڑی خوش فہمی ہے تمہیں اپنے بارے میں۔''

''اس بات کا احساس تم نے ہی مجھے دلایا ہے۔ میرے فراق میں آہیں بھر، بھر کے...... اور میرے گرد پھیرے لگا، لگا کر......'' عاشر نے اس کی سابقہ......

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

بے وقوفیوں اور بے تابیوں کا ذکر چھیڑا تو گلناز کا مارے خفت کے چہرہ لال پڑ گیا تھا۔ یہ اس کی زندگی کا کمزور ترین پہلو تھا..... اس کی نادانی میں اتری محبت، اوائل عمر کی غلطیاں، کچی پکی عمر کی الفتیں جو اپنی نادانی اور بے وقوفی میں اس نے پورے جہان میں خود ہی نشر کردی تھیں۔ اور جب، جب گلناز کو وہ سب یاد آتا..... اس پر گھڑوں پانی پڑ جاتا۔ انسان اپنی کم عقلی اور نادانی میں کیا کچھ نہیں کر دیتا..... جس پر بعد میں پچھتانا پڑتا ہے اور گلناز کو بھی اپنی کھیل کھیل کی محبت ایک پچھتاوے کے مانند ڈستی تھی۔

''وہ تو میں کالج کے ڈرامے کی ریہرسل کرتی تھی۔'' گلناز نے بہت دیر بعد خود پر قابو پا کر عاشر کو خوش فہمیوں کے ہنڈولے سے گرایا۔ اسے اپنے اوپر قابو پانا آتا تھا اور تن کے مقابلہ کرنا بھی آتا تھا۔ عاشر چاہے جتنی دفعہ ملنے پر اسے پرانی باتیں دُہرا دُہرا کر شرمندہ کرتا..... گلناز ڈٹ کے بھرپور حاضر جوابی کا مظاہرہ کرتی۔

عاشر ابھی کے ابھی گلناز کی بے نیازی میں لپٹے سفید جھوٹ پر بے ہوش ہونے لگا۔

''گلو..... کی بچی.....! اب اتنا بڑا جھوٹ مت بولو..... جس پر یقین کرنے کے لیے دریائے ہڈسن میں ڈوبنا پڑے۔''

''تاکہ لاش بھی نہ مل سکے۔'' گلناز نے ٹکڑا لگایا تھا۔

''تمہاری.....'' عاشر مسکرایا۔

''چلو میری ہی سہی..... تم تو خوش ہو جاؤ گے۔'' گلناز کے لہجے پہ لمحہ بھر کے لیے یاسیت چھا گئی تھی۔ جس پر اس نے فوراً قابو پالیا تھا کہ خود کو گرانا اب اسے گوارا نہیں تھا۔

''راستے سے ''بلڈوزر'' جو ہٹے گا میں کیوں ناں جشن مناؤں گا۔'' عاشر بے پروائی سے مسکرایا۔ گلناز کے دل میں ایک ساتھ کئی کانٹے چبھ گئے تھے..... اس کے چہرے کی رنگت بھی متغیر ہو گئی تھی۔ جس پر اس نے مشکل سے ہی سہی مگر قابو پالیا تھا۔

''میں کب تمہارے رستے میں کھڑی ہوں..... میں تو ایک طرف کھڑی ہوں.....'' اس کی آواز میں ٹوٹے کانچ چیخ رہے تھے۔ عاشر ساری چونچالی بھول کر گڑبڑا سا گیا..... پھر اسے کوئی بات اور نہ سوجھی تو نیچے بکھری ہری مرچیں اور لیموں دیکھ کر گلناز پر چڑھ دوڑا..... شاید ماحول پر چھائی کثافت کے اثر کو مٹانا چاہتا تھا یا پھر گلناز کو اس یاسیت سے نکالنا مقصود تھا۔

''چورنی؟ تم نے ہماری کیاریوں پر حملہ کیا ہے؟ تبھی چوروں کی طرح اندھا دھند بھاگ رہی تھیں۔ تاکہ تم مامی کے ہاتھوں پکڑی نہ جاؤ.....'' عاشر نے کچھ ہی دیر بعد گلناز کو پھر سے پنجے تیز کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

''چور ہو گے تم یا تمہارے ہوتے سوتے..... خبردار مجھے چورنی کہا تو..... پودوں پر لگی نعمتیں اور رزق ایسے ہی گل سڑ رہا تھا..... اور ہمیشہ سے گلتا سڑتا ہی ہے اگر اسمانہ دیکھے تو..... میں ہر دفعہ لیموں، مرچیں اتارتی ہوں۔ اچار ڈالتی ہوں تو آدھا حصہ تمہارے پیٹ میں اترتا ہے۔ جو صبح، صبح نگل کر یونیورسٹی جاتے ہو..... اگر آم اتاروں تو مربہ ڈالتی ہوں..... اس میں بھی آدھا مربہ تمہاری سڑیل مامی کے ہاتھوں میں دے کر آتی ہوں..... خود سے تو کبھی انہیں توفیق نہیں ہوتی..... اور تم ہر چیز کھا ڈکار کر باتیں بھی سنانے سے باز نہیں آتے۔'' وہ تن فن کرتی زمین پر بیٹھ کر لیموں اور مرچیں اکٹھی کرنے لگی۔ عاشر بھی جھک کر دوزانو بیٹھ گیا تھا پھر اس نے گلناز کی لیموں، مرچیں اٹھانے میں پوری مدد کی تھی جب وہ اپنی پوٹلی بنا کر اٹھی تو عاشر نے بے ساختہ کہا۔

''سوری ناں.....'' وہ منہ بسور کر کہہ رہا تھا۔ گلناز کے آگے بڑھتے قدم رک گئے تھے۔ یہ سوری خاصا غیر متوقع لفظ تھا۔ عاشر اور سوری کہے.....؟ حیرت کی بات تھی۔ اس نے تو اچھے، اچھے وقتوں میں سوری نہیں کیا تھا..... جب اس کا سوری بنتا بھی تھا، گلناز کی نادانیوں میں کہے لفظوں کا جب اس نے ریکارڈ لگا دیا تھا۔ اس کی محبت کے اشتہار لگا دیے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

یوں اسارا کی مامی تک بات پہنچی تو گویا بجلی گر گئی، محلے میں چرچے ہونے لگے تھے۔ اماں ابا تک شرمسار پھرتے رہے اور گلناز سے نظریں اٹھانا محال ہو گیا۔ وہ بھی کیا ہی دن تھے۔ گلناز ان دنوں کو سوچنا ہی نہیں چاہتی تھی جو گزر گیا سو گزر گیا تھا۔ تب عاشر بھی میچور نہیں تھا۔ اس نے بھی غیر سنجیدگی کا ثبوت دیا تھا کیونکہ اس میں تب اتنی سمجھ بوجھ نہیں تھی۔

اور اب سوری کا کیا مطلب تھا؟

یہ سوری ابھی ابھی کہے گئے لفظوں پہ کیا جارہا تھا؟ یا پھر سابقہ غلطیوں کے ازالے کی وجہ سے؟ گلناز الجھ کر اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

''یہ سوری کس لیے......؟'' اس نے اپنی حیرانی پر قابو پا کر بے ساختہ پوچھا تھا۔

عاشر کچھ دیر تک اس کا دھوپ کی تمازت سے سرخ تربوز جیسا چہرہ دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بڑی نرمی اور ملائمت سے سر جھکا کر کہا۔

''ہر اس غلطی کے لیے...... اور ہر اس بات کے لیے جس نے تمہارا دل دکھایا ہے۔'' وہ اپنے الفاظ کہہ کر رکا نہیں تیزی سے اندر چلا گیا تھا۔ جبکہ گلناز حیرت کا مجسمہ بن کر ساکت کھڑی رہ گئی تھی۔

یہ دن بڑے سست رفتار اور گرم تھے جب فضا حبس سے بھر گئی تھی اور ہوا چلنے سے قاصر...... پرندے گھونسلوں میں چھپے رہتے۔

گرمی کا تپاک سہا نہیں جاتا تھا۔ باہر لو کے تھپیڑے اڑتے سارا، سارا دن موسم گرم اور خشک رہتا...... رات کے وقت اچانک آسمان سرمئی ہوتا...... غبار کے بگولے اٹھتے اور لمحوں میں آندھی اپنا کام کر دکھاتی۔ ہر طرف گرد ہی گرد اڑنے لگتی۔ یوں پورا گھر دھول مٹی سے اٹ جاتا۔ تب اسما کو بڑی ہی کوفت ہوتی تھی۔ اس کی ہر چھٹیاں بیکار جاتیں۔ پھر بابا نے گھر پینٹ کروانا شروع کیا تو ساری بیزاریت ختم ہو گئی تھی۔

وہ اسما کی شادی سے پہلے سارا گھر پینٹ کروا رہے تھے۔ انہی دنوں اسارا کو بخار اور الرجی کا مسئلہ ہو گیا تو مامی اسے لے کر اپنے میکے چلی گئیں۔ پیچھے سے اسما نے پورا گھر گلناز کے ساتھ مل کر سیٹ کیا تھا...... بابا کچھ کمروں کا سامان بھی نیا لے آئے۔ خاص طور پر عاشر کے بیڈ روم کے لیے۔ ڈرائنگ روم کا بھی فرنیچر بدل دیا گیا تھا جب پورا گھر سیٹ ہو گیا تو عاشر، مامی اور اسارا کو جا کر لے آیا تھا...... وہ دونوں چمکتے دمکتے گھر کو دیکھ کر نہال ہو گئی تھیں۔ اسارا کو نیا فرنیچر بہت پسند آیا تھا...... وہ بہت خوش تھی اور تتلی کے مانند اڑتی نظر آتی تھی۔ آخر یہ پیارا سا گھر اسی کا تھا اور اتنا پیارا ہم سفر بھی...... جو اس پر جان لٹاتا تھا۔

اسما ان دونوں کو خوش دیکھ، دیکھ کر خوش ہوتی اور ان کی دائمی خوشیوں کی دعا کرتی تھی۔ انہی دنوں عاشر کی ٹرانسفر ہو گئی...... اسے یونیورسٹی میں بطور لیکچرر جاب مل گئی تھی...... گو کہ پرائیویٹ یونیورسٹی تھی البتہ تنخواہ خاصی پرکشش تھی پر عاشر دوسرے شہر نہیں جانا چاہتا تھا...... اس یونیورسٹی کا مین کیمپس دوسرے ضلع میں تھا اور عاشر گھر سے دور نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس نے آرام سے ریزائن دے دیا۔ عاشر کی بے وقوفی پر بابا اور اسما ہکا بکا رہ گئے...... ان کے سمجھانے بجھانے پر بھی وہ نہیں مانا...... وہ گھر سے دور یعنی اسارا سے دور نہیں جانا چاہتا تھا۔

جلد ہی اسے دوسرے پرائیویٹ کالج میں جاب مل گئی تھی۔ گو کہ سیلیری ناکافی تھی اور سہولیات بھی کم...... اس کے باوجود عاشر بہت خوش تھا۔ کیونکہ وہ اپنے ہی شہر میں اپنوں کے درمیان تھا۔ بس فرق صرف اتنا تھا...... یہ کالج شہر کے آخری کونے پر تھا۔ عاشر صبح کو نکلتا تو رات کو ہی گھر لوٹتا...... اور اس دوران اسارا کی جو حالت ہوتی تھی وہ بیان سے باہر تھی۔

وہ پورا، پورا دن بولائی، بولائی پھرتی کسی سے بات بھی نہ کرتی...... گم صم رہتی...... کبھی جو مامی مخاطب کرنے کی غلطی کرتیں تو کاٹ کھانے کو دوڑتی...... سارا دن عاشر سے چیٹنگ میں لگی رہتی۔ کبھی کال آتی کبھی میسج کی ٹنگ ٹنگ...... اور عاشر بھی جیسے پورا دن قوم کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

بچوں کو علم سکھانے کے بجائے اسی کام سے لگا رہتا۔ پورا دن اسارا کا ایسے ہی گزر جاتا..... کبھی وہ ٹیرس پر ہوتی تو کبھی اپنے کمرے میں..... ان دنوں اپنا حسن سنوارنے میں وہ اور بھی کانشس ہو چکی تھی۔ جانے کیا، کیا منہ پہ ملتی رہتی۔ کبھی کبھی اسے بھی آفر کر دیتی تھی لیکن اسما کو ایسی چیزوں سے الجھن ہوتی تھی۔

''مجھے ضرورت نہیں.....'' اسما بیزاری سے جواب دیتی۔

''شکل دیکھی ہے اپنی.....؟ کچھ خیال کرلو اس بیچارے ہادی کا..... تمہارا گھونگٹ اٹھا کر ڈر ہی نہیں جائے۔ اگر بے ہوش ہوگیا تو کیا کروگی؟'' وہ معصومیت سے پوچھتی۔

''پانی کے چھینٹے مار کر ہوش دلواؤں گی۔'' اسما کا جواب سن کر اس کا منہ بن جاتا تھا۔

''بڑی ان رومینٹک لڑکی ہو، ہادی بیچارہ تو رومینس کے لیے ترس جائے گا۔'' اسے ہادی پر بڑا ترس آتا۔

اس دن بھی اسارا شہد اور لیموں کا پیسٹ منہ پر مل رہی تھی۔ معاً اس کے فون کی گھنٹی بجی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے ساتھ لپک کر اندر چلی گئی اور پھر اس کی واپسی گھنٹے بعد ہوئی تھی۔ اسما جب کچن سے باہر آئی تو اسارا کچھ گنگناتے ہوئے اب ہاتھوں کا مساج کرنے لگی تھی۔

اس کے لبوں پر بڑی دلنشین سی مسکراہٹ تھی۔ عاشر کا یقیناً پورا بھیجا کھا کر آئی تھی اور اس نے اسارا کی تعریفوں میں پورا دیوان ضائع کیا تھا تبھی تو اس کے گلابی گال حیا کی لالی سے سرخ ہو رہے تھے۔

''عاشر کالج میں کچھ پڑھاتا بھی ہے یا جھک مار کے آجاتا ہے؟'' اسما نے اسے متوجہ کیا تو وہ ایسے چونکی جیسے یہاں سرے سے موجود ہی نہیں تھی۔ پھر سنبھل کر مسکرانے لگی۔

''کیا کہا؟'' اسارا نے جگر جگر کرتی آنکھوں سے اسے دیکھ کر پوچھا۔ اس نے اپنی بات دُہرائی تھی۔

''مطلب؟'' اس نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔

''گدھی اسے کام بھی کرنے دیا کرو..... نوکری حلال کرنے دیا کرو..... بچوں کو پڑھانے دیا کرو..... ہر وقت فون پر مصروف رکھتی ہو اسے۔'' اسما کے گھرکنے پر وہ کچھ چونکتی پھر بے ساختہ ہنس پڑتی۔

''اسے اپنے ساتھ مصروف نہ رکھوں تو اِدھر اُدھر مصروف ہو جائے گا۔'' اسارا نے بے بسی کے ساتھ وجہ بتائی۔

''تم میرے بھائی کو ایسا ویسا سمجھتی ہو؟'' وہ خفگی سے بولی۔

''مرد کا کوئی بھروسا نہیں ہوتا۔'' اسارا نے لہک کر کہا تھا۔

''تمہیں بڑا تجربہ ہے مردوں کا؟'' اس نے چاول چنتے ہوئے چوٹ کی تھی۔ وہ قل، قل ہنسنے لگی۔ آج کل بات بہ بات ہنسی کے شگوفے اس کے لبوں سے کھلتے اور گرتے تھے۔ بلکہ اسما کو ہی پتا نہیں چلا تھا، ہاسٹل میں رہنے کی وجہ سے..... اسارا تو کافی عرصے سے اتنی کھلی، کھلی سرشار رہتی تھی۔ یہ بات اسے گلناز نے بتائی تھی۔

''عاشر تمہیں کیا کہانیاں سناتا ہے؟ گھنٹا گھنٹا بھر فون کان سے لگائے پھرتی ہو۔'' اسما کو پھر سے خیال آیا تو پوچھ بیٹھی تھی۔ اسارا نے اپنا مساج ختم کر کے کہا۔

''یہ سیکرٹ باتیں ہیں تمہیں کیوں بتاؤں؟'' اس کی آنکھوں میں واضح شرارت تھی۔

''بڑی غدار ہو..... یعنی بھابی بننے سے پہلے ہی آنکھیں ماتھے پر رکھ لی ہیں.....'' اسما نے مصنوعی ناراضی سے اسے گھورا۔

''آنکھیں تو اپنی جگہ فٹ ہیں..... بس دل ٹھکانے پر نہیں۔'' اسارا نے زیرِ لب بڑبڑا کر کہا تو اسما نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔

''دل کا ٹھکانا کدھر ہے جناب؟'' اس کی شرارت محسوس کر کے اسارا نے ٹھنڈی آہ بھری تھی۔

''دل آج کل خانہ بدوش ہوا آوارہ پھر رہا ہے.....'' اس کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا جس نے واضح طور پر اسما کو ٹھٹکا دیا تھا..... وہ چاولوں میں کنکر چنتی لمحہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

بھر کے لیے بھونچکی رہ گئی تھی۔

''دل کو آوارہ کیوں چھوڑا ہوا ہے بھئی لگام ڈالو اسے.....'' اسما سنبھل کر اس کی بے تکی باتوں کو انجوائے کررہی تھی۔

''لگام ڈالنے سے بھی قابو میں نہیں آتا۔'' اس کی بے بسی کے کیا ہی کہنے تھے۔ اسما پھر سے ٹھنک گئی۔

''دل اتنا بے قابو کیوں ہوا جارہا ہے۔'' اب کہ اس کا انداز خاصا سنجیدہ تھا۔ اسارا نے پھر سے آہ بھری۔

''اس کو قابو کرنے والا آج کل بڑا مصروف ہے۔'' اب وہ ایک مرتبہ پھر مسکرا رہی تھی۔ اسما کی الجھن ختم نہ ہوسکی وہ اس کی مسکراہٹوں کو نظر انداز کرتی گھرک کر بولی تھی۔

''تم عاشر کی بات کررہی ہو؟'' اس کے چونکا دینے والے انداز پر اسارا جھٹکا کھا کر سنبھل گئی تھی پھر اس نے اٹھ کر منہ دھویا تھا۔ ہاتھ اور پاؤں صاف کیے اور اب وہ تولیے سے اپنا نکھرا نکھرا چہرہ صاف کررہی تھی۔ اسما کی نگاہیں محسوس کر کے اپنا نیم رخ آئینے کی طرف موڑ لیا تھا..... پھر جان بوجھ کر بات بدلنے لگی۔

''اس مساج سے کوئی فرق نظر آیا ہے۔'' وہ آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتی بلند آواز میں اسما کی رائے لے رہی تھی۔

''تمہیں ان سہاروں کی کیا ضرورت ہے اسی؟'' اس نے کنکر کے ڈھیر میں چند اور کنکر رکھتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

''حسن کو کیئر کی ضرورت ہوتی ہے جناب۔'' اس نے اترا کر کہا پھر دوبارہ صوفے پر جم کر بیٹھ گئی۔ چند لمحے بعد اسارا کو بھوک ستائی تو اس نے اسما سے کہا۔

''فریج سے فروٹ لادو مجھے.....'' اسے کابلی میں ایوارڈ دینا چاہیے تھا..... اتنا کام بھی اٹھ کر نہیں کرسکتی تھی۔ اسما کچن کی طرف جارہی تھی۔ جب واپس آئی تو پلیٹ میں آڑو اور خوبانیاں تھیں۔

''تم نہ ہوتیں تو میرا نہ جانے کیا ہوتا؟'' اسارا نے محبت بھری نگاہوں سے اسما کی طرف دیکھ کر تعریفی

تلاوتِ قرآن کے انعام

☆ سورۂ یسین فجر کے بعد پڑھنے سے ہر خواہش پوری ہوتی ہے۔

☆ سورۂ واقعہ بعد عشا پڑھنے والا تنگیِ رزق کا شکار نہیں ہوتا۔

☆ سورۂ کوثر دشمنوں کی دشمنی و شر سے بچاتی ہے۔

☆ سورۂ کافرون موت کے وقت کفر سے بچاتی ہے۔

☆ سورۂ اخلاص منافقت سے بچاتی ہے۔

☆ سورۂ فلق حاسدوں اور حادثوں سے بچاتی ہے۔

☆ سورۂ ناس وسوسوں سے بچاتی ہے۔

☆ سات مرتبہ سورۂ حمد پڑھنے سے بیمار صحت پا جاتا ہے۔

از: انیلا ظفر، بہارہ کہو

انداز اپنایا تھا۔ تب اسما نے سوچا لگے ہاتھوں اس کی تھوڑی برین واشنگ کردے..... سننے میں آرہا تھا، اسما کے اس گھر میں دن تھوڑے ہی تھے..... جب وہ چلی جاتی تو پیچھے اسارا کو گھر سنبھالنا تھا۔ لیکن اسارا میں احساسِ ذمے داری نام کو نہیں تھا۔ مامی بھلا کب تک گھر چلا سکتی تھیں اور یہ باتیں مامی کو چاہیے تھیں کہ اسارا کو سمجھاتیں..... مگر انہوں نے اسارا کی طرف سے کان اور آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ انہیں اس بات کا قوی یقین تھا کہ اسما کی شادی ہوتے ہی عاشر گھر میں نوکروں کی فوج بھرتی کرلے گا۔

مامی کا یہ گمان کتنا فضول تھا۔ عاشر کہاں اتنے نوکر افورڈ کرسکتا تھا۔ پھر نوکر آج کل ملتے ہی کہاں تھے؟ جو ملتے تھے وہ قابلِ بھروسا نہیں تھے..... گھر میں انہیں کیسے رکھا جاتا..... کچھ نوکر تو چوری ڈکیتی کی وارداتوں میں بھی ملوث تھے۔ اسما نے سوچا وہ اسارا کو سمجھائے گی اور تھوڑی گھر داری سکھانے کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

کوشش کرے گی لیکن اسارا نے اسے فارم میں آتے دیکھ کر دونوں ہاتھ جوڑ دیے..... وہ اس کا ارادہ فوراً بھانپ گئی تھی۔

''پلیز کوئی جعدارانہ لیکچر مت دینا..... میرا موڈ بڑا خوشگوار ہے۔''

اسما نے لب بھینچ کر اسے گھورا تھا..... پھر انتہائی خفگی سے جتایا۔

''عاشر کے بل بوتے پر اتنی مت کاہل ہو جاؤ اسی! یہ مرد کی محبت بس شادی سے پہلے تک کی ہوتی ہے..... بعد میں اسے بیوی نہیں..... باورچن چاہیے ہوتی ہے، مجھ سے لکھوالو..... تمہیں ناک تک عاجز کردے گا۔ اسی لیے کہتی ہوں کچھ نہ کچھ سیکھ لو..... بعد میں پچھتاؤ گی.....'' اسما کا انداز ناصحانہ تھا۔ پر اسارا نے ناک پر سے مکھی اڑائی تھی۔

''میرے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوگا۔ اسے مجھ جیسی خوب صورت بیوی چاہیے جو اس سے محبت کرے..... اس نے مجھے خود کہا ہے..... مجھے بس پیار کرنے والی بیوی کی ضرورت ہے۔ گول روٹیاں تو میں تندور سے بھی لگوالوں گا۔ مجھے دھوبن، باورچن یا درزن نہیں چاہیے.....'' وہ اپنی جھونک میں بولتی ہوئی خیالوں کے اس پار تک چلی گئی تھی۔ جہاں اس کی آنکھوں میں نگینے چمکنے لگے..... اس کے گلابی ہونٹوں پر کلیاں بکھر گئی تھیں..... اس کے گداز گالوں میں حیا کی لالی اتر آئی تھی..... وہ سرتاپا گلاب میں ڈھل کر نکھر گئی تھی۔

اسما اس منظر کی تراوٹ کو دیکھ کر خیرہ ہوگئی..... اسے اندازہ نہیں تھا۔ محبت کی معتبری اور پزیرائی انسان کو ایسا ملکوتی حسن بخش دیتی ہے۔ یہ عاشر کی چاہت اور الفت کا کمال تھا..... یہ عاشر کے اعتبار، محبت اور یقین کا کمال تھا..... اسما جیسے دم بخود رہ گئی تھی۔

''یہ تم سے عاشر نے کہا تھا؟ پھر تو عاشر کا واقعی دماغ چل گیا.....'' کچھ دیر بعد اسما نے سنبھل کر طنزیہ انداز اپنایا تو کھوئی، کھوئی سی اسارا کا سر بے ساختہ نفی میں ہل گیا۔ وہ ابھی تک کسی اور ہی دھیان و گیان میں تھی۔

''نہیں تو.....'' اس کے ہونٹ ہولے سے... پھڑپھڑائے تھے..... پھر بھی اسما تک آواز بہ آسانی پہنچ گئی تھی..... اسما کو ایک مرتبہ پھر دھچکا سا لگا..... وہ حق دق اسارا کے کھلتے گلابوں سے سجے چہرے کو دیکھتی رہی..... اسے ایک عجیب سے احساس نے لمحہ بھر کے لیے متوحش کردیا تھا..... اسے لگا، ہاں..... ایک پل کے لیے اسما کو لگا تھا۔ اسارا، عاشر کے خیالوں میں نہیں..... وہ کسی اور ہی خیال میں تھی کسی اور ہی گمان میں تھی..... وہ کسی اور کو سوچ رہی تھی..... وہ کسے سوچ رہی تھی؟ کون تھا جس نے اسارا کو خود سے بھی بیگانہ کردیا تھا؟ اس کو اتنا دیوانہ کردیا تھا؟ یہ وہ جان نہیں سکی تھی۔

''اسی! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟'' اسما نے بہ مشکل سنبھل کر اپنی جگہ سے اٹھ کر اسارا کا کندھا ہلایا تو اس کی گود میں رکھی پلیٹ الٹ گئی تھی، خوبانیاں لڑھکتی ہوئی فرش پر پھیل گئیں..... یعنی وہ اس قدر بے خیالی اور بے دھیانی میں بیٹھی تھی۔ اسما کو بری طرح سے شاک لگا تھا۔ اس کا دل چاہا وہ اسارا کو جھنجوڑ دے۔

''کیا.....؟'' وہ اس کے ہلانے پر ہوش میں آگئی تھی۔ اور اب ایسے دیکھ رہی تھی جیسے نیند سے جاگی ہو۔

''تم نے مجھے کچھ کہا ہے اسما؟'' اسارا نے گھبرا کر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا جیسے اپنے تاثرات مٹانے کی کوشش کررہی ہو جس میں اسے خاطر خواہ ناکامی ہوئی تھی..... اسارا کے تاثرات چیخ، چیخ کر اعلان کررہے تھے کھول، کھول کر حقیقت بیان کررہے تھے کہ اسارا کا دل واقعی ٹھکانا بدل چکا تھا..... اسارا کا دل واقعی خانہ بدوش ہو چکا تھا..... اسارا کا دل واقعی بے قابو ہو چکا تھا اس دن کے بعد اسارا کے دل میں چور بیٹھ گیا تھا۔ جب بھی اسما اسے تنہائی میں ملتی وہ ضرور وضاحت کرنے کی کوشش کرتی..... اپنی بے خیالی کو کوستی اور ہر منظر کو بے خیالی میں ثابت کردیتی۔

اسما نے گو کہ اس سے وضاحت نہیں چاہی تھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تاہم اس کی وضاحت پر خاموش ضرور ہوگئی تھی۔ اس نے اسارا سے مزید کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ اسارا خود بھی شاید محتاط ہوگئی تھی۔

بعد میں حالات ایسے ہوئے کہ اسما کو کچھ بھی گہرائی سے سوچنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ حالانکہ اسے گلناز نے دبے، دبے انداز میں کچھ بتانا چاہا تھا لیکن اسما کے پاس اسے سننے کے لیے وقت نہیں تھا۔

اسما اور ہادی کی شادی کی اچانک ڈیٹ فکس ہوگئی..... اور پھر تیاریوں کا لمبا سلسلہ شروع ہوگیا..... عاشر ان دنوں اتنا مصروف تھا کہ اسے سر کھجانے کا بھی ہوش نہیں تھا پھر اسارا پہ توجہ کیا دیتا.....؟ اور اسما کو لگتا اسارا، عاشر کی مصروفیت کو سمجھے بغیر اس کی بے اعتنائی پہ کملاتی جارہی ہے۔ عاشر کی توجہ کے پھول کیا ہٹے تھے اسارا دنوں میں مرجھانے لگی تھی۔ عاشر اسے وقت نہیں دے پارہا تھا اور اسارا اندر ہی اندر اس سے ناراض تھی اور گھلتی جارہی تھی۔ اسما نے بہت دفعہ عاشر سے کہا۔

''تم اسارا کو کیوں نظر انداز کررہے ہو؟ اسے وقت دو..... توجہ دو۔'' لیکن وہ ہنس کر ٹال دیتا تھا پھر محبت سے کہتا۔

''اسارا کے لیے پوری زندگی پڑی ہے۔ یہ وقت بس تمہارے لیے.....'' عاشر کی محبت پہ اس کی آنکھیں نم ہوجاتی تھیں۔ وہ واقعی اس کا بھائی، بہن، دوست سارے رشتے ہونے کا حق ادا کررہا تھا۔ شادی کے سلسلے میں ہوتی تیاریاں اب آخری مراحل میں تھیں۔

اس کا جہیز عبدل انکل کے نہ، نہ کرنے کے باوجود بھی کوئٹہ بھجوادیا گیا تھا۔ گھر میں مہمانوں کی چہل پہل ہونے لگی..... اور اسارا کو ان دنوں شدید موسمی بخار نے گھر لیا..... وہ بستر پر اپنے کمرے میں کیا پڑی پورے گھر کی روشنی اور رونق ختم ہوگئی۔

ان دنوں اہل کالونی کی لڑکیوں اور گلناز نے اسما کا بہت ساتھ دیا تھا۔ انہوں نے گھر بھر سنبھال لیا تھا اور شادی کے سلسلے میں ڈھولک بھی رکھ لی تھی..... یوں شادی والا گھر جیتا شادی کا منظر پیش کرنے لگا۔

اسما کے لیے زیادہ پریشانی تب شروع ہوئی جب اسارا کا بخار اترنے سے انکاری ہوگیا تھا۔ یہاں تک کہ اسے اسپتال داخل کروانا پڑا۔ دو تین دن بعد اسارا گھر آئی تو پہلے سے بہتر تھی تاہم کمزوری اور نقاہت نے اسے شادی کا ایک بھی فنکشن انجوائے کرنے نہیں دیا تھا۔ نکاح کے بعد جب اسما کو پارلر سے گھر لایا گیا تب گلناز بھی اس کے ہمراہ تھی..... وہ اس کے کان میں ہولے، ہولے سرگوشیاں کرتی رہی۔

''ہادی بہت خوش ہے اسما! ہم نے دودھ پلائی کی رسم کی تو بڑا مزہ آیا۔ وہ تو بڑا حاضر جواب اور گفتگو میں ماہر لگتا ہے..... تم بہت لکی ہو اسما..... ہادی..... ہر لحاظ سے پرفیکٹ ہے۔ خوش شکل، خوش گفتار، خوش اخلاق۔'' گلناز نے خوش انداز بھول کر لمبی گردان کی تو اسما کا پہلے سے بے قابو ہوتا دل زور، زور سے دھڑکنے لگا۔ گلناز اسے دودھ پلائی کی رسم کی تفصیل بتارہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں رخصتی کا شور اٹھ گیا۔ بابا اور عاشر اسے لینے کے لیے آگئے تھے۔ اسما نے ان کے چہروں کو دیکھا تو خود پر قابو نہ رکھ پائی..... بابا اور عاشر بھی رو پڑے تھے۔

جہاں انہیں اسما کے فرض سے سبکدوش ہونے کا سکون اور خوشی تھی وہیں اس کی جدائی انہیں رُلا رہی تھی۔ اور اسما دل میں ڈھیروں دعائیں دیتی بابا اور عاشر سے جدا ہوگئی تھی۔ اس یقین اور امید کے ساتھ کہ وہ کبھی ان کے لیے آزمائش یا امتحان نہیں بنے گی۔ اور کبھی انہیں دکھ دینے یا رُلانے کا باعث نہیں بنے گی..... کبھی اپنے بیمار اور بوڑھے والد کو تکلیف نہیں دے گی کبھی اپنے بھائی کا سر نہیں جھکائے گی۔ اور آج بھی وہ اپنے اس عہد پر پوری طرح قائم و دائم تھی۔ اس صورتِ حال میں بھی کہ اس کا شوہر شادی کی پہلی رات میں ہی اسے دھتکار چکا تھا..... وہ اسے پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ اس کی صورت دیکھنے کا بھی روادار نہیں تھا..... وہ سمجھتا تھا اسما نے اسے دھوکا دیا ہے۔ وہ فراڈ یا کسی سازش کے تحت اس کی زندگی میں داخل ہوئی ہے.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

اس نے کسی اور کے حق پر ڈاکا ڈالا ہے۔ کسی اور کا حق غصب کیا ہے۔

وہ کوئی اور آج بھی اسما کے لیے سوالیہ نشان تھی..... آخر وہ کون تھی؟ کیسی تھی؟ اور کس طرح ہادی اور اسما کے بیچ میں چلی آئی تھی۔ آخر اتنی دیدہ دلیر کون لڑکی تھی؟ ایسی جرأت کس میں تھی؟ کون تھی آخر جس نے ادی کو ٹریپ کیا تھا..... بلکہ ہادی کو ہی نہیں..... اور بھی دگوں کو بیچ میں ملوث کیا تھا۔ جیسے اسما اور اسارا.....

وہ کون تھی جس نے پوری گیم بڑی ہوشیاری سے کھیلی تھی..... کیا گلناز؟ تو کیا وہ واقعی گلناز تھی؟ اس نے دودھ پلائی والی جھوٹی کہانی اسما کو سنائی تھی تاکہ اسما کا شک گلناز تک نہ جائے۔

اور اسی گلناز نے در پردہ اسارا کی تصویروں کو ہادی تک پہنچایا تھا۔ گلناز ہی ہادی سے اسما بن کر بات کرتی تھی۔ یعنی تصویریں وہ اسارا کی دیتی رہی اور گفتگو سے خود لطف اٹھاتی تھی۔ کیسی ذلیل اور نیچ لڑکی تھی یہ گلناز..... کیسی گھٹیا اور ذلیل حرکتیں کرتی رہی تب اسما کو یقین نہیں آتا تھا لیکن اسما کو اب یقین آ گیا تھا۔ گلناز کی حقیقت کھل چکی تھی۔ وہ جتنا مرضی اپنی چالاکی پر پردہ ڈالتی اس کے کرتوت کھل کر سامنے آ چکے تھے اس نے ہادی کا موبائل نمبر چرا لیا ہوگا۔ پھر ہادی سے اسما بن کر راہ و رسم بڑھائی اور تصویریں اسما کی بھجواتی رہی..... یعنی گلناز نے اسما کے ساتھ، ساتھ اسارا کی ذات کو بھی بری طرح رگید کر سوالیہ نشان بنا دیا تھا اور گلناز نے یقینی طور پر ضرور ایسے کیا ہوگا..... وہ ایسا کر سکتی تھی..... کیونکہ اسے اپنی توہین کا بدلہ لینا تھا۔ اسے عاشر کو مزہ چکھانا تھا..... اسے خوار کرنا تھا..... اسارا کو نیچا دکھانا تھا۔ گلناز نے ایک ہی تیر کے ساتھ اتنے ڈھیر سارے شکار کر لیے تھے۔

کس قدر شاطرانہ چال چلی تھی اس نے؟ کس قدر جامع منصوبہ بنایا تھا اس نے..... یہ سب سوچتے اس کا دماغ خالی ہو گیا تھا۔ گلناز کے موبائل میں ان سب کی بے شمار تصویریں تھیں سو اس کا کام آسان ہو گیا تھا۔ اسے کہیں سے بھی دشواری کا سامنا نہیں ہوا۔ آخر اس ساری گیم کا مقصد کیا تھا؟

یعنی ہادی کو اسارا کے ساتھ ملوث کر دینا..... ہادی کے ذہن و دل میں اسارا کا تاثر بٹھا دینا..... اسے اسارا سے اٹیچ کر دینا..... پھر جب ہادی، اسما سے ملتا تو اسارا کو نہ پا کر ایک طوفان کھڑا کر دیتا..... اسما کے سامنے اسارا کا ذکر کرتا..... اسارا سے اپنی محبت کو ظاہر کرتا..... پھر اسما خود بخود اسارا سے متنفر ہو جاتی..... اس سے نفرت کرنے لگتی..... اسارا کی عزت اور وقار مٹی میں مل جاتا..... اسے پورے خاندان کے سامنے ذلیل ہونا پڑتا..... اسما جب عاشر کو سب کچھ بتاتی تو عاشر، اسارا سے نفرت کرنے لگتا اسے دھتکار دیتا..... اسے خوار کرتا تب گلناز کے سارے رستے آسان ہو جاتے یوں اسے عاشر مل جاتا..... اسارا، عاشر کے سامنے اپنا اعتبار کھو دیتی..... یہ دونوں عمر بھر کے لیے ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگتے..... ایک دوسرے کی شکل بھی نہ دیکھتے..... اندر کی کہانی کبھی کھلتی ہی نہیں..... اسما اجڑ کر گھر بیٹھ جاتی اور ہادی..... گلناز کا منصوبہ یوں پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتا..... لیکن گلناز یہ نہیں جانتی تھی کہ اسما اس کی چال کو سمجھ گئی ہے..... اور وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ اسما کا حوصلہ اور اعصاب بڑے مضبوط اور پائدار تھے۔

وہ اس سارے منصوبے کے سرے تک کو پا گئی تھی..... وہ گلناز کی خباثت کو جان گئی تھی۔ اور اسما ایسی نادان، احمق اور بے وقوف نہیں تھی جو اٹھ کر سارے جہان میں اپنا تماشا لگا دیتی۔

آخر کار اسما جان ہی گئی تھی کہ ہادی کے اس رویے کے پیچھے کیا کہانی تھی..... مگر اس نے بھلا ایسا کیوں کیا وہ تو عاشر کے پیچھے تھی تو پھر.....؟ یہ یا ایسے مزید سوالوں کے جواب ملیں گے ماہ جون کی گرما گرم دوپہروں کو پُرسکون کرنے کے لیے اس کہانی کے چھٹے حصے میں.....

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

حسنی ناول

دیارِ صبح کے اُجالوں میں

نایاب جیلانی

چھٹا حصہ

Downloaded From
Paksociety.com

ایک بات تو طے تھی...... اسما کو اسی گھر میں رہنا تھا اور عمر بھر کے لیے رہنا تھا۔ ہادی اسے اپناتا یا نہ اپناتا...... اس گھر میں اسے جائز مقام ملتا یا نہ ملتا...... پھر بھی ہر صورت اسے یہیں رہنا تھا۔ وہ پیچھے مڑ کر اپنے پیاروں کو تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ وہ پیچھے جاتی تو لازماً گلناز کی چال سے پردہ اٹھانا پڑتا...... عاشر کے دل میں بال آجاتا...... گلناز کا منصوبہ مکمل ہو جاتا اور سادہ لوح اسما یہ قیامت تک نہیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

چاہتی۔ وہ عاشر تک بھنک بھی نہیں پڑنے دیتی..... ہر زخم اپنی ذات پر سہہ لیتی۔

اب ساری صورتِ حال اسما کی معاملہ فہمی کے سپرد تھی۔ وہ چاہتی تو اپنے جذبات اور وقار کی ناقدری پہ واویلا ڈال کر اپنے بھائی کی دنیا اجاڑ دیتی لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر کے بس اپنے شوہر، ہادی کے دل کو رام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ گلناز سے باز پرس یا لعنت ملامت کا خیال دل سے نکال دیا تھا۔ اسے وقت سزا دیتا یا وہ اپنی بھیانک چال کا خود شکار ہو جاتی۔ اسما نے اسے جزا سزا سے بھی بری کر دیا تھا۔

جو کچھ اسما کے ساتھ ہوا تھا یا جو کچھ گلناز نے کیا تھا..... اور اس تمام بھیانک پچویشن سے اسما کو گزرنا پڑا تھا اسے اپنا نصیب جان کر وہ اپنے لیے بہتری کی خود کوشش کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

ہادی ایک انسان ہی تھا ناں کوئی پتھر تو تھا نہیں کہ ٹوٹ نہ سکتا ہو..... پتھر بھی تو ٹوٹتے اور پگھلتے ہیں۔ وہ دل میں پختہ ارادے کے ساتھ میدانِ عمل میں کودی تھی۔ اس بات سے بے خبر کہ ابھی اس کی آزمائش کے دن سمٹے نہیں..... ابھی اس کا امتحان ختم نہیں ہوا بلکہ اصل امتحان تو اب شروع ہوا تھا۔

☆☆☆

یہ ایک کہر میں لپٹی سویر تھی۔ گرمیاں ساری پنڈی میں رہ چکی تھیں۔ یہاں پر دن کو گرمی ہوتی اور رات کو انتہائی ٹھنڈ..... لیکن جیسے ہی موسم نے کروٹ بدلی تھی۔ سویر بھی کہر میں لپٹ کر نمودار ہوتی۔ ہر سو یوں لگتا جیسے برف ہی برف گری ہے۔ موسم بدل گیا تھا۔ شاید پنڈی میں بھی موسم بدل گیا تھا۔ وہاں پہ بھی سردی کے آثار شروع ہو گئے تھے۔ موسم کا تو پتا نہیں تھا البتہ رویوں میں "سرد پن" ضرور آ گیا تھا۔

کبھی کبھی اسے لگتا جیسے گلناز نے اسارا کو بھی اسما سے بدگمان کر دیا ہے۔ اسارا بہت کم فون کرتی تھی بلکہ اسما ہی اسے فون کرتی۔ اسارا کا رویہ بہت سرد اور برفیلا ہوتا تھا اگرچہ وہ اسما کی اکلوتی بھابی بننے والی تھی۔ جبھی اس کے رویے کا سرد پن اس کے دل میں پھانس بن کر اٹک جاتا تھا۔ اسما کے کون سے بہت سے بھائی تھے کہ اگر ایک بھابی اچھا برتاؤ نہ کرتی تو دوسری سے اسما اچھی امید رکھ لیتی..... اس کی تمناؤں کا مرکز عاشر اور اسارا تھے..... لیکن اسارا اس سے بہت کھنچ گئی تھی۔ سننے میں آیا تھا، اس کی گلناز سے کافی دوستی ہو گئی تھی۔ وہ گلناز کے ساتھ اب زیادہ وقت گزارتی تھی..... یہ اسما کو عاشر نے ہی بتایا تھا۔ شروع، شروع میں گلناز نے بھی اسما سے رابطہ رکھنے کی بہت کوشش کی تھی۔ اس کے بہت دفعہ فون اور میسج آتے تھے اور وہ اپنے ہر ایونٹ کی تصویریں بھی بھیجتی تھی۔ تنگ آ کر اسما نے نمبر ہی بدل لیا تھا..... وہ کم از کم گلناز جیسی سنپولن سے کوئی رابطہ رکھنا نہیں چاہتی تھی۔ اسما اسے اپنی نفرت تک کا حق دار بھی نہیں سمجھتی تھی جس نے ان کی زندگیوں میں تباہیاں بھر دی تھیں۔ انہیں ایک دوسرے سے دور کر دیا تھا۔

اسما کیے اس لیے نہیں جاتی تھی کہ وہاں گلناز سے سامنا ہو گا..... اور ماں کے ساتھ، ساتھ اسارا کا سرد رویہ سہنا پڑے گا..... اور اگر اماں، بابا، ہادی کو مجبور کر کے ساتھ بھیج دیتے تو اسما کو اس معاملے میں بہت سے خدشات لاحق تھے۔ وہ چاہتی تھی عاشر اور اسارا کی خیر خیریت سے شادی نبٹ جائے تو پھر ہادی کو اعتماد میں لے کر گلناز کے سارے کرتوت کھول کر دکھا دے گی تب ہادی کو بھی یقین کرنا پڑے گا۔

لیکن اس سے بھی پہلے ہادی کا اعتماد جیتنا تھا..... اور یہ کام بہت کٹھن، دشوار اور اذیت ناک حد تک مشکل تھا۔ ہادی کا اب بھی وہی معمول تھا۔ وہ رات ایک بجے گھر آتا اور منہ اندھیرے نکل جاتا..... اس کا کھانا پینا کہاں چل رہا تھا..... اسما کو کچھ خبر نہیں تھی۔

جاتے سے دونوں جیٹھانیاں..... زری اور عزہ خواہ مخواہ اپنی انرجی ضائع کرتی رہی تھیں، بار بار اسما کو سمجھا کر۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

"ہادی کے دل کو معدے سے گزر کر قابو کر لیتا...... دیکھنا، کیسے یہ "جن" قابو میں آتا ہے۔"

اور وہ ان دونوں کو فون پر بھی نہیں بتا سکتی تھی کہ آپ کا ہادی گھر میں کھانا کھائے گا تو وہ "گزر گا ہوں" پر غور کرے گی ناں......

کشف اور فلک بھی کم، کم آتی تھیں۔ فلک دبئی میں ہوتی تھی جبکہ کشف مانسہرہ میں...... وہ بھی کم، کم یہاں آتی تھی۔

پورے گھر میں سناٹے بولتے تھے یا پھر ملازمہ پھولن دیوی کی آواز گونجتی...... اماں اور اسما کے ساتھ پھولن دیوی کب تک لگی، لگی رہتی...... بولنے میں جب مزہ آتا ہے جب آگے سے جوابات ملیں۔ تنگ آ کر پھولن دیوی بھی خراٹے مارنے لگتی کیونکہ یہ دونوں ساس، بہو انتہائی کم گو واقع ہوئی تھیں۔

اسما کی خاموشی پہ اکثر اماں کو ہول اٹھنے لگتے تھے...... تب وہ پھولن دیوی کو دھمو کا جڑ کے اٹھاتیں۔

"ناس پیٹی...... ! میرے سارے لڑکوں کے ساتھ بڑی چونچیں لڑاتی ہے۔ اب زبان کہاں گروی رکھ آئی...... مڑ حرام ہنس نہیں سکتی...... بول بھی نہیں سکتی...... کم از کم اسما کو ہی ہنسا دیا کر......" پھولن دیوی اس حملے پر اچانک بھڑک کر مار کر اٹھ بیٹھتی تھی۔ پھر چندھیا کر آنکھیں مسلتی ان کی بات سمجھنے کی کوشش کرتی۔

"اماں جی! کیا ہنسانے پہ بھی تنخواہ ملے گی؟" وہ دانت نکوس کر پوچھتی تو اماں اسے ایک اور دھپ رسید کر دیتیں۔

"نامراد...... ! میرے لڑکوں کے ساتھ ٹھٹھے لگاتے ہوئے تنخواہ لیتی تھی کیا؟" تب پھولن دیوی کا جناتی قہقہہ پورے کمرے میں گونج اٹھتا تھا۔

"آپ کے لڑکے بہت تحولیے ہیں اماں جی...... الخیر قسمت کے مزہ کرا دیتے ہیں...... اتنا ہنساتے ہیں کہ آپوں آپ منہ سے لطیفے گرنے لگتے ہیں۔ اچھا، آپ غصہ نہ کرو...... میں اسما باجی جی کو بڑا ہنساؤں گی ایمان سے۔" پھولن دیوی، اماں کی گھوری پہ ذرا دور کھسک کر بولی تھی تا کہ پھر سے دھمو کا نہ پڑ جائے۔

"پر اس کام کے لیے آپ کو کچھ دینا پڑے گا......"

اس نے ڈھیلے گھما کر اپنا مطالبہ بھی سامنے رکھ دیا۔

"کیا......؟" اماں نے خفگی سے پوچھا...... اسما بھی دلچسپی سے اُن کی باتیں سن رہی تھی۔

"میرا دل جی......" پھولن دیوی ذرا شرما کر دوپٹے کا پلو منہ میں اڑسنے لگی...... اماں اور اسما اس کی بات پر حیران رہ گئی تھیں۔

"ارے کسے؟" اماں نے سخت غصے میں آ کر پوچھا۔

"دلدار خان کو......" پھولن دیوی مارے حیا کے مرتی تھی...... اپنا تربوز جتنا سر گھٹنوں میں چھپا لیا تھا۔ اماں نے بیک وقت اسے دو تھپڑ مارا تو اچانک ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔

"ارے وہی...... جو اپنی فیکٹری کا چپڑاسی ہے......؟ سال بھر نہاتا نہیں۔ مہینہ بھر کپڑے نہیں بدلتا...... بولے تو ڈھول کی ضرورت نہیں۔" اماں نے تفصیل سے جتلایا تو پھولن دیوی کا سن بھر کا سرا اثبات میں ہل گیا۔ تب اسما کو بھی لب کشائی کرنا پڑی تھی۔

"ارے پاگل...... محبت تو دیکھ کے کرتی......؟ کیا آئٹم پسند کیا ہے اوپر سے دعوتیں دیکھو...... دل تمہارا اٹھا کر دلدار خان کے حضور پیش کریں...... وہ چاہے تو تمہارے دل کو اپنے دل کے ساتھ ملا لے چاہے تو اٹھا کر جانوروں کی خوراک بنا دے...... حد ہے پھولن دیوی! خود کی ایسی ناقدری چاہتی ہو۔" اسما نے تاسف سے اسے ڈپٹا تو پھولن دیوی کو یاسیت کا دورہ پڑ گیا۔

"کچھ نہ پوچھو باجی جی! یہ محبت کم بخت بڑا خوار کرتی ہے۔ کھوتے پہ بھی آ جائے تو بس اس کو شہزادہ بنا دیتی ہے۔" پھولن دیوی نے ایک جذب کے عالم میں محبت کی تشریح بیان کی تھی۔

"اگر کسی ڈنگر سے ہو جائے جیسے دلدار خان تو بس جی کچھ نہ پوچھو...... ڈنگر بھی خود کو شہزادہ عالم سمجھنے لگتا ہے۔ جیسے اس میں ہیرے، ستارے جڑے ہوں۔" پھولن دیوی نے اب کھل کر کہا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"تو محبت دیکھ کر کرنی تھی ناں..... بلکہ ٹھونک بجا کر..... عقل اور دماغ کو استعمال کر کے..... ورنہ کھوتا سمجھ کر لوگ بے وقوف بنا جاتے ہیں۔" جانے کوئی کب دبے قدموں اندر داخل ہوا تھا۔ اتنی خاموشی کے ساتھ کہ انہیں خبر تک نہیں ہوئی تھی۔ وہ چونکی تو تب، جب ہادی ان کے سروں پر سوار ہو گیا تھا۔ اتنے دنوں بعد اس کی آواز سننا بالکل اچانک سننا ایک خوشگوار حادثہ تھا جو ان سب پر گزر چکا تھا..... اسما سے اپنی دھڑکنیں سنبھالنی مشکل ہو گئی تھیں..... اور اماں سے اپنی بے بہا خوشی..... جبکہ پھولن دیوی بھی نہال ہو گئی تھی۔

"پائی جان..... اشکرے آپ کی صورت دکھائی دی..... ورنہ ہمیں تو آپ کی شکل بھولنے کے قریب تھی۔ اخبار میں اشتہار لگتا تو پتا چلتا..... ابھی میں آپ کو کوئی بے تھا مسٹنڈا سمجھ کر گھر سے نکالنے والی تھی جو جانے کیسے اندر گھس آیا..... ابھی ڈنڈا پڑتا تو پتا چلتا....." پھولن دیوی کی فراٹے بھرتی زبان کو اسما بڑے رشک کے عالم میں دیکھ رہی تھی۔ ہادی نے اس کی بے دریغ بکواس پہ غصہ تک نہیں کیا تھا۔ کیسی حیرت کا مقام تھا..... اسما کو ایک مرتبہ پھر رشک آیا۔

"یعنی تمہارے ڈنڈے سے بچنے کے لیے مجھے صبح شام اپنی صورت تمہیں دکھانی ہوگی۔ تم سے آشیر باد لینا ہوگا۔ تم سے بھاشن سننا ہوگا....." ہادی نے اماں کے قریب بیٹھتے ہوئے پھولن دیوی کو مخاطب کیا تھا۔ وہ صاف طور پر اسما کو نظر انداز کر رہا تھا۔ اسما کا دل لمحوں میں بوجھل ہو گیا..... اسے اپنا آپ بے معنی سا لگا تھا جیسے مس فٹ سا..... اس نے سوچا وہ یہاں سے ہٹ جائے..... وہ جانے لگی تب اماں کی آواز سنائی دی تھی۔

"میرے بچے! کہاں ہوتے ہو تم..... اماں کو اپنی صورت بھی نہیں دکھاتے؟ میں ترس گئی ہوں تمہاری شکل دیکھنے کو..... وہ دو تو پردیس چلے گئے..... تم تو قریب ہو پھر بھی سالوں کی دوریوں اور فاصلوں پر..... آخر یہ سب کب تک چلے گا....." اماں کے گلوگیر لہجے اور آواز پہ ہادی کی تڑپ بہت دیدنی تھی۔ اسما کمرے میں رک نہیں سکتی تھی کہ اپنا نظر انداز کیا جانا گوارا نہیں تھا..... لیکن باہر کھڑے ہو کر اُن کی باتیں تو سن سکتی تھی..... گو کہ یہ نازیبا حرکت تھی لیکن ہادی کی آواز سننا کم از کم اس طریقے سے ہی سہی..... وہ اپنے من کی خواہش پر بے بس ہو گئی تھی۔ کیسی بچگانہ سی خواہش تھی۔

"تم ہمارا قصور معاف نہیں کرو گے..... ہمیں کیوں سولی پر لٹکا رکھا ہے....." اماں کے آنسوؤں نے اسے پیچ دیا تھا..... وہ چپ چاپ انہیں سنتا رہا۔

"آپ کا کوئی قصور نہیں اماں..... بس میری قسمت خراب تھی....." اس نے کافی دیر بعد لب کشائی کی تھی..... اسما کا باہر کھڑے دل دھڑکتا رہا۔

"قسمت کو کیوں دوش دیتے ہو..... تمہاری قسمت تو بہت اچھی ہے، تمہیں اتنا اچھا ساتھ ملا....." اماں نے پیار سے اس کی پیشانی چوم کر دلاسا دیا۔

"آپ کہتی ہیں تو مان لیتا ہوں..... آپ سے بحث نہیں کر سکتا..... آپ کا دل نہیں دکھا سکتا....." ہادی کی دکھ سے بھری آواز آئی تھی۔

"اگر میری بات کا اتنا خیال ہے تو میری جان..... اپنی روٹین ٹھیک کرو، وقت سے گھر آیا کرو..... صبح آرام سے ناشتا کر کے فیکٹری جایا کرو..... میرے دل کو بھی سکون دو....." اماں نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بوسہ دیا۔

"آپ کے دل اور سکون کی خاطر میرا سب کچھ قربان..... کوئی اور حکم کریں۔" آج وہ فرمانبرداری کے سارے ریکارڈ توڑ رہا تھا..... اندر اماں کو اور باہر اسما کو جیسے غش آنے لگا۔

"میں واری جاؤں..... بس تو پہلے والا ہادی بن جا..... شوخ، شرارتی، ہنستا مسکراتا..... اس گھر کے سناٹوں میں تیری آواز کی گونج در و دیوار کی رونقیں بحال رکھتی تھی۔ اب یوں لگتا ہے میرا گھر خدانخواستہ قبرستان ہو۔" ان کی آواز ٹوٹ کر آنسوؤں میں گھل گئی تھی۔ ہادی بے قرار ہو گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

"بس آپ اور بابا خوش رہیں۔ میں کچھ اور نہیں چاہتا۔" ہادی نے ماں کے ہاتھ چوم لیے تھے۔

"اور ہم چاہتے ہیں بس تو خوش رہے۔ اسما کو خوش رکھے..... ہم تو تم دونوں کو خوش اور آباد دیکھنا چاہتے ہیں۔" انہوں نے اپنے اندر کی خواہش کو ہادی کے سامنے رکھ دیا تھا۔ اس کا رنگ واضح طور پر بدل گیا تھا۔

"میں بابا کے اسی بات کے آس پاس چکراتے اتنے لمبے چوڑے لیکچر کو سن کر فیکٹری سے گھر بھاگا ہوں..... اور گھر آکر بھی وہی بھاشن....." وہ شدید جھلاہٹ پہ قابو پاتا بہ مشکل اپنے لہجے کو نرم رکھ سکا تھا کہ اماں کی طبیعت کے پیش نظر وہ اپنی آواز کو بلند کر کے یا اپنے لفظوں کی کاٹ سے انہیں تکلیف سے... دوچار نہیں کر سکتا تھا پھر اماں اور بابا کا تصور کیا تھا؟ قصور تو سارا اس چڑیل کا تھا..... اور شاید وہ بے خبر ہی رہتا..... کبھی جان نہ پاتا اگر وہ آخری میسج اسے وصول نہ ہوتا..... اگر وہی میسج اسے بروقت وصول ہو جاتا تو آج صورتِ حال یہ نہ ہوتی..... اس چڑیل کی جگہ اسما ہوتی..... اس کی زندگی کو روشن کرتی..... مہکاتی، اپنی خوشبوئیں بکھیرتی۔

"ہم تیرے بھلے کے لیے کہتے ہیں ہادی.....! تیرے دشمن تھوڑی ہیں میری جان.....! تجھے آج احساس نہیں..... کل ضرور ہوگا..... لیکن میرے لیے یہی بہت ہے کہ تجھے ہم دونوں کا احساس گھر کی طرف کھینچ لاتا ہے۔ پر بیٹا! وہ غریب بھی تمہاری توجہ اور چاہت کی طلب گار ہے..... اس کے حقوق سے نگاہ کیوں چراتے ہو؟" اماں نے بڑے پیار سے اسے ایک مرتبہ پھر اسما کے جیتے جاگتے وجود کا احساس دلایا تو وہ بے چین ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"اماں! میں نہاتا ہوں..... بہت تھکن ہو رہی ہے۔ فیکٹری میں بہت کام تھا۔ کتنے ٹرک لوڈ کروا کر چائنا بھجوائے ہیں کیونکے۔ اس دفع بڑا پرافٹ ہوگا۔" اس نے بڑی ہوشیاری سے اماں کا دھیان بٹاتے ہوئے کہا۔ اماں گہری سانس بھر کر رہ گئیں۔

"پرافٹ کیوں نہیں ہوگا..... گھر سے جی چرا کر پورا دن اور آدھی رات فیکٹری میں گزارتے ہو..... پھر بھی پرافٹ کیوں نہ ہو..... لیکن ہادی، ایک بات سمجھ لو..... مادی چیزوں اور دھن، دولت سے بڑھ کر رشتے، وقت اور محبت کے حق دار ہوتے ہیں..... اب جا کر نہا سکتے ہو؟ اگر ماں پہ احسان کرنا ہوا تو کر لینا۔ کھانا گھر میں کھانا..... بار بار نہ کہنا پڑے..... ورنہ سن لو کان کھول کے..... میں بھی فاقہ کرنا شروع کر دوں گی....." ان کی دھمکی پہ ہادی کی گردن پوری پھنس گئی تھی۔ وہ تلملا بھی نہ سکا..... احتجاج بھی نہ کر سکا۔

"ٹھیک ہے، پر اپنی اس نام نہاد بہو سے کہیے گا میرے سامنے آنے سے گریز برتے....." ہادی نے جاتے، جاتے بھی شوشا چھوڑنے سے اجتناب نہیں کیا تھا۔ اماں نے اسے گدی سے پکڑ لیا۔

"رکو ذرا میری بات سنو..... وہ کیوں تمہارے سامنے نہ آئے؟ بیوی ہے تمہاری..... تم پر حق رکھتی ہے۔" اماں کے سخت لہجے پہ ہادی ہمیشہ زیر ہو جاتا تھا۔ کبھی اونچی آواز نہ نکالتا..... احتجاج نہ کرتا..... یہی تو اس کی سعادت مندی تھی جس سے اماں، بابا فائدہ اٹھا رہے تھے۔ وہ جانتے تھے ہادی ان کی محبت اور فرمانبرداری کی وجہ سے بے بس ہے۔

اب بھی اماں کی جھاڑ..... پہ چپ چاپ کھڑا رہا تھا۔ جب وہ خاموش ہوئیں تو بول پڑا۔

"ٹھیک ہے اماں! میں کچھ نہیں کہوں گا۔ وہ سامنے آتی رہے..... مگر میرے معمولات میں ہرگز بھی مداخلت نہ کرے....." ہادی کے اگلے الفاظ نے اماں سمیت باہر کھڑی اسما کو بھی سن کر دیا تھا۔ وہ جو بددل ہو کر پلٹ رہی تھی۔ اماں کا جواب سننے کے لیے رک گئی۔

"وہ کیوں نہ مداخلت کرے.....؟ بیوی ہے تمہاری..... اس کا فرض بنتا ہے تم پر کڑی نگاہ رکھے..... اس کا حق بنتا ہے تم سے آنے جانے کا حساب لے....." اماں کے گرجدار لہجے کی گونج باہر تک آئی تھی..... اسما کا دل خوش ہو گیا تھا۔ آخر کوئی تو تھا جو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اس نواب کی بولتی بند کروا سکتا تھا۔

"سارے حق اس کے بنتے ہیں۔ میرا کوئی حق نہیں......" ہادی کی جھنجلاہٹ اسما کو مزہ دے گئی تھی۔ اس کی چڑچڑی حالت پہ وہ شدید لطف اٹھاتی رہی۔

"کیوں نہیں میری جان......" اماں کا لہجہ شہد ٹپکانے لگا...... انہوں نے ہادی کو بازو سے پکڑ کر پھر سے قریب بٹھالیا۔ "تمہارا اسما پہ حق ہے...... اسما کا تم پہ حق ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں میری جان!" اماں اس کا منہ چوم کر شہد بھرے لہجے میں بولی تھیں۔

"ہونہہ...... مجھے کالا لباس نہیں چاہیے...... میں تو کپڑوں میں سیاہ رنگ پسند نہیں کرتا کجا کہ بیوی کو برداشت کروں اس کی سیاہی سمیت......" ہادی کا تنفر باہر تک چھلک رہا تھا۔ اسما کے معاملے میں وہ اپنی نفرت کو انتہاؤں تک لے جاتا...... اور اس کے معاملے میں بات کرتے ہوئے مبالغے کی حد کراس کر جاتا---

اب بھی اس کے چمکیلے سانولے رنگ کو سیاہی کا طعنہ مار کر وہ اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔ جبکہ اسما کے دل پر ایک بوجھ آ گرا...... قدم، قدم پر ایسی ذلت کا اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا...... اور نہ کبھی اسے احساس دلایا تھا کسی نے کہ وہ کم صورت ہے۔ اسے تو ہمیشہ اپنی پرسنالٹی اور ذہانت پہ اعتماد تھا۔ کبھی اس کا اعتماد ڈگمگایا نہیں تھا...... لیکن یہاں پر زندگی کے اس موڑ پر اسما کو اپنی کم روئی سے شدید شکایتیں ہونے لگی تھیں۔ کاش وہ خوب صورت ہوتی اور ہادی اسے اتنا ذلیل نہ کرتا۔

لیکن بات یہاں خوب صورتی کی نہیں تھی۔ ہادی تو اپنا اشتعال اسے ٹارچر کر کے نکال لیتا۔ وہ اپنے ساتھ ہونے والے دھوکے کا بدلہ لے لیتا...... شاید اسما کو قدم، قدم پہ ڈی گریڈ کر کے...... قدم، قدم پر اس کی تذلیل کر کے وہ اپنے بے وقوف بنائے جانے کا انتقام لینا چاہتا تھا۔

اس رات وہ سرِ شام گھر آیا تھا پھر اس کا معمول بن گیا تھا۔ وہ جلدی گھر آتا اور ناشتا کر کے صبح فیکٹری چلا جاتا...... اماں اور بابا اس کے معمول سے بے انتہا خوش تھے...... کم از کم تھوڑی سی اور بہتری کی شکل دکھائی دی تھی۔ انہیں آنے والے حالات سے اچھی امید تھی کہ نہ اچھا وقت زیادہ دیر ٹھہرتا ہے نہ برا...... کبھی برے دن بھی اچھے دنوں میں ضرور بدلیں گے...... وہ اس آس اور امید کے ساتھ ہر چڑھتے سورج کو طلوع ہوتا، پھیلتا اور سکڑتا دیکھتے تھے۔

☆☆☆

اماں اور بابا کے سمجھانے بجھانے اور صائم کی لمبی، لمبی کالز پر لمبی، لمبی نصیحتوں کو وہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑا نہیں سکتا تھا۔ بہرحال یہ اس کے مقدم رشتے تھے۔ وہ ایک چڑیل کی خاطر اپنے پیاروں سے جھگڑے، لڑائیاں مول لے کر انہیں کیوں ناراض کرتا۔

گو کہ اس کے یہ بہت اپنے اس چڑیل کی خاطر اس کے ساتھ سوتیلوں سے بڑھ کر سلوک کرتے تھے۔ ہر کوئی اسما کی فکر میں مرا جارہا تھا۔ وہ زری تھی یا عزہ...... فدا تھا یا صائم...... بس ایک کشف تھی اس کی پیاری بہن...... جسے اپنے بھائی کے خوابوں، سپنوں اور خواہشوں کے اجڑنے کا صدمہ تھا...... جو اپنے بھائی کی زندگی میں آئے اندھیروں پہ کڑھتی تھی...... باقی سب تو اس اندھیرے سے سمجھوتا کر چکے تھے۔ بس کشف اور ہادی اتنا بڑا جگر نہیں کر پائے۔

سو آج کل ہادی، عزہ اور صائم سے فون پر لمبی، لمبی باتیں کرنے کے بجائے اپنی بہن کشف سے دکھڑے روتا۔ فیکٹری میں کام ختم کرنے کے بعد اس نے کشف کو فون کھڑکا دیا...... وہ بھی اسی کے فون کا انتظار کر رہی تھی سو فوراً ہی ریسیور اٹھالیا۔

"کیا کر رہے تھے؟ کیا گھر نہیں گئے؟"

"اپنے نصیبوں کو رو رہا تھا۔ گھر کس کی خاطر جاؤں...... اس چڑیل کے لیے جو سب کچھ کر کرا کے مظلوم بی بی جانِ جاں بنی بیٹھی ہے...... سب کی ہمدردیاں وصول کرتی ہے۔ میرا کسی کو خیال تک نہیں۔" ہادی کو موقع ملا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

تھا۔ سو شروع ہو گیا...... ویسے بھی اسما کی برائیاں کشف کے علاوہ اور کوئی نہیں سنتا تھا۔ سو وہ جی بھر کے بھڑاس نکال کر ہی گھر جاتا۔

"میں تمہارا کرب سمجھتی ہوں ہادی! غم نہ کرو...... میں تمہارے ساتھ ہوں۔" ہادی کا دکھ کشف کے دل پر رقت طاری کر دیتا۔

"غم نہ کروں تو کیا کروں......؟ الٹا لٹک جاؤں؟ کسی دریا میں کود جاؤں؟" وہ تپ کر چلایا۔

"الٹا لٹکو مگر جگہ دیکھ کر...... کہیں چوٹ نہ آئے...... دریا میں کودنے کے لیے راوی مناسب ہے...... اس میں پانی کم ہوتا ہے...... یا ہوتا ہی نہیں۔" کشف نے سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔ ہادی کلس اٹھا۔

"بکن ہو، چڑیل نہ ہو......" ہادی کو غصہ آ گیا تھا۔

"چڑیل صرف ایک ہی تمہاری جان کے لیے کافی ہے۔ خبردار جو مجھے چڑیل کہا......" کشف نے تپ کر جتایا۔

"اچھا غصہ مت کھاؤ...... میرے لیے کچھ سوچو...... میں کہاں جاؤں؟ کیا کروں......؟ ہر کوئی مجھے نصیحتیں کرنے پر تلا ہوا ہے۔ ہر کسی نے مجھے سمجھانے کی قسم کھا رکھی ہے۔ میرا اکلوتا دوست گگریز کب آئے گا...... میرے درد سنتے، میرے درد کی دوا کرتے۔" ہادی نے کرب و اذیت کی لہروں سے نکل کر آہ و فغاں کی تھی۔

"گگریز بس اسی ہفتے میں آ جائیں گے۔" کشف کا لہجہ جھماس سے بھر گیا تھا۔

"پھر تم لوگ چکر ضرور لگانا...... میرا دل بھی بہل جائے گا۔ صائم بھی چلا گیا، میں کس سے اپنے دکھ کہوں......؟ گگریز بھی میری مدد کو نہیں تھا۔" ہادی کے اپنے ہی دکھڑے بہت تھے۔

"جب گگریز نے کہا تھا۔ شادی دو ماہ ڈیلے کر لو...... وہ بھی شامل ہو سکے...... تب تو تمہارے کانوں پہ جوں تک نہیں رینگی تھی۔ تم دو دن بھی شادی آگے کرنے والے نہیں تھے۔ اب گگریز کے لیے اپنے مطلب کو بے قرار ہو رہے ہو تاکہ اس کو اپنے دکھڑے سنا سکو......" کشف نے اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا وہ گلا کھنکھارتا رہ گیا۔

"مجھے کیا خبر تھی، میری زندگی تباہ ہونے والی ہے؟ ورنہ یہ شادی کرتا ہی نہیں۔"

"اب تو جو ہونا تھا ہو گیا......" کشف نے گہری سانس لی۔

"کم از کم تم تو یہ ٹپیکل ورڈ مت بولو...... ہر ایک سے سن، سن کر میرے کان پک گئے ہیں۔" ہادی چڑ گیا تھا۔

"تو پھر کیا کہوں......؟ تم ہی الو بن گئے تھے۔ کبھی ایسے بھی ہوا ہے؟ منگنی کسی سے، باتیں کسی سے، محبت کسی سے اور شادی کسی سے۔" کشف نے اس کے پٹھے پہ ہاتھ دھرا تھا۔ وہ کراہ بھی نہ سکا۔

"یہی میری کمزوری تھی۔" اس کا دل بھر آیا۔

سول ایجنٹ برائے یو۔ اے۔ ای

WELCOME BOOK SHOP

ویلکم بک شاپ

سسپنس، سرگزشت، پاکیزہ، جاسوسی

پی او بکس: 27869 کراما، دبئی

فون: 04-3961016 فیکس: 04-3961015

موبائل: 052-9695984

ای میل: welbooks@emirates.net.ae

Reading Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

''تو اب ''وہ'' کہاں ہے؟ تمہیں الو بنانے والی.....؟'' کشف کو اس پر شدید غصہ تھا۔ سامنے ہوتی تو اس کی گردن مروڑ دیتی..... جس نے اتنی زندگیوں کا تماشا بنا دیا تھا۔

''وہ مجبور ہو گئی تھی۔ اس کا آخری میسج میں نے شادی کے بعد پڑھا تھا۔ تم جانتی تو ہو..... میرا موبائل گم گیا تھا۔ وہی موبائل جس میں میرا پرانا نمبر چل رہا تھا۔ مجھے وہ موبائل بعد میں ملا..... اس میں سیکڑوں ٹیکسٹ تھے اس کے..... کچھ ایسے عجیب تھے جو میرا دماغ گھما گئے۔ جانے وہ خود کس اذیت اور تکلیف میں تھی۔'' ہادی کنپٹیاں دباتا خود بھی الجھا دینے والی کشمکش میں مبتلا تھا۔ اس کا دل اسی سے ہٹتا نہیں تھا..... وہ اسے بے قصور سمجھتا تھا اور گنہگار بس اسما تھی۔

''چھوڑو اس کی مصیبتوں کو اور تکلیفوں کو..... اس نے کون سا ٹھیک کیا؟ بابا نے خود بتایا ہے انہوں نے تمہارا رشتہ اسما سے ہی طے کیا تھا۔ یہی تمہاری منگیتر تھی۔ جو بابا نے تمہارے لیے پسند کی۔ بیچ میں جس نے بھی انٹری ماری، سارا قصور اسی کا ہے.....'' کشف نے پہلی مرتبہ اسما کی حمایت کرنا چاہی تھی..... ہادی بے انتہا تپ کر جھنجلا گیا تھا۔

''تم کچھ نہیں جانتی کشف.....! اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ یہ ساری سازش اسی چڑیل کی اور اس کے ابے کی تھی۔ بابا اسی کا رشتہ لینے گئے تھے۔ اس چڑیل کے ابے نے چالاکی سے اپنی بیٹی کو میرے پلے سے باندھ دیا۔'' ہادی نے اسی کے آخری میسج میں لکھے الفاظ دہرا دیے تھے۔ وہ شدید ہیجانی اذیت میں تھا۔ نہ کچھ کر سکتا تھا، نہ اسی تک پہنچ سکتا تھا نہ اس کی تکلیف کم کر سکتا تھا۔ ہر طرف سے اس کے رستے مسدود ہو چکے تھے، وہ کیا کرتا۔

''اس نے مجھے مدد کے لیے پکارا تھا۔ اس نے مجھے بہت یاد کیا..... ہزاروں کالز کیں..... سیکڑوں میسج بھیجے..... اور میرا نمبر بند ہو گیا۔ میرا موبائل کھو گیا..... میں نے دوسری سم بھی نہیں نکلوائی۔ اس پچھتاوے سے نہیں نکل سکوں گا..... میں خود کو کیسے چین دلاؤں؟'' وہ کرب کی اتھاہ میں گر کر کراہا تھا۔

''ہادی..... میں تمہاری تکلیف کو سمجھتی ہوں..... لیکن اب کیا ہو سکتا ہے؟ کچھ بھی بدل نہیں سکتا..... بابا اور اماں، اسما کے لیے بہت پٹی ہیں۔'' کشف نے اسے احساس دلانا چاہا۔

''بابا اور اماں کی وجہ سے مجبور ہوں۔ ورنہ اس چڑیل کو مزہ چکھا دیتا۔'' ہادی نے دانت کچکچائے تھے۔

''اچھا..... اب گھر جاؤ، دیکھو وقت کیا ہو رہا ہے؟ ابھی دو دن پہلے اماں سے وعدہ کیا تھا تم نے جلدی گھر آنے کا۔'' کشف نے نرمی سے اسے ٹوکا۔

تب وہ دل پر بھاری بوجھ لیے فیکٹری سے باہر آ گیا۔

جیپ تک آنے کے بجائے اس نے پیدل گھر جانے کو ترجیح دی تھی۔ وہ جیبوں میں ہاتھ ڈال کر بڑے مضطرب انداز میں سڑک پر چل رہا تھا۔

اس کی زندگی میں کیسی فلمی سچویشن بنی تھی۔ ایسا تو ڈراموں یا افسانوں میں ہوتا تھا۔ کم از کم ہادی نے اب تک ایسی کوئی سچویشن نہیں دیکھی تھی۔ اس کے ساتھ اپنی طرز کا ایک الگ ہی کیس ہوا تھا۔

وہ شروعات سوچتا تو حیران رہ جاتا..... جو کچھ اس کے ساتھ ہوا تھا کیا ایسا عام زندگی میں بھی ہوتا تھا؟

وہ چلتا، چلتا گھر پہنچ گیا تھا۔ جیسے ہی مرکزی دروازہ کھول کر وہ اندر پہنچا..... پھولن دیوی ڈکاریں مارتی نظر آئی تھی۔ اسما اسے سیون اپ میں نمک ڈال کر دے رہی تھی۔ یعنی شروعات ہی خراب تھی۔ آتے ہی سامنے نظر آ گئی۔ اس کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ وہ تن فن کرتا اپنے کمرے میں چلا گیا پھر نہا کر تھوڑے اعصاب ڈھیلے ہوئے تو سکون آیا پھر وہ اماں کے کمرے میں چلا آیا تھا۔ اماں اسے دیکھ کر کھل اٹھی تھیں لیکن ان کی طبیعت ناساز لگتی تھی۔ جیسے ہی وہ اماں کے قریب بیٹھا اسما ایک مرتبہ پھر ٹپک پڑی تھی۔ پھولن دیوی کی خدمتوں کے بعد اب اماں کو ہاتھوں پہ ڈالا جا رہا تھا۔ پہلے انہیں زبردستی دودھ پلایا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

تھا پھر اُن کا سر دبانے بیٹھ گئی تھی۔ ہادی سے یہ ڈرامے بازیاں برداشت نہیں ہوسکتی تھیں۔ اس کے نتھنے پھول گئے تھے۔ یعنی پرائیویسی کا یہ حال تھا۔ وہ اپنی ماں کے ساتھ اکیلے میں بیٹھ بھی نہیں سکتا تھا۔

''پھولاں کی طبیعت ٹھیک ہوئی ہے؟'' اماں نے اسما کے نرم ہاتھوں کو پکڑ کر پوچھا۔ وہ اسے سر دبانے نہیں دے رہی تھیں۔

''کون اماں......؟'' وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

''یہی بیٹا! پھولن دیوی...... نام تو اس کا پھولاں ہے...... یہ صائم اور ہادی نے بیچاری کو پھولن دیوی بنا رکھا ہے۔'' اماں نے وضاحت کی تو اس نے سمجھ کر سر ہلا دیا...... وہ اماں کا متواتر سر دبا رہی تھی۔ ہادی سے رہا نہیں گیا تو پوچھنے لگا حالانکہ کب سے اخبار پکڑے بے نیاز بنا بیٹھا تھا۔ مگر اماں کی کراہ پر متفکر ہوگیا۔

''سر میں درد ہے اماں، ڈاکٹر کے پاس لے چلیں۔''

''نہیں، ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں...... میری بیٹی نے سر میں تیل ڈالا ہے، مالش بھی کی...... اب تو آرام آرہا ہے۔'' انہوں نے پیار سے اسما کے ہاتھ تھپتھپائے۔ ہادی نے جل کر اخبار پر توجہ مبذول کرلی۔

''ہونہہ، ساری چالاکیاں ہیں...... جب میں نے منہ نہیں لگایا تو میرے ماں، باپ کو دوسرے حربوں سے مٹھی میں کرلیا......'' وہ دیکھ اخبار کو رہا تھا مگر سارا دھیان ان دونوں کی طرف تھا۔

''پیٹ میں تکلیف تھی اسے...... قہوہ بنا کر دیا ہے، پہلے سیون اپ پلائی...... اب کچھ بہتر محسوس کررہی تھی۔'' اسما شاید پھولن دیوی کی طبیعت کا احوال بتا رہی تھی۔

''نامراد کھاتی بھی تو بے دریغ ہے۔ یہ نہیں سوچتی، پیٹ تو اپنا ہے۔ اتنا ہی ڈالے جتنا پیٹ سہہ سکے...... بدہضمی کروا کے آئے دن بیٹھ جاتی ہے۔'' اماں نے تبصرہ کیا تھا۔ وہ ان کی باتوں پر بور ہونے لگا۔

''یہ کوئی باتیں ہیں کرنے کی...... اُف، نری بوریت......'' وہ اٹھنے کے لیے پر تول رہا تھا جب اماں نے اسے روکا۔

''فون آیا تھا تمہاری بہن کا......'' وہ اسے اطلاع دے رہی تھیں یا کوئی خاص بات کہنا چاہتی تھیں؟

''ناسمرہ سے یا دُعا سے؟'' ہادی نے چونک کر پوچھا۔

''ناسمرہ سے۔'' اماں کے لہجے میں بیٹی کے لیے پیار تھا۔ ''تم دونوں کو دعوت پہ بلایا ہے۔'' انہوں نے اسما اور ہادی سے بیک وقت کہا تھا۔ وہ دونوں ہی بے ساختہ چونک گئے تھے۔ اسما حیران تھی...... اماں نے اس سے تو کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔ شاید وہ چاہتی تھیں ان دونوں سے اکٹھا ہی ذکر کریں۔

ہادی بھی چونک کر اماں کی طرف دیکھنے لگا...... وہ جان بوجھ کر اسما کی طرف دیکھنے سے گریز برت رہا تھا۔ جب سے آیا تھا اک نگاہ غلط بھی اسما کی طرف نہیں اچھالی تھی۔ ایسے نگاہوں پہ پہرہ لگا رکھا تھا جیسے اسما کو دیکھا تو گناہ ہوجائے گا۔

''مجھے تو نہیں کہا......'' ہادی کو حیرانی ہوئی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو بات ہوئی تھی۔ ''آپ منع کردیتیں۔''

''اس کی ساس نے دعوت دی ہے۔ کیسے منع کرتی؟ تم بھی کمال کرتے ہو؟ کیا کشف کی ساس کو انکار کردیتی؟ وہ بھی بلاوجہ...... ہمارے ہاں رواج ہے۔ شادی شدہ جوڑوں کو دعوت پہ گھر بلانا پھر وہ تمہاری بہن کی سسرال ہے۔'' اماں نے خاصی خفگی کے ساتھ جتلایا تھا۔

''بہن کا سسرال ہے اسی لیے تو کہہ رہا ہوں...... آپ منع کردیتیں...... بہنوں کے گھروں میں روٹیاں کھانے کا بھی ہمارے ہاں رواج نہیں، یہ آپ کو بھول گیا......؟'' ہادی کو کتنے پکڑنے تو آتے تھے۔ اماں کو خبر تھی...... وہ آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گا۔ اسی لیے گدی سے پکڑا تھا۔

''تمہاری بہن کی سسرال اصل میں تمہاری خالہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

کا بھی گھر ہے۔ شاید تمہیں یاد آ گیا ہو...... آج کل تمہاری یادداشت خاصی کمزور ہی ہے۔ رشتے اور چیزیں بھولتی جا رہی ہیں۔" اماں بھی جیسے بھڑاس نکال رہی تھیں...... یا سر دبانے والی کی شہ پا کر اسے سنا رہی تھیں۔ ہادی جھنجلا گیا۔

"آپ کہہ دیتیں...... اس تکلف کی کیا ضرورت تھی۔" وہ سخت ناگواری سے بولا تھا۔ اسما چپ چاپ سنتی رہی۔ وہ بھی ہادی کی ناگواری دیکھ رہی تھی...... اور وہ جھنجلا اس لیے رہا تھا کہ اسما موجود تھی۔ وہ چاہتا تھا اسما باہر چلی جائے لیکن وہ بھی ڈھیٹ بن کر بیٹھی رہی...... آخر زچ کرنے والے کو تھوڑا زچ کر لینے میں کیا حرج تھا۔

"کیوں کہہ دیتی؟ یہ تو ہمارے ہاں کا رواج ہے۔ نئی دلہن کو اپنے رشتے داروں سے متعارف کروانے کا۔" اماں بھی آج ہادی کے ضبط کا امتحان لے رہی تھیں۔ ابھی تو سر میں درد تھا۔ تبھی ہاتھ ہولا رکھا تھا۔ ورنہ اس کی اچھی بھلی کلاس لے لیتیں۔

"میں نے اسے بتا دیا ہے اتوار کو اسما اور ہادی آئیں گے۔" اماں نے اس کے سر پہ دھماکا کیا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔ جیسے اسے یقین نہ آیا ہو۔

"اماں......؟" وہ جھنجلا گیا پھر خواہ مخواہ غصہ کرنے لگا...... سو دلیلیں دیں، ایک سو ایک دلائل دیے مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات...... اماں نے اس کے احتجاج کو کسی خاطر میں نہیں رکھا تھا۔ وہ صاف اسے نظر انداز کر رہی تھیں۔ وہ اسما کو نظر انداز کر رہا تھا...... اس کی جھلاہٹ اسما کو بڑا مزہ دے رہی تھی پھر اسے مجبوراً اماں کی دوا لینے باہر آنا پڑا...... جب وہ دوبارہ اندر آئی تو اماں اپنے اصرار اور جلال سے اسے منا چکی تھیں اور اس کا منہ پھولا ہوا تھا۔

اماں نیم دراز تھیں۔ ان کا سر درد اب بہتر تھا تاہم ایڑیوں میں جلن ہو رہی تھی۔ اسما نے ہاتھوں میں لوشن لے کر اماں کے پیروں کی طرف آ کے ان کی ایڑیوں کا مساج کیا تو انہیں بہت سکون ملا۔ اماں کی پائنتی کی طرف ہادی ایزی چیئر پر بیٹھا ایک مرتبہ پھر اخبار میں گم تھا۔ تاہم وہ اسما کا پائنتی کی طرف آنا محسوس کر چکا تھا۔ اس کی کرسی قریب ہی رکھی تھی۔ وہ اسما کو نظر انداز کرتا اخبار چھوڑ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور دوسری طرف گھوم کے اماں کی پائنتی پر بیٹھ گیا۔ یوں کہ ایک طرف اسما کھڑی اماں کے پیر دبا رہی تھی دوسری طرف ہادی ان کے ہاتھ پکڑے بیٹھا تھا...... اور نرمی سے دبانے لگا تھا...... اماں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے چوم لیا لیکن مخاطب وہ اسما سے ہوئی تھیں۔

"اسما بیٹا! بس کرو، تم بھی تھکی ہوئی ہو...... اب آرام کرو میری بچی......" اماں نے بڑے پیار کے ساتھ اسما کو روکا تو وہ اپنی اتنی نرم ہموار آواز میں بولی۔

"اپنے گھر کے کاموں میں تھکاوٹ کیسی اماں......! پھر مجھے تو عادت ہے، آپ کو آرام آیا......؟" اس کی ملائم آواز میں جتاتا، چبھتا ہوا تاثر تھا جیسے "اپنے گھر" پہ خاص طور پر زور دیا ہو۔ ہادی پہ ایک مرتبہ پھر جھلاہٹ سوار ہوئی تھی۔ پہلی مرتبہ اس نے مڑ کر اسما کی طرف دیکھنا چاہا تھا لیکن اس کی نگاہ اسما کے چہرے تک نہیں جا سکی تھی۔ وہ اس کے ہاتھوں کو دیکھ کر لمحہ بھر کے لیے ساکت ہوا تھا۔ اس کے سانولے ملائم اور نفیس ہاتھوں کی لرزش واضح تھی جیسے وہ ہادی کی نگاہ کا تاثر محسوس کر چکی تھی۔ اور وہ اس کی انگلی میں اپنی پہنائی انگوٹھی دیکھ کر دنگ تھا۔ ننھا سا ہیرا بیش قیمت انگوٹھی میں جگمگا رہا تھا...... یوں کہ آنکھوں کو خیرہ کرتا نظر آیا۔ ہادی کی سانسیں ایک دم تیز ہو گئی تھیں۔ اس کا دل اچانک بہت زور سے دھڑکا تھا۔ شاید اندر کوئی تغیر رونما ہوا تھا؟ وہ اس تیزی سے گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھا کہ اماں کا پورا پلنگ ہل گیا۔ اسما تک گھبرا کر پیچھے ہٹی تھی۔ اماں مارے فکر کے لیٹے سے اٹھ بیٹھیں۔

"ہادی، آئے ہائے کیا ہوا ہادی! تم ٹھیک تو ہو؟" اماں کا مارے پریشانی کے برا حال تھا...... وہ اس کا گھبرایا گھبرایا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔ جس پر پسینے کے قطرے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

اچانک رونما ہوئے تھے۔ اتنی ٹھنڈ کے باوجود.....

"تم ٹھیک ہو بیٹا.....؟" اماں بے چین ہو گئیں۔

"نہیں اماں.....! میں ٹھیک نہیں..... جانے کیا ہوا ہے؟ سینے میں پکڑ دھکڑ چل رہی ہے جیسے اندر کچھ ہوا ہو..... کوئی گڑ بڑ....." وہ بے ربط بولتا واقعی گھبرایا ہوا تھا..... پھر اماں کی بات سننے کے لیے رکا نہیں تھا۔ جلدی سے باہر نکل گیا..... اماں ہکا بکا رہ گئی تھیں۔

"اسے کیا ہوا ہے، کیسی گڑ بڑ.....؟ کون سی تکلیف..... مجھے بہت پریشانی ہے۔ جانے اسے کیا ہوا؟ یہ لڑکا امتحان بنتا جا رہا ہے۔ کچھ سمجھ نہیں آتا..... پل میں کچھ پل میں کچھ..... تمہارے ساتھ تو اس کا برتاؤ ابھی تک اجنبی ہے۔ میاں، بیوی والی بات ہی نظر نہیں آتی۔ فدا اور زری، صائم اور عزہ جیسی حقیقی ہنسی کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ جانے یہ کب سنبھلے گا..... عجیب و غریب باتیں کرتا ہے۔ دل کی پوری رضامندی کے ساتھ تم سے شادی کی تھی پھر جانے کس کی نظر لگ گئی....." وہ ہادی کے بدلتے مزاج کے رنگوں کی عادی نہیں تھیں..... اس لیے بار، بار گلوگیر ہو جاتی تھیں۔

"اماں..... آپ پریشان نہ ہوں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ وقت گزرنے کے ساتھ، ساتھ سب اچھا ہو جاتا ہے۔" اسما نے ہمیشہ کی طرح انہیں تسلی دی۔

"پتا نہیں، کب اچھا ہوگا..... ایک ماہ سے اوپر ہو گیا تمہاری شادی کو..... اس لڑکے کے مزاج اب بھی ٹھکانے نہیں..... بیٹی! تم ہی کوشش کیا کرو..... بیویوں کو سو طریقے آتے ہیں۔ وہ اعراض برتتا ہے تو تم ہی فاصلے مٹاؤ....." اماں کی آنکھوں میں امید چمک رہی تھی۔ اسما نے گہری سانس کھینچ کر اعصاب ڈھیلے چھوڑ دیے۔

"فاصلے تو تب مٹائے جاتے ہیں جب کوئی گنجائش نظر آئے۔" وہ اماں سے کہہ نہیں سکی تھی۔

"جانے کیسی بدگمانی کی گرہ ڈال رکھی ہے۔ کچھ دکھائی نہیں دیتا اسے۔ ورنہ تم سا ہیرا تو اندھیروں میں روشنیاں بکھیرے....." اماں کا تعریفی انداز اس کا سر جھکا گیا تھا۔ ہر ایک کی باطنی نگاہ ایسی شفاف نہیں ہوتی جو کھرے کھوٹے کی پہچان کر سکے، وہ اماں کو بتا نہیں سکی تھی..... ان کا بیٹا ظاہری نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اپنے ماں، باپ جیسی نظر اس کے پاس نہیں۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا اماں.....! نہ بھی ہوا تو میں آپ کی بیٹی بن کر ہمیشہ آپ کے پاس رہوں گی۔ آپ کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گی....." اس نے اماں کے ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھوں میں دبا لیے تھے۔ اماں آبدیدہ ہو گئیں۔

"جیتی رہو میری بچی اسدا سہاگن رہو..... ہمیشہ ہادی کے ساتھ ہنستی بستی نظر آؤ..... میں تمہیں ہمیشہ آباد اور خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔ ایسی سونی اور ویران نہیں..... وہ دن نہ جانے کب آئے گا؟ جب ہادی کو اپنی بے وقوفی کا احساس ہوگا....." اماں کا آزردگی اور رنجیدگی سے برا حال تھا..... وہ خود کو اسما کا گنہگار سمجھتی تھیں حالانکہ وہ دونوں بالکل اس معاملے میں بے قصور تھے۔ اب اسما انہیں کیا بتاتی؟ شاید ہادی بھی اتنا قصوروار نہیں تھا۔ یہ تو اسما کو اس کے اپنوں نے دوستی کے نام پہ لوٹا تھا۔ وہ اماں کو گلناز کی کینگی بھری داستان بتا نہیں سکی تھی۔ اگر ہادی نے اماں، بابا اور سب سے چھپا رکھا تھا تو وہ کیوں اپنا بھرم توڑ دیتی۔

"اسما! میری بچی! تم خود ہادی کو رام کرو..... اس کی بدگمانی کو ختم کرو..... بیویوں کے پاس سو ہتھیار ہوتے ہیں..... بیٹا! مرد کا دل موڑنا کوئی مشکل کام نہیں، سجا بنا کرو..... اس کے آگے پیچھے پھرا کرو....." وہ اپنی سادگی میں اسے مشورے دے رہی تھیں۔ اسما کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آ گئی تھی۔ پھر اس نے اماں کا دل رکھنے کی خاطر سر ہلا دیا تھا۔ اب وہ انہیں کیا بتاتی.....؟ ان کا بیٹا اسے دیکھنا تک گوارا نہیں کرتا..... وہ سنگار کیا دیواروں کو دکھائے؟

"اچھا..... اب جا کر اسے دیکھو، جانے کیا ہوا؟ کھانا وغیرہ دو اسے۔" اماں نے اسے احساس دلایا تو

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY READING Section

www.Paksociety.com

وہ گہری سانس کھینچ کر مرے، مرے قدم اٹھاتی اپنے کمرے کی طرف آ گئی تھی۔ دل پر بوجھ سا لد گیا تھا۔

☆☆☆

وہ اپنے کمرے میں آنے کے بجائے باہر نکل گیا تھا۔ سامنے ہی زیر تعمیر ایک مکان تھا۔ جس کے احاطے میں اینٹوں کے چبوترے بنے تھے۔ اینٹیں، ریت، بجری اور ساری بلڈنگ میٹریل سے بھری ہوئی، ہر طرف تعمیراتی لوازمات بکھرے تھے۔

اس وقت مزدور، مستری سب گھروں کو لوٹ چکے تھے۔ وہ احاطے کی خاموشی میں کچھ وقت گزار سکتا تھا۔ ابھی وہ اینٹوں کے چبوترے پہ بیٹھا ہی تھا۔ جب صائم کی کال آ گئی۔ اس کی وہی نصیحتیں تھیں۔ ساری پرانی باتیں، اسما کا دل ٹوٹنے کا احساس..... اور جو ہادی کا دل ٹوٹا تھا؟ اس کی فکر کسی کو نہیں تھی..... اس کے جذبوں کا جو مذاق اڑایا گیا تھا اس کا خیال کسی کو نہیں تھا۔ پھر اسی کے وہ میسج، جانے اس نے کن حالات میں کیے تھے۔

"میں آپ کو بہت کچھ بتانا چاہتی ہوں..... مگر مجھے لگتا ہے وقت ہمیں مہلت نہیں دے گا..... میرے دل پر بڑا بوجھ دھرا ہے۔ کیسے کہوں؟ کس طرح کہوں؟ بس اتنا جان جائیں، میرے اپنوں نے ہم دونوں کے درمیان اونچی فصیلیں کھڑی کر رکھی ہیں۔ میرے اپنوں نے مجھے دھوکا دیا جو میرا نصیب بن کر آیا تھا اسے زبردستی میرے پھوپا جی نے اپنی بیٹی کا نصیب بنا دیا....." آگے بھی بہت سی تفصیلات تھیں..... جن کا لب لباب یہی تھا کہ اسما کے ساتھ پورا دھوکا کیا گیا تھا۔ اور اسما کو رستے سے ہٹا کر بابا کے دوست نے اپنی بیٹی کا نصیبہ چمکا لیا تھا۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے۔ دھوکا دہی اور زبردستی سے گھر بنائے تو جا سکتے ہیں مگر بسائے نہیں جا سکتے۔

ہادی فی الحال اس بات پر کڑھ کر غصہ نہیں کھا رہا تھا۔ اس کی جھلاہٹ اور اشتعال کی وجہ کوئی اور تھی۔ ابھی صائم نے جو باتیں کہی تھیں انہی کے تناظر میں وہ عجیب کشمکش کا شکار تھا۔

"اتنے دن ہو چکے ہیں..... میں نے تو سمجھا تھا کہ تمہیں کچھ عقل آ گئی ہو گی مگر تم تو وہی لکیر کے فقیر..... بات کو جانے نہیں دے رہے..... شرم کرو کچھ..... ایک لڑکی کے جذبات اور دل کے ٹکڑے کرنے کا جرم کر رہے ہو..... اور اس کا صبر مت آزماؤ..... بہتر ہے، حالات ٹھیک کرو۔ اچھے بچوں کی طرح اپنی زندگی میں سیٹل ہو جاؤ، خیالوں اور خوابوں سے نکل آؤ۔ تمہاری تو قسمت اچھی ہے..... اتنی قانع اور صابر بیوی ملی..... ورنہ کوئی اور ہوتی تو اپنی اس قدر تذلیل پہ تمہیں دن میں تارے دکھا دیتی اور پورے خاندان میں ہماری وہ بے عزتی ہوتی کہ حد نہیں..... اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ..... اسما بہت نائس ہے۔ قابل قبول، اچھے انداز و گفتار والی سلیقہ مند، باادب، خوش

ماہِ رمضان کی فضیلت

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے ماہ رمضان کی پہلی رات میں اترے۔

☆ حضرت موسیٰؑ پر تورات 6 رمضان المبارک کو نازل ہوئی۔

☆ حضرت عیسیٰؑ پر انجیل 13 رمضان المبارک میں نازل ہوئی۔

☆ حضرت داؤدؑ پر زبور 18 رمضان المبارک میں نازل ہوئی۔

☆ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن پاک 27 رمضان میں نازل ہوا۔

☆ اس ماہ مبارک میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا وصال ہوا۔

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت ماہ رمضان میں ہوئی۔

اس مہینے کی خاص اہمیت یہ ہے کہ اس میں جنگ بدر اور فتح مکہ کا عظیم الشان واقعہ پیش آیا۔

مرسلہ: امینہ عندلیب، سلانوالی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

مزاج، تمہیں اور کیا چاہیے...... ایک باکردار بیوی کے مل جانے پر بجائے شکر ادا کرنے کے تم الٹا اینٹھ رہے ہو...... کیا تم خود کو کچھ نہیں سمجھتے...... تمہاری بیوی کی زندگی میں آنے والے تم پہلے مرد ہو جسے اس نے آخری بھی سمجھ لیا ہے۔ ورنہ جس طرح تم اسے منہ بھر بھر کے دھتکار چکے ہو وہ تم پر لعنت ڈال کر چلی جاتی۔'' صائم نے اس کی تفصیلاً کلاس لی تھی اور یہ صائم کی باتوں کا اثر تھا یا کچھ دیر پہلے ہونے والی ہلچل کی شدت کا گہرا پڑتا احساس...... اسما کی انگلی میں دمکتی انگوٹھی جو اس نے ابھی تک نہیں اتاری تھی۔ اس کی نرم، مترنم آواز اور خوب صورت ہاتھ میں انگوٹھی کا بڑھتا ہوا احساس...... پورے ڈیڑھ ماہ بعد پہلی مرتبہ اس نے اسما پر نگاہ ڈالی تھی گو کہ اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا تاہم اس کا وہ ہاتھ اور انگوٹھی کی چمک ذہن و دل سے نکلنے سے قاصر تھی۔ اسی لیے اس پر جھلاہٹ سوار ہو رہی تھی۔ وہ اس احساس سے پیچھا چھڑوانا...... چاہتا تھا مگر ہر دفعہ منہ کی کھانی پڑی۔ یہ گہرا پڑتا کچھ بڑھتا احساس اس کے دل و دماغ کو شکنجے میں جکڑ رہا تھا۔

وہ خود پہ حیران تھا۔ اسما اسے آج اتنی بری کیوں نہیں لگی۔ اس کی سوچ یک لخت کیوں بدلی تھی۔ اندر تبدیلی کا احساس کیوں آیا تھا؟ وہ اسما کو متواتر کیوں سوچ رہا تھا؟ آخر یہ سب کیا ہو رہا تھا؟

''کیا میں اسما کی طرف مائل ہونا چاہتا ہوں؟ اس کے دھوکے، فراڈ اور منافقت کے باوجود......؟'' اور صائم نے کہا تھا وہ دل سے اسما کے دھوکے، نفرت اور منافقت کو نکال کر چاہے بے دلی سے ہی سہی اگر ایک نظر اسما پر ڈالے گا تو یقیناً اس کے دل میں ایسا کوئی جذبہ ضرور پیدا ہوگا...... جو بہتری کے آثار سامنے لاتا۔

''کیا صائم کی بات سچ ثابت ہو رہی ہے؟'' اس نے بے قراری سے سوچا۔

''نہیں، نہیں، ہرگز نہیں......'' وہ خود کو بے ساختہ جھٹلانے لگا۔

''وہ ایک جھوٹی اور مکار لڑکی ہے...... اس نے میرے ساتھ ہی نہیں ایک جذبوں سے گندھی لڑکی کے کے ساتھ بھی برا کیا...... وہ دھوکا دہی سے میری زندگی میں آئی ہے...... میں اسے کبھی قبول نہیں کرسکتا......'' وہ خود کو اپنے ارادوں میں قائم کر رہا تھا۔ وہ ایک عجیب کشمکش میں مبتلا تھا، دل اور بات کرتا...... دماغ اور......

''کیا پتا، اسما بے قصور ہو...... ساری چال اس کے باپ نے چلی ہو، وہ مجرم نہ ہو۔'' دماغ اسے ایک نئی راہ دکھاتا تھا۔ دل کو کچھ اور کہتا...... ضمیر کچھ اور کہتا...... جذبات کچھ اور کہتے...... اس کے اندر ایک جنگ چھڑی ہوئی تھی...... ایک گہری کشمکش کی شاخیں اور جھاڑیاں بکھری تھیں۔ وہ ان میں الجھ، الجھ جاتا۔

''سب کہتے ہیں...... اسما اچھی لڑکی ہے، کیا پتا، وہ اچھی ہو۔ میں سب کو اکیلا جھٹلا رہا ہوں، کون سا اسما کو آزما چکا ہوں۔ سب کہتے ہیں اسے ایک موقع دینا چاہیے؟ کیا اس کی گنجائش ہے؟'' وہ بری طرح الجھتا عجیب اذیت کا شکار تھا۔ اس کے اندر کچھ اور پکار اٹھ رہی تھی۔

''کیا میں اسما سے تعلق جوڑنے کا خواہش مند ہوں۔'' اس کے دل نے سوال اٹھایا تھا۔ اور ہادی کے اندر بالکل اسی طرح کی پکڑ دھکڑ ہونے لگی تھی جو کچھ دیر قبل اماں کے کمرے میں اسے بے قرار ہو کے باہر نکلنے پر مجبور کرچکی تھی۔ ایسی ہی گھبراہٹ، گڑبڑ، ہلچل، دل یوں دھڑک رہا تھا جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آ رہا تھا۔ اسے کیا ہو رہا تھا؟ کیوں ہو رہا تھا؟

وہ تو اسما سے نفرت کرتا تھا...... پھر وہ کیوں اس کے متاثرین میں شامل ہو رہا ہے؟ کیا وہ اس کی خوبیوں کا معترف ہو رہا تھا...... وہ خوبیاں جو ہر کوئی اس کے سامنے بڑھا چڑھا کر بیان کرتا؟ یا اس کی نرم روی کا؟ یا اس کی خوش اخلاقی کا؟ یا اس کے صبر و تحمل کا...... یا اس کی قناعت کا؟ یا اپنے والدین کے ساتھ اس کا حسن اخلاق دیکھ کر......؟ کیا وہ واقعی ایسی تھی اندر سے صاف شفاف؟ یا اپنی کسی چال کے تحت ڈھونگ رچا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

رہی تھی؟ اپنی اچھائی ثابت کررہی تھی؟ خود کو اعلیٰ وارفع بنا کر پیش کررہی تھی یعنی ستی ساوتری..... وہ شدید جھنجلاہٹ میں پتھروں کو ٹھوکریں مارتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے غصے میں اپنے بال نوچ لیے تھے۔

"کیا ہوگیا ہے مجھے؟ میں ایسا کچا تو نہیں تھا..... اگر اس کے ہاتھ خوب صورت ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ میری غلط فہمی میں پہنائی انگوٹھی ابھی تک اس نے نہیں اتاری تو کیا ہوا؟ میرے دل میں اس کے لیے کوئی گنجائش نہیں..... قطعی نہیں..... ذرا بھی نہیں....." وہ خود کو بار، بار باور کروا رہا تھا۔

"میں نے اس سے محبت نہیں کی تھی..... میری محبوبہ کوئی اور تھی..... قسمت کی ستم ظریفی سے یا ان مکار لوگوں کی مکاریوں سے اگر کچھ الٹ ہوا ہے تو کیا ہوا..... وہ میرے دل سے نکل نہیں سکتی۔" اس نے خود کو یقین دلایا لیکن کوئی تھا جو اندر بیٹھا اسے کچوکے لگا رہا تھا، اسے چبھن دے رہا تھا۔ اس کی زیادتی کا احساس دلا رہا تھا۔ وہ خود سے بھی بے بس ہوگیا..... دل چاہ رہا تھا ہر چیز کو تہس نہس کردے..... یا اپنی کچھ عرصہ پرانی والی زندگی کو واپس لے آئے..... جس میں کوئی فکر، کوئی بے چینی کوئی ہلچل نہیں تھی۔

وہ کتنے پُرسکون اور حرے سے بھرپور دن تھے۔ جب وہ اپنی اماں اور بابا کے ساتھ ہنستے کھیلتے وقت گزارتا تھا کبھی بھائیوں سے گپ شپ لگائی..... کبھی اپنے جگری یار گلریز کی واٹ لگانے ماسمرہ چلا جاتا اور کبھی پھولن دیوی کو ناک تک عاجز کردیتا۔

یہی گھر تھا جس میں قہقہے اور ہنسی کی چہکار گونجا کرتی تھی..... مسرتوں کے دیے روشن ہوتے تھے۔ ہر وقت ایک گہما گہمی کا احساس رہتا پھر صائم اور فدا چلے جاتے تو ویسی بے رونقی چھا جاتی تھی۔ کیا اب بھی ایسے حالات تھے؟ فدا اور صائم کے بعد گھر میں اتنی خاموشی اور تنہائی تھی۔ شاید نہیں.....؟ اب کچھ بدلا ہوا تھا۔

لیکن اس نے کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔ ہاں اب ضرور کررہا تھا..... پہلے کی طرح اماں کو تنہائی اور اکیلے پن سے شکوے نہیں ہورہے تھے۔ ان کا دل اسما سے بہل گیا تھا۔

وہی اسما جو ایک خاموش کردار تھی پر اب کیوں اتنی شدت کے ساتھ اپنے ہونے کا احساس دلا رہی تھی؟ آخر کیوں.....؟ ہادی کو تو اس کی پروا نہیں تھی وہ یہاں رہتی یا نہیں رہتی..... جہاں مرضی جاتی اس کی بلا سے۔ لیکن اب کیا ہوا تھا.....؟ کچھ انہونا؟ کچھ انوکھا.....؟

"نہیں..... مجھے اس کی ضرورت نہیں..... میں اتنا کمزور نہیں..... اس کے سامنے جھک جاؤں؟ اور اس کے قرب کی بھیک مانگوں.....؟ وہ مجھے کیا سمجھے گی؟ ایک نفس پرست انسان..... میں ایسا نہیں ہوں..... مجھے اسما کی ضرورت نہیں ہے بالکل بھی نہیں....." اس نے سر جھٹک کر زیرلب بڑبڑا کے کہا تھا۔ وہ اپنے اندر ہونے والی کشمکش سے تنگ آچکا تھا۔

"وہ مجھے کیا سمجھے گی؟ ایک نفس پرست انسان.....؟ وہ مجھ پر التفات نچھاور کرتی ہے اماں کے کہنے پر یا خود سے؟ کیا وہ چاہتی ہے میں اس کی طرف مائل ہوجاؤں، اسے توجہ دوں؟" ہادی ہونٹ کاٹتے ہوئے اب بھی بڑبڑا رہا تھا۔

"لیکن مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے جیسے آخری فیصلہ کرلیا تھا..... یوں اندر چھڑی جنگ رکی تو نہیں تھی تاہم کم ضرور پڑ گئی تھی..... ابھی وہ اینٹوں سے اٹھنا چاہتا ہی تھا جب کسی نے اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ کر دباؤ ڈالا تھا جیسے اسے اٹھنے سے روکا ہو..... جیسے ہی ہادی نے گردن گھما کر اپنے پیچھے دیکھنا چاہا وہ اپنی حیرت پر قابو نہیں پاسکا تھا۔ وہ لمحہ بھر کو بھونچکا سا رہ گیا۔ اسے امید نہیں تھی وہ یہاں آجائے گی۔ اس کے پیچھے اسما کھڑی تھی۔ ہاتھ میں جیکٹ لیے۔ خود کو شال میں لپیٹے اور اس کے الفاظ ہادی کو سرتاپا فریز کر گئے تھے۔ یوں کہ ہڈیوں کے گودے میں اترتی ٹھنڈک کا احساس تک نہیں رہا تھا۔

اس کی حیرت سے پھیلی آنکھیں اسما کے الفاظ پہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

پکھا اور پگھل گئی تھیں۔

"آپ کو میری ضرورت نہیں ہے لیکن مجھے آپ کی ضرورت ہے ہادی....." اس کے الفاظ اس کی شخصیت جیسے نرم اور ملائم تھے..... اور اس سرد موسم میں اس کے لفظوں کی نرمی اور گرمی حرارت کا کام دے رہی تھی۔ ہادی سے چند لمحے بولا ہی نہیں گیا..... اس کی زبان جیسے رک گئی تھی یا لفظ بہت ہلکے پڑ گئے تھے۔ اسے امید ہی نہیں تھی۔ وہ اس جگہ ہادی کو تلاش کرتی پہنچ جائے گی۔

بہت دیر بعد قدرے سنبھل کر ہادی نے اسما کو مخاطب کیا تھا..... اس کی نگاہیں اسما پہ جم گئی تھیں شاید وہ شادی والی رات کے بعد اب اس کے چہرے کو اتنے غور سے اور قریب سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظروں میں اترتی تپش اسما کے رخسار تپا رہی تھی۔ اور اتنی شدید ٹھنڈ کے باعث اس کی ناک سرخ ہو رہی تھی۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو؟" ہادی نے بہ مشکل اپنی نگاہوں کو اس کے چہرے سے ہٹا کر ادھر اُدھر دیکھنا چاہا..... وہ شکلاً اتنی بری نہیں تھی..... قبول صورت ضرور تھی اگر وہ اس سے نفرت نہ کرتا ہوتا تو.....؟ بظاہر وہ اچھی تھی..... قابل قبول..... ہادی اسے قبول کر سکتا تھا۔ اپنے ماں، باپ کی پسند سمجھ کر..... اگر بیچ میں وہ سارا سلسلہ نہ ہوتا۔

"آپ کو یہ جیکٹ دینے..... بغیر گرم سویٹر کے باہر نکل آئے تھے۔ اماں کو بہت پریشانی ہو رہی تھی۔" اسما نے نرم آواز میں جیسے وضاحت کی تھی۔ ہادی ایک بھوں اچکا کر جیسے چونکا تھا۔

"صرف اماں کو پریشانی ہو رہی تھی؟" ہادی کے لہجے میں اچانک تبدیلی در آئی۔ اس کا سوال اسما کو بھی چونکا گیا تھا۔ وہ اسما کے لبوں سے کیا سننا چاہتا تھا؟

"نہیں، مجھے بھی....." اسما کے جواب نے ہادی کی جھلتی انا کو خاصی تسکین پہنچائی تھی۔ اس کے لبوں پہ ایک پھیکا سا تبسم ابھر آیا تھا۔

"کس خوشی میں.....؟" اس کا اگلا سوال حیران کن تھا..... وہ بات کو طول دے رہا تھا یا طنز کرنا چاہتا تھا۔ اس نے سنبھال کر اسے دیکھا۔

"اس خوشی میں نہیں..... پریشانی میں کہ آپ میرے شوہر ہیں..... اتنی ٹھنڈ میں باہر بیٹھ کر اولے چبائیں گے تو لازما نمونیا ہو جائے گا۔" اسما کا جواب ہادی کو اچھا بھلا نشانے پر جا لگا تھا۔ اس کی ساری طراری ہوا ہو گئی تھی۔ وہ جان تو چکا تھا اسما بہت حاضر جواب ہے کچھ اس کے پیاروں نے بھی اسے اسما کی چیدہ، چیدہ خوبیاں از بر کروا دی تھیں سو حیران ہونا ترک کر کے وہ اسما کو مزید ستانا چاہتا تھا۔

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے..... مجھے نمونیا ہو یا سرسام....." اس نے چبھتے ہوئے انداز میں کہا تھا۔

"فرق کیوں نہیں پڑتا..... آپ بیمار ہوں گے تو لازمی طور پر روٹین ڈسٹرب ہو گی۔ آپ کی تیمار داری کرنا پڑے گی۔" اسما نے سہولت سے اسے جتایا۔ ہادی کی بھویں تن گئیں۔

"مجھے کوئی شوق نہیں تم سے تیمار داری کروانے کا....." اس کا لہجہ کڑا کے کا سرد تھا..... اسما کے لبوں پہ ایک بھرپور تبسم اتر آیا۔

"آپ کو شوق نہ ہو مجھے تو شوق ہے ناں..... اور میرا فرض بھی بنتا ہے۔ آپ کو اگر حقوق و فرائض کا علم نہیں۔ نادان، ناسمجھ، کم عقل معصوم بچے ہیں تو کیا ہوا..... میں تو اپنے فرائض کو اچھی طرح جانتی اور سمجھتی ہوں۔" اسما نے بڑے گہرے لہجے میں اسے اس کی ہر کوتاہی اور..... بے پروائی کا احساس دلایا تھا اور یقینی طور پر وہ سمجھ بھی گیا تھا۔ تاہم تسلیم کرنا اس کی شان کے خلاف تھا۔

"یہ تمہاری، استادی مجھ پہ نہیں چلے گی....." اس نے کاٹ دار انداز میں جتایا..... "اپنے علم و فضل کا رعب..... کسی اور پہ ڈالنا سمجھیں۔"

"کوئی اور کیوں.....؟ آپ کیوں نہیں..... جب سنائیں گے تو سنیں گے بھی..... اتنا حوصلہ اور ہمت ضرور رکھا کریں۔" وہ اسے دو لمحوں میں کیسی چوٹ مار گئی تھی۔ جب بات سمجھ میں آئی تو بلبلا اٹھا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.Paksociety.com

"تم مجھے "للکار" رہی ہو؟" مارے غصے اور اشتعال کے اس نے اسما کا بازو دبوچ لیا تھا۔ یوں کہ اسما اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی۔ وہ پتھریلی بجری پر لڑکھڑا کر گرنے لگی۔ ہادی بے ساختہ جھکا پھر اسے غیر دانستگی میں سہارا دینا پڑا..... یوں کہ اسما اس کی بانہوں کے حصار میں تھی..... یہ اچانک آنے والی پوزیشن تھی..... جس نے دونوں کو ہی بوکھلا دیا تھا۔ اسما اپنی جگہ شرمندہ تھی اور ہادی اپنی جگہ شرمندہ..... حالانکہ اس میں حرج ہی کیا تھا.....؟ کون سا گناہ ہو گیا تھا اسما کو سہارا دے کر..... لیکن ہادی کی جھلاہٹ اور خفت کم نہ ہوئی۔ وہ خواہ مخواہ اسما پر چڑھ دوڑا تھا۔

"تم یوں اوچھے ہتھکنڈوں سے میرے نزدیک آنے کی کوشش نہ کرو....." ہادی کے اگلے الفاظ اسما کو مارے تذلیل کے لال کر گئے تھے..... وہ بہ مشکل سنبھل کر سیدھی ہوئی۔

"میں نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی۔" اس نے ہونٹ چباتے ہوئے پلکیں جھکا کر کہا۔ ابھی تک دل قابو میں نہیں تھا گو کہ حادثہ گزرے دو منٹ تو ہو چکے تھے۔

"وہ تو میں دیکھ ہی چکا ہوں۔" ہادی کا انداز گہرا کاٹ دار تھا..... "میرے لیے کھانے بناتی ہو، کپڑے تیار کرتی ہو..... ہر چیز کا خیال رکھتی ہو تاکہ میں نرم پڑ جاؤں، تم پر التفات کی بارش کر دوں، تمہاری طرف مائل ہو جاؤں۔ تمہیں ستی ساوتری تسلیم کر لوں..... لیکن ایک بات سن لو..... مجھ سے توجہ اور التفات کی برسات کے متعلق تو قع تو اپنے وہم و گمان میں بھی مت رکھنا..... میں بارش تو کیا بوند تک کا تمہیں حق دار نہیں سمجھتا....." ہادی کے الفاظ مارے توہین و تذلیل کے اسے لہو رنگ کر گئے تھے۔ اس کی ناک لال انگارہ ہو گئی تھی۔ اور شدتِ ضبط سے گال تپ اٹھے تھے۔ پھر بھی اس نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔

"آپ کا خیال رکھنا میرا فرض ہے۔ میں اپنے فرائض سے کوتاہی کیوں کروں.....؟ کیوں گنہگار بنوں؟ آپ اپنے حقوق سے بے شک اعراض برتیں..... یہ آپ کا معاملہ ہے۔ میں اپنے معاملوں میں کلیئر ہوں۔ ایک دم لیئر..... آپ اپنی سوچ کے مطابق جو مرضی کہہ لیں....." اس کا جواب سن کر ہادی اپنے آپے میں نہیں رہا تھا۔

"یعنی تم مجھے گھٹیا اور نیچ سوچ رکھنے والا کہہ رہی ہو؟" ہادی کی آواز مارے غصے کے جھرجھرا گئی تھی۔ اسما نے پھر سے تحمل کا مظاہرہ کیا۔

"میں نے یہ کب کہا ہے؟"

"تمہاری بات کا مطلب تو یہی تھا....." وہ جیسے غرا کر بولا۔

"مطلب تو بہت سی باتوں کے بہت سے نکلتے ہیں۔ غور کرنے پہ بیٹھے تو زندگی گزر جائے گی....." اسما کا انداز ناصحانہ تھا۔ ہادی اس کی نرمی پا کر مزید بپھ نہیں ہو سکا تھا۔ ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کچھ اور بھڑاس نکل جاتی۔ تھوڑا دل میں گھسا غصہ کم پڑ جاتا۔

پھر اس نے جان بوجھ کر بات گھمائی۔

"تم میرا پیچھا کیوں کر رہی ہو؟" کچھ دیر بعد اسے اعتراض کے لیے ایک محل مل ہی گیا تھا۔ اسما نے گہری سانس کھینچ کر اس کا اعتراض قبول کیا۔

"اس لیے کہ آپ پہ نظر رکھنا میرا فرض ہے۔" اب کے اسما ہلکا سا مسکرائی بھی تھی۔

"تاکہ آپ کی تانکا جھانکیاں میری نگاہ میں رہیں۔" اس نے جملہ مکمل کر دیا تھا۔

اب وہ ہادی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جس کا گورا رنگ کچھ سردی کی شدت اور کچھ غصے کی گرمی سے تپ رہا تھا۔ اس کے جواب نے اسے خوب تلملایا تھا۔

"تمہارے اور کون، کون سے فرائض ہیں؟ مجھے ایک ہی دفعہ بتا دو..... تاکہ میں محتاط ہو سکوں۔" وہ کلس کر بولا۔

"کیسی چالاک لڑکی ہے، مجال ہے جو ہار جائے..... دو بدو بولے جا رہی ہے۔ ذرا بھی لحاظ اور مروت نہیں۔ منہ پھاڑ کے شوہر کو جواب دے رہی ہے..... اور اماں بتا رہی تھیں کہ کم گو ہے، بولتی نہیں.....

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اب اماں یہاں آکر دیکھیں...... کم گو بہو کے جوہر، اتنی لمبی زبان ہے۔ شیطان کی آنت سی...... اتنا باعلم بنتی ہے۔ سارے زمانے کی عالم فاضل...... اتنا پتا نہیں شوہر کو اتنا بھی بتاتے نہیں...... اگر وہ بیچ میں پٹ جائے تو......لاحول ولا قوۃ...... یہ میں کیا خود کو شوہر، شوہر کا خطاب دے رہا ہوں۔ حد ہے یار! میں نہیں ہوں اس زبان دراز، فرعون، مکارن کا شوہر......" وہ چلبلاتا ہوا پیچ وتاب کھا رہا تھا۔

"فرائنکس کی حقیقت آہستہ، آہستہ کھل کر سامنے آئے گی۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ ابھی تو آغاز سفر ہے...... پچاس ساٹھ سال تو ہمیں اکٹھے رہنا ہی ہے......" اسما نے مسکرا کر جیکٹ اپنے دائیں بازو پر منتقل کرلی تھی کیونکہ ہادی نے جیکٹ پہننے سے انکار کردیا تھا...... وہی ذاتی انا کی بنیاد پر کہ ناک نیچی ہوتی تھی......اور ابھی صرف ایک شرٹ پہن کے کھڑا تھا جو اتنے سرد موسم میں بہت ناکافی تھی۔

اسما کو شدید ٹھنڈک کا احساس ہو رہا تھا گو کہ اس نے گرم سویٹر اور شال بھی اوڑھ رکھی تھی۔ پھر بھی ٹھنڈ ہڈیوں میں گھس رہی تھی اور اس نے کمال بے تکلفی سے جیکٹ کو بازو سے اتارا اور شال ہٹا کر خود پہن لی۔

وہ آنکھیں پھاڑے ہیں، ہیں کرتا اس کی...... کلدولائی دیکھ رہا تھا۔ جب اسما نے جیکٹ پہن کر زپ بند کی تو ہادی تڑخ کر رہ گیا۔

"یہ تو جوتوں سمیت آنکھوں میں گھستی ہے۔ ایسی دیدہ دلیری......؟ اور ابھی میری فکر کا راگ الاپ رہی تھی۔ یہی فکر تھی کیا؟ صرف ایک مرتبہ کہا کہ "جیکٹ پہن لو" میں نے انکار کیا تو خود پہن لی...... حد ہے......" وہ شدید سنگین کا شکار دل میں سوچے جا رہا تھا۔

"آپ کی جیکٹ بہت گرم ہے۔ بڑا سکون آیا......" اب وہ جان بوجھ کر اسے جلانے کی غرض سے جیکٹ کی تعریفوں میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہی تھی۔

ہادی لمحہ بھر کے لیے سوچتا رہا۔ اسے کون سا پلٹ کر کیا جواب دے؟ جس سے اس کی بولتی بند ہو سکے۔

"میں خود بھی بڑا گرم ہوں...... چاہے تو آزما سکتی ہو۔" ہادی کا انداز معنی خیز ہو گیا تھا۔ اس نے آنکھوں میں ڈھیر سارا حظ بھر کے اسے بغور دیکھا تھا...... وہ اس کے دیکھنے اور بولنے پر شدید گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔ ایک لمحے کے لیے گڑبڑا بھی گئی تھی پھر اس نے خود پر قابو پالیا لیکن اس کا لہجہ اب ہموار نہیں تھا۔ ہادی کو بڑا ہی مزہ آیا۔ یعنی اس کے لفظوں نے اسما کو بوکھلانے پر مجبور کردیا تھا۔ اس کا اعتماد ڈانواں ڈول ہوا تھا۔ ہادی کو بڑی کامیابی کا احساس ہوا۔ یعنی وہ آئندہ بھی ایسی صورت حال کری ایٹ کر کے اسما کے اعتماد کی بنیادوں کو ہلا سکتا تھا۔

وہ اسما کو زچ کر سکتا تھا۔ اسے باتوں کے تیروں سے زیر کر کے میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کر سکتا تھا؟

ہاں وہ ایسا کر سکتا تھا۔ تب اسما خود بخود اس سے تنگ آکر اس پر لعنت بھیج کر واپس چلی جاتی...... وہ اماں اور بابا کے سامنے مظلوم بن کر سرخرو ہو جاتا...... اس کے بعد ہادی کی من پسند زندگی کا آغاز ہو جاتا۔ کتنا زبردست خیال اس برفیلے موسم میں آیا تھا۔

وہ گھر جاتے ہوئے پہلی مرتبہ اتنے عرصے بعد ایک ترنگ اور ایک تازگی محسوس کر رہا تھا اور ان دونوں کو ساتھ ساتھ اندر آتے دیکھ کر اماں اور بابا مارے خوش فہمیوں کے خوشی سے نہال ہو رہے تھے۔

کہتے ہیں پتھر میں بھی جونک لگ جاتی ہے اور قطرہ قطرہ پانی پڑنے سے پتھر میں بھی سوراخ ہو جاتا ہے تو ہادی کا دل تو پھر بھی گوشت پوست کا تھا...... کیا اسما کے لیے اس کے دل میں نرم گرم جذبات سر ابھار رہے تھے یا وہ کچھ اور ہی منصوبہ بندی کر رہا تھا...... ہادی کے دل کا اصل حال جاننے کے لیے پڑھیے جولائی کا عید نمبر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

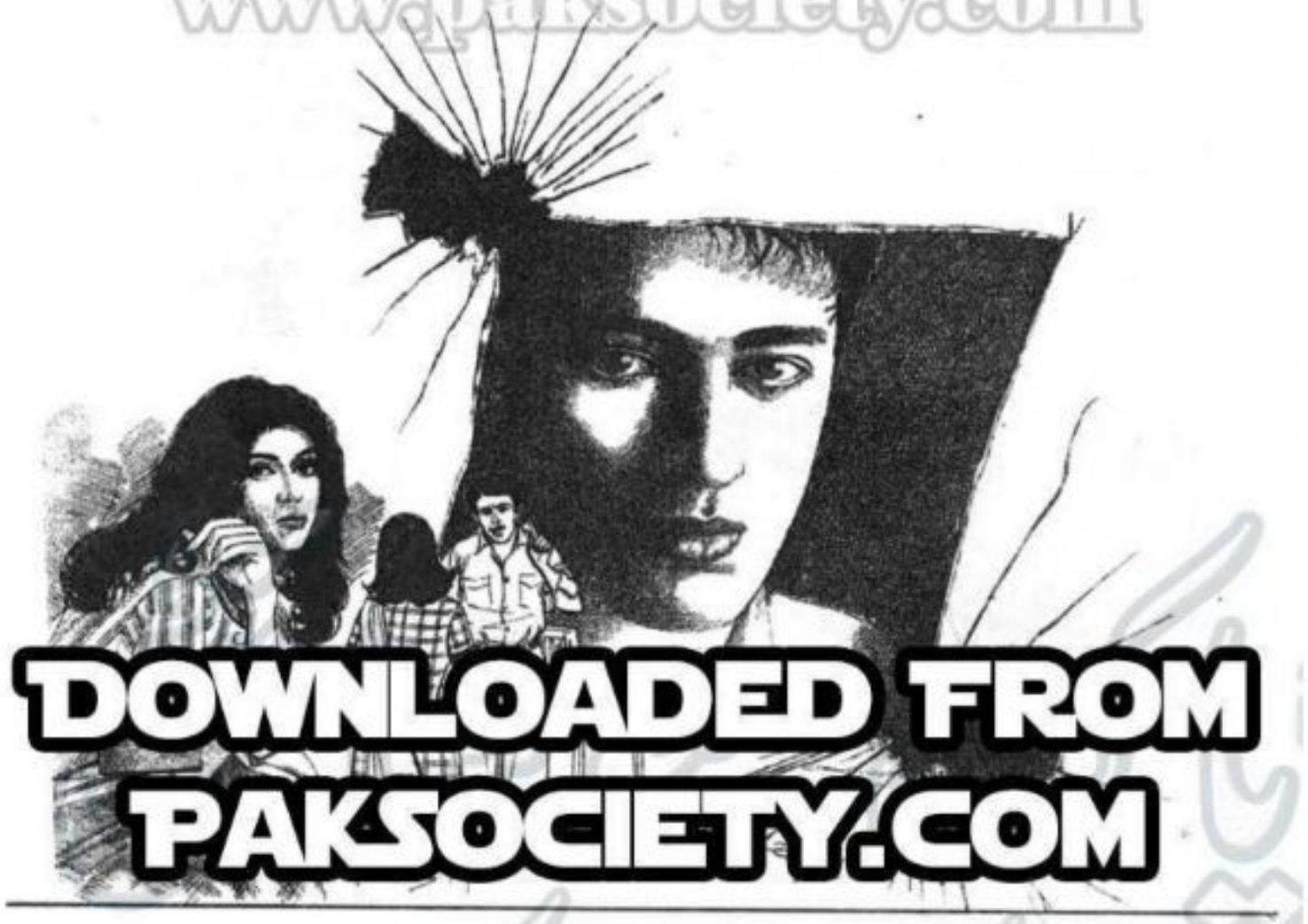

DOWNLOADED FROM
PAKSOCIETY.COM

ضمنی ناول

دیارِ صبح کے اجالوں میں

نایاب جیلانی

ساتواں حصہ

پھر واقعی ہادی بدل گیا تھا۔ اس کی پہلے والی گم شدہ چونچالی واپس آگئی تھی۔ گو کہ یہ چونچالی طنز کے ورق میں لپٹی ہوا کرتی تھی جسے محض اسما ہی محسوس کرسکتی تھی۔ اماں اور پھولن دیوی تو لطف اندوز ہو، ہو کر... بے حال ہوئی جاتیں۔ اماں بہت خوش تھیں۔ ان کا پرانا ہادی لوٹ آیا ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ ان کا ہادی کس سازش کے تحت لوٹا ہے۔ بہر حال جو بھی تھا...... ایک مرتبہ پھر کافی عرصے بعد گھر کی فضا...

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

خوشگوار ہوگئی تھی..... یوں لگتا تھا جیسے ہادی نے اپنی موجودہ زندگی سے سمجھوتا کرلیا ہے..... اس کی اس تبدیلی کی رپورٹ مانسہرہ تر کی اور کہوٹا تک پہنچادی گئی تھی۔ سو فرداً فرداً اس کے دونوں بھائیوں، دونوں بھابیوں اور دونوں بہنوں کی کال آنا شروع ہوگئی تھیں۔ وہ سب اسے نئی زندگی کے آغاز کی مبارک باد دے رہے تھے۔ بہت خوش ہورہے تھے اور اس کے عقل مندانہ فیصلے کو سراہ رہے تھے۔ صائم نے تو مارے جوش میں یہ تک کہہ دیا تھا۔

''ہادی! جب میں دوبارہ آؤں ناں..... تو ڈھیر سارے بچے مجھے چیاؤں، پیاؤں، میاؤں کرتے دکھائی دیں..... اور تایا، تایا کہتے مجھ سے لپٹ جائیں۔'' صائم کی فرمائش پہ ہادی دانت پیس کر... بہ مشکل مسکرا کر پوچھ رہا تھا۔

''یعنی ایک سال میں تم مجھ سے کتنے بچوں کی ڈیمانڈ کرتے ہو؟'' اس کا انتہائی معصومانہ سوال سن کر صائم نے ترنت جواب بھی دے دیا تھا۔

''چھ کی..... یہ کم از کم ہیں۔ زیادہ سے زیادہ جتنے بھی۔'' وہ ہنس، ہنس کر اپنی فرمائش نوٹ کروا رہا تھا۔ صائم بچوں کے لیے اتنا ہی مچی تھا کیونکہ وہ خود اس نعمت سے محروم تھا۔

''تم نے ''ہمیں'' جانور تو نہیں سمجھ رکھا؟'' ہادی نے دل ہی دل میں اسے موٹی سی گالی دے کر بظاہر ہنس کر مدھم آواز میں کہا۔ اس کا لہجہ دھیما پڑ گیا تھا۔ ہمیں سے مراد یعنی اسما اور وہ خود تھا..... اسما کو جیسے غش آنے لگا..... وہ اپنے فرشی بستر پر محوِ استراحت تھی..... اور ہادی پورے بیڈ پر پھیل کر بھائیوں سے گپ شپ انجوائے کررہا تھا۔ اس کی گفتگو سے اسما کو اندازہ ہورہا تھا۔ ان کے درمیان کیا باتیں چل رہی تھیں۔

وہ مارے خفت و شرم سے جھنجلا کر کروٹ بدل چکی تھی۔

''بہت بڑا ڈرامے باز ہے یہ..... جانے کس منصوبے کے تحت سارے گھر والوں کو منٹوں میں رام کرلیا..... لگتا ہے یہ کوئی ڈبل گیم کھیلے گا..... باہر کچھ اور اندر کچھ..... اس میں بھی بہتری کے آثار ہیں، کم از کم ... میں دوسروں کی نگاہوں میں سوالیہ نشان بننے سے تو بچ جاؤں گی..... اور کیا پتا، بظاہر مجھے سب کی نگاہوں میں اپنا کر ہادی نے سمجھوتے کی کوئی راہ نکال لی ہو؟ یہ بھی تو ایک خوش آئند عمل ہے۔ مجھے سمجھوتا نما یہ زندگی بھی قبول ہے، کم از کم بابا اور عاشر تو مطمئن رہیں گے۔''

اسما کی سوچیں منفی ہونے سے پہلے ہی مثبت سمت میں بہنے لگی تھیں۔ معاً ہادی کی آواز نے اسے پھر سے اپنی طرف ..... متوجہ کرلیا تھا۔

''میں تمہاری ''خواہش'' پہ غور و فکر کرتا ہوں..... تم میرے آنے والے بچوں کے اخراجات کا بار اٹھالو کیونکہ بابا جو مجھے تنخواہ دیتے ہیں اس میں تو صرف چوسنیاں اور فیڈر آئیں گے۔ باقی دودھ، ڈائپرز، سیریل وغیرہ کا خرچہ کہاں سے لاؤں گا؟'' ہادی نے اتنے غم زدہ، متفکر انداز میں بات کی تھی جیسے واقعی وہ اسی غم میں گھلتا جارہا تھا کہ اخراجات بڑھ گئے تو کہاں سے خرچہ پورا کرے گا۔

''تو غم نہ کھا..... تیرے آدھے بچوں کا میں خرچہ اٹھاؤں گا۔ آدھے بچوں کا فدا اٹھالے گا..... آدھے بچوں کو بابا کے کھاتے میں ڈال دیں گے اور جو باقی بچے ان میں سے.....'' صائم اس کی پریشانی اور تفکر کو جان کر فوراً سینہ تان کے میدان میں کود پڑا تھا۔ پھر اس کے مشوروں کو سن کر ہادی اش اش کر اٹھا۔

''اور جو باقی بچے ان کو یتیم خانے میں چھوڑ آئیں گے، ہے ناں.....! بے غیرت! ذرا حیا نہ آئے گی تجھے، میرے معصوم نونہالوں کو میری زندگی میں ہی یتیم خانوں میں دھکے کھانا پڑیں گے۔ تف ہے تم دونوں پہ..... جو بڑے چچاؤں کے نام پر دھبا ہوگے۔ ارے تم کہو، ہم جو باقی بچے انہیں بھی آپس میں بانٹ لیں گے۔'' ہادی نے اسے بری طرح سے گھرکا تو وہ اسے غیرت دلاتا تپ اٹھا تھا۔

''کمینے، ایک آدھ بھی نہیں پال سکو گے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں، ہمیں ''مزید'' پہ بھی غور و فکر کرنا ہوگا۔''

ہادی کے الفاظ اسما کو مارے شرم و غصے کے تپانے کے لیے کافی تھے..... مسئلہ یہ تھا، وہ سوتی بن کر پڑی تھی۔ بیچ میں بول نہیں سکتی تھی۔ ورنہ ہادی کو مزہ چکھا دیتی۔ اللہ، اللہ کر کے فون بند ہوا تو ہادی نے موبائل اٹھا کر صوفے پر اچھال دیا تھا..... اسما کے کانوں میں واضح آواز پہنچی تھی پھر وہ زیرِ لب بڑبڑاتا اپنا غصہ نکالتا رہا۔

''صائم! تو تر کی جا کر، عزہ سے بیاہ کے بھی کھوتا ہی رہا۔ آفرین ہے تیرے کھوتے دماغ پر بچوں کے بارے میں اتنی لمبی فرمائشی لسٹ لکھوا دی۔ یہاں پہ ایک بھی سوچنا محال ہے..... لاحول ولا قوۃ.....'' ہادی نے کلس کر تکیہ درست کیا تو اچانک محتاط انداز میں ہلتی ہوئی اسما پر نگاہ پڑی تھی۔

وہ لمحہ بھر کے لیے ٹھٹک گیا تھا..... کچھ دیر قبل صائم سے بات کرتے ہوئے وہ اس کی موجودگی کو قطعاً فراموش کر چکا تھا۔ اب جو نظر پڑی تو خیال آیا۔ پھر وہ کچھ سوچ کر بستر سے اتر کر نیچے آیا تھا۔ ننگے پاؤں دبے قدموں چلتا ہوا وہ اسما کے قریب دو زانو بیٹھ گیا تھا۔ اسما اسے غیر متوقع اپنے قریب آتا دیکھ کر اندر ہی اندر ہڑبڑائی تھی۔ تاہم اس نے ظاہر ہونے نہیں دیا تھا کہ وہ جاگ رہی ہے۔

کچھ دیر تک ہادی وہیں بیٹھا رہا..... پھر اس نے اسما کی آنکھوں کے سامنے اپنا ہاتھ لہرایا تھا۔ اسے تھوڑا شک سا پڑا تو موبائل اٹھا کر اس کی ٹارچ آن کر لی تھی۔ اب ٹارچ کی روشنی سیدھی اسما کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ اس سے مزید اداکاری محال ہو گئی تھی۔ ہادی بھی اس کی لرزتی پلکوں کی جنبش کو پا گیا تھا۔ وہ گہری سانس کھینچتا پیچھے ہٹا تو اسما نے پٹ سے آنکھیں کھول کر اس پر چڑھائی کر دی تھی۔

''یہ کیا بدتمیزی تھی؟''

''کون سی؟'' وہ بیڈ کے کنارے پر ٹک کر ٹانگیں نیچے لٹکا کے بیٹھ گیا تھا۔ اسما کو جاگتا پا کر اسے اپنی کچھ دیر قبل کی گفتگو پر خجالت ہو رہی تھی۔ اس لیے اس کا لہجہ دھیما تھا۔

''یہ منہ پر ٹارچ مار کے ایکسرے کرنے کی۔''

اسما نے تنک کر پوچھا تو وہ آئیں بائیں کرنے لگا۔

''تم نے کوئی سپنا دیکھا ہوگا۔ سپنوں میں بھی تمہیں میں ہی دکھائی دیتا ہوں۔ تمہارے قریب بیٹھا ہوا، تمہارا اپنی آنکھوں سے ایکسرے کرتا ہوا۔'' اس نے سنبھل کر مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔ اسما اس کے مسکرانے پر تاؤ کھا کر رہ گئی۔

''مجھے ''چکمہ'' دینے کی ضرورت نہیں.....'' وہ بگڑ کر بولی۔

''تمہیں کوئی چکمہ دے سکتا ہے؟ تم تو خود میٹر گھما کر رکھ دیتی ہو۔'' اس کا انداز گہرا اور کاٹ دار قسم کا تھا۔

''جس دن اصل میں آپ کا میٹر گھمایا، اس دن آپ کو پتا چل جائے گا۔ ابھی میں آپ کا لحاظ کر رہی ہوں۔'' اسما کا انداز دھمکانے والا تھا۔ ہادی کا غصہ بھی عود آیا۔

''تم نے جو توپ چلانی ہے چلا کر دکھا دو۔''

''میری ''توپوں'' کا رخ بھی برداشت نہیں کر پائیں گے کجا کہ اگر چلا دی تو.....؟'' وہ معنی خیزی سے بولی تو ہادی استہزائیہ مسکرا دیا تھا۔

''یہ دھمکیاں کسی اور کو دینا.....'' اس نے ناک پر سے جیسے مکھی اڑائی تھی..... پھر کچھ خیال آنے پر بولا۔ ''یہ جو تم سپنوں میں مجھے قریب بیٹھا دیکھ رہی ہوں اس سے باز آجاؤ.....'' اب وہ جان کر ثابت کرنے پر تلا ہوا تھا کہ وہ اسما کے قریب بیٹھنے کا گناہ کرنے والا نہیں تھا۔ دوسرے معنوں میں اسما کو یقین دلانا چاہتا تھا کہ اس نے یہ حرکت نہیں کی۔

''آپ بھی میرے منہ پر موبائل کی روشنی مار کر یہ دیکھنے سے باز آجائیں کہ میں سو رہی ہوں یا جاگ رہی ہوں۔'' اس کے ترنت جواب نے ہادی کو لمحہ بھر کے لیے گڑبڑا دیا تھا۔

''اور تم میری..... اور میری اماں کی باتیں چھپ، چھپ کر سننے سے پرہیز کرو.....'' ہادی نے بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چند دن قبل والا واقعہ دُہرایا تھا۔ جب اسما نے اماں اور ہادی کی گفتگو باہر کھڑے ہو کر غیر دانستہ اور کچھ دانستہ سن لی تھی۔ اسما کے چہرے کا رنگ واضح طور پر بدلا تھا۔ ہادی فاتحانہ انداز میں مسکراتا ہوا اسے لاجواب کر کے دوبارہ اپنے گرم بستر میں گم ہو گیا تھا جبکہ اسما کی پوری رات دوبارہ آنکھ نہیں لگ پائی تھی۔

ہادی کا مزاج ایسا ہی تھا دھوپ چھاؤں سا..... تاہم دونوں نے سمجھوتے کے خاموش ایگری منٹ پر سائن کر لیے تھے..... گو کہ ہادی نے اسے کسی بھی طرح قبول نہیں کیا تھا پھر بھی زندگی کی گاڑی کو دونوں ہی نے گھسیٹنا شروع کر دیا تھا۔

اسما پوری ذمے داری کے ساتھ اماں، بابا اور ہادی کی ضروریات کا خیال رکھ رہی تھی۔ ان کے لیے اچھے سے اچھا کھانا پکاتی، گھر کی تزئین و آرائش کا دھیان رکھتی..... پھولن دیوی کا آدھا بوجھ اسما نے خود اٹھا لیا تھا۔ گھر کی چمک دمک اور رونق لوٹ آئی تھی۔

عرصے بعد گھر ایک گرہستن کی وجہ سے پھر اپنی اصلی صورت میں پلٹ آیا تھا۔

ہادی اور اسما کی تکرار اور منہ ماری بھی روزانہ کا معمول تھی۔ دونوں اپنی، اپنی بھڑاس اچھی طرح نکال کر کمرے سے باہر ایک محبت کرنے والے میاں، بیوی کا رول پلے کرنے لگے تھے اور ان... کوششوں میں دونوں کا برابر ہاتھ تھا۔ ہادی اپنی طرف سے اماں، بابا کو بھرپور مطمئن کر رہا تھا، دوسری طرف اسما بھی اپنے حسنِ عمل سے سب بہترین ہونے کا سگنل دیتی۔

اس صبح اسما کچن میں ناشتا بنا رہی تھی جب ہادی کی اونچی پکار پہ پھولن دیوی کے ہاتھ سے اچار کی بوتل گری اور اسما کے ہاتھ سے آٹے کا پیڑا۔

''الٰہی خیر.....'' پھولن دیوی نے سینے پر دو ہتھڑ مار کر مارے گھبراہٹ میں ٹوٹی بوتل کی کرچیاں اٹھائیں تو ایک مرتبہ پھر اندر سے ہادی کی اونچی پکار سنائی دی۔

''دیوی جی! کیا کر دیا..... اللہ کرے، آپ کا

سکھ نہ رہے..... آپ پر یہ موٹاپا روز بروز چڑھے۔ آپ سے چلنا تو کیا ہلنا بھی دشوار ہو۔ اللہ کرے.... دلدار خان کسی اور سے دل لگا لے۔ خان کی یادداشت لوٹ آئے اور وہ آپ کی محبت سے انکاری ہو جائے۔''

ہادی کی لمبی غراہٹ نما تقریر پہ اسما نے دہل کر پھولن دیوی کو مخاطب کیا تھا۔

''کیا کر آئی ہو پھولن دیوی.....! بچنے کے آثار نہیں لگتے۔'' اسما کے پوچھنے کی دیر تھی دیوی جی نے پھر سے سینے پر ہتھڑ مارا..... اسے بہت کچھ یاد آ گیا۔ وہ ہادی کا تیسرا نہیں، چوتھا نہیں، آٹھواں نیا موبائل مشین میں دھو چکی تھی۔

''اوئی میں کرموں جلی مر گئی۔'' اس نے اپنے ماتھا بھی پیٹ ڈالا تھا لیکن اس کی کراہ سینے میں دبی رہ گئی..... اندر سے ایک مرتبہ پھر غراتی ہوئی آواز وہاں تک آئی۔

''دیوی جی! اپنا انجام سوچ رکھو..... آج میرے ہاتھوں سے سلامت نہیں بچو گی۔ تمہارے پاس پورے پانچ سیکنڈ کا وقت موجود ہے۔ سوچنے میں لمحہ بھی مت لگاؤ۔ تم کون سی قسم کا انتخاب کرتی ہو مرنے کے لیے آپشن میرے پاس بہت ہیں۔ تمہیں گلے میں پھندا... ڈالوانا ہے، نیلا تھوتھا کھانا ہے یا چھت سے تمہیں دھکا دیا جائے؟ اس میں بچنے کے چانسز بھی بے شمار ہیں۔ اس کو رہنے دو..... میں تمہیں ایک ہی جھٹکے میں اوپر پہنچا دوں گا۔ جس طرح تم ایک ہی جھٹکے میں میرے اتنے بڑے، بڑے نقصان کر چکی ہو۔ اگرچہ یہ زہر کا گھونٹ ہے پر مجھے دلدار خان کی زندگی تمہارے عتاب سے بچانے کی خاطر بھرنا پڑے گا..... دیوی جی! آج تمہیں میرے ہاتھوں مرنا ہی پڑے گا۔'' ہادی کی آواز لمحہ بہ لمحہ قریب آتی جا رہی تھی اور ایسے ہی پھولن دیوی بھی لمحہ بہ لمحہ گیلری، لاؤنج، برآمدے اور صحن سے باہر نکلتی جا رہی تھی۔

جب تک ہادی خونخوار تیور لیے کچن میں داخل ہوا پھولن دیوی اپنے کوارٹر میں جا کر بند ہو چکی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"کہاں ہے وہ چالیس من کی ہیروئن! خوراک کی دشمن، روٹیوں کی ویرن..... بوٹیوں کی عاشق .....آج میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" ہادی کے تیور دیکھ کر اسما کو احساس ہو گیا تھا کہ پھولن دیوی ایک مرتبہ پھر کوئی عظیم گڑبڑ کر چکی ہے۔

"آپ کو کچھ چاہیے ہے ہادی....." اس نے جان بوجھ کر اس کے غصے کو نظر انداز کر کے حلاوت سے پوچھا۔

ہادی نے تن فن کرتے اسے دیکھا۔

"تم کیا دو گی مجھے.....؟" وہ جلے کٹے لہجے میں بولا۔ وہ متواتر پھولن دیوی کو تلاش کر رہا تھا.....لیکن پھولن دیوی کوئی سوئی تو تھی نہیں جو نظر نہ آتی.....وہ کچن میں کہیں تھی ہی نہیں۔

"میں وہ سب کچھ دے سکتی ہوں جو میرے دائرۂ اختیار میں ہے۔" اسما کا لہجہ پُرنم اور بوجھل ہو گیا۔ "آپ مانگ کر تو دیکھیں.....؟" اس کا دل بھی بوجھل ہو گیا۔ لبالب بھر گیا.....ہادی نے حتی المقدور اسے گھورنا چاہا پھر انداز اور لہجہ بدل کر نرم ہو گیا۔ اسی نرمی اور ملائمت سے اس نے عجیب انداز میں اسما سے کہا۔

"میری سب "چوری" ہوئی خوشیاں لوٹا سکتی ہو؟ جو تم نے چرالی ہیں۔" ہادی کے الفاظ اسما کے دل کو ترازو کر گئے تھے۔ وہ لمحوں میں ڈھے سی گئی تھی۔

ہر روز جوئی امنگیں اور ہمتیں مجتمع کر کے نئے دن کا آغاز کرنے کی کوشش کرتی ہادی کے صرف ایک ہی وار میں ہر کوشش، ہر امنگ، ہر امید کا کانچ ٹوٹ کر بکھر جاتا.....تب اسما بے بس ہو جاتی، لاچار ہو جاتی..... بے قابو ہو کر اپنا ضبط کھو دیتی تھی۔

وہ ہادی کو کیسے بتاتی، کس طرح سے وضاحت دیتی؟ اگر وہ حقیقت کھول بھی دیتی تو کیا گارنٹی تھی ہادی سب کچھ رفع دفع کر دیتا؟ اس نے لازماً انتقام لینے کے لیے گلناز تک پہنچنا تھا اور پھر سب کچھ بکھر کر تباہ ہو جاتا۔

☆☆☆

بغیر دستک دیے کمرے میں داخل ہونا ہادی کا معمول تھا۔ وہ مرضی سے آتا مرضی سے جاتا۔ اپنا کمرا تھا سو اجازت کی کیا بات تھی؟ اس دن وہ اپنی ہی جھونک میں گنگناتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تو اسما بھی اسی پل نہا کر واش روم سے باہر آئی تھی۔ اس نے بالوں کے نیچے تولیا پھیلا رکھا تھا۔ اور اس کے لمبے، لمبے لچھے دار گھنگرالے بال پوری پشت پر بکھر کر عجیب پیچ و خم میں الجھا رہے تھے۔ وہ اپنے ہی دھیان میں بے نیازی ڈریسنگ تک آئی تھی۔ پھر اس نے تولیا ہٹا کر بالوں کو سلجھانا شروع کیا تھا۔

اس کا متناسب بھرا، بھرا سراپا ہادی کو بوکھلانے، ہڑبڑانے اور گھبرانے پر مجبور کر چکا تھا۔ اس کی دلی کیفیات عجیب ہو گئی تھیں پر وہ خود کو بڑے قرینے سے سنبھالتے ہوئے گلا کھنکھار کر اسما کو اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا تھا۔ اور اسما گردن موڑ کر ایسی حواس باختہ ہوئی کہ بیڈ پر گرائے تولیے کو اٹھا کر اپنا سر ڈھکنے کی کوشش کرنے لگی۔

بغیر دوپٹے کے یا کھلے سر کے ساتھ پہلی مرتبہ ہادی نے اسے دیکھا تھا۔ سو یہ دیکھنا، نظر انداز کرنے والی سچویشن کے زمرے میں نہیں آتا تھا۔ اس کے حواس قدرے ٹھکانے پر آئے تو اس نے اپنا موبائل، چابیاں اور والٹ وغیرہ میز پر رکھا۔

اسما خاصی ناراض، ناراض کھڑی تھی اور ہادی جان بوجھ کر اسے نظر انداز کر رہا تھا۔ جیسے دل پر کوئی واردات نہ گزری ہو یا دونوں کے درمیان ایک ان چھوا سا لمحہ بھی نہ پھسل کے گرا ہو۔

کافی دنوں سے دونوں "تکرار" سے بچ رہے تھے۔ ایک کمرے میں یوں سوتے جیسے دونوں ایک کمرے کے کرائے دار ہوں۔

ہادی کا وہی معمول تھا۔ کبھی اجنبی، کبھی آشنا، کبھی دشمن اور کبھی متنفر.....موڈ ہوتا تو بات کرتا ورنہ کئی، کئی دن بلاتا نہیں تھا.....اسما اس کی ساری ضروریات کا خود سے خیال رکھتی.....اس کی ہر ضرورت بن کہے پوری

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کردیتی..... اس کے کھانے، پہننے اور سونے کا خیال ..... گو کہ ہادی نے کبھی اسے اپنی ضرورت کے لیے نہیں کہا تھا۔ اسما خود بخود اس کی ضروریات پہ نظر رکھتی تھی..... تاکہ ہادی کو شکایت کا موقع نہیں ملے۔ اس دن کے بعد اسما نے کپڑے بھی خود دھونے شروع کردیے تھے۔ کیونکہ دیوی جی بغیر جیبوں کی تلاشی لیے ہر مرتبہ لاکھوں کا نقصان کردیتی تھی۔ موبائل، پیسے، چابیاں، کاغذ کچھ بھی ہوتا مشین کے چکر میں دھل دھلا کر اپنی اصلیت کھودیتا تھا۔

اماں اور بابا کے سمجھانے پر اسما کو آنے والے اچھے دنوں کی بڑی امید تھی۔ اسی لگن میں وہ ہادی کا ہر برا رویہ سہہ جاتی۔ ہر زہریلی بات کو پی لیتی..... ہر زخم کو برداشت کرلیتی۔ وہ ہادی کی خدمت گزاری میں اپنا من، تن، دھن لٹا رہی تھی۔ صرف اس امید پر کہ اماں، بابا کی ساری کہی باتیں ایک دن سچ ہوجائیں گی۔ ہادی اسے اپنالے گا، اپنی بیوی کی جگہ دے گا۔ اپنے دل کے ایک کونے میں اسے ٹھکانا فراہم کردے گا..... ایک دن سارے خواب، سارے خیال سچ ہوجائیں گے۔ اور ہادی کو یقین آجائے گا جو کچھ بھی اس کے ساتھ انسانیت سوز چال چلی گئی تھی..... اس میں اسما کا کوئی قصور نہیں تھا۔

''آئینے میں اپنے حسنِ جہاں سوز کو دیکھ، دیکھ کر دل بھر گیا ہو تو ایک کپ چائے کا سوال ہے..... اگر نہ بھرا ہو تو چائے بنانے کے بعد بقیہ ماندہ شغل پورا کرلینا..... یعنی اگلی قسط میں۔'' اسما اپنے ہی خیالوں میں گم تھی جب ہادی نے گلا کھنکھار کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور اپنے ازلی صاف گو، برجستہ اور شفاف انداز میں کہا۔ ہادی کے احساس دلانے پر اسما پر گھڑوں پانی پڑ گیا تھا..... وہ آئینے کے سامنے سے ہٹ گئی تھی۔ پھر منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اپنا دوپٹا اوڑھنے لگی..... بال سمٹ چکے تھے۔ اور ہادی کے انداز بھی بدل چکے تھے۔

''یہ تم منہ ہی منہ میں مجھے کوسنے اور گالیاں کیوں دے رہی ہو؟ چائے نہیں بنانی تو نہ بناؤ..... گالیاں تو مت دو..... کوئی بات نہیں، دیوی جی کے ہاتھ کا... جو شاندہ پی لوں گا لیکن تم سے گالی نہیں سنوں گا۔'' ہادی نے ٹھنک کر کہا تو اسما کا اس الزام پر دماغ گھوم اٹھا۔

''میں نے کب آپ عالی حضرت کی شان میں گستاخی کی ہے؟'' وہ انتہائی خفگی سے پوچھ رہی تھی۔ ہادی نے اس کی بڑبڑاہٹ کا نکتہ اٹھایا۔ ساتھ موبائل پہ بھی شغل جاری تھا۔

''میں نے محسوس کیا ہے.....'' شانِ بے نیازی سے کہا گیا۔ اسما کی آنکھوں میں استہزا اتر آیا۔

''اچھا..... تو جناب جی بھی کچھ محسوس کرنے لگے ہیں؟'' اس کا انداز گہرا کاٹ دار اور طنزیہ تھا۔ ہادی موبائل پہ ٹک، ٹک کرتا پوری جان سے اسما کی طرف متوجہ ہوگیا تھا۔

''کیوں؟ جناب جی، انسان نہیں؟ فولاد ہیں..... روبوٹ ہیں..... پتھر کے ہیں؟ کوئی جذبات اور کوئی..... احساسات نہیں رکھتے.....'' ہادی لمحوں میں سنجیدہ ہوگیا تھا۔ پھر اس نے باہر نکلتی اسما کو روک لیا..... وہ اس سے جواب لیے بغیر جان بخشی کرنے والا نہیں تھا۔

''مجھے کیا پتا.....؟'' وہ ہادی کے روکنے پر رک گئی تھی۔ پھر کندھے اچکا کر بولی۔ ہادی کے تاثرات بدل گئے تھے۔ اس نے اپنا موبائل ہاتھ سے رکھ دیا تھا..... اب وہ بڑی گہری نظر سے اسما کو دیکھ رہا تھا۔ ایسی نظر جس میں واضح طور پر تپش تھی۔ اسما کو اپنے گال جلتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔

''تو کیا تم پتا لگوانا چاہتی ہو؟'' معاً ہادی کی آواز نرم ہوتی ہوتی بوجھل سی ہوگئی..... وہ بیچ کا فاصلہ مٹاتا اس کے قریب آگیا تھا۔ اتنا قریب کے اس کی گرم سانسوں کی تپش اسما کے گالوں اور پیشانی کو جھلسا رہی تھی۔ اسما کا دل سینے کی حدود میں ٹکر۔س کھاتا بے قابو سا ہوگیا۔ اسے ہادی کے لب و لہجے میں کچھ خاص کچھ الگ اور انہونا محسوس ہوگیا تھا۔ کیا اس کا نصیب اس پر

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مہربان ہو گیا تھا؟

''آپ اس بات کی اجازت دیں گے؟'' اسما نے بڑی مشکل کے ساتھ اپنا اعتماد بحال کرتے ہوئے پوچھا۔ ہادی کو اس کے سوال اور ذہانت نے بے پناہ متاثر کیا۔ اسے امید ہی نہیں تھی، وہ براہِ راست اس سے یہ سوال کرے گی۔

ہادی کی آنکھوں کی چمک بڑھتی چلی گئی..... پھر اس نے اسما کے کندھوں کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر بڑی گمبھیر آواز میں کہا تھا۔

''اگر میں کہوں ہاں تو پھر تم کیا کرو گی؟'' وہ اس کے گرد حصار بنا کر کھڑا تھا..... اردگرد کے تمام رستے مسدود کر کے..... جیسے اسما کے لیے راہِ فرار کی کوئی گنجائش نہ رکھنا چاہتا ہو۔ اور اسما ایسے ساکت تھی جیسے سانس بھی لینے کا خیال نہ آرہا ہو اندر اس کے دل کی دھڑکنوں میں ایک بھونچال، ایک تہلکہ مچا ہوا تھا۔ یہ ہادی اسے آزمارہا تھا یا پھر وہ سچ مچ اپنا دل صاف کر کے اسما کی طرف پلٹنا چاہتا تھا۔ کیا وہ اتنی بلند بخت تھی؟ کیا وہ اتنی خوش نصیب تھی کہ روٹھی ہوئی قسمت کی پری نے اس پر اپنے سنہری پر پھیلا دیے کہ بھولے ہوئے گھروں کو بھی واپس آرہے تھے؟ یا جھلستی دھوپ میں بادلوں کے ٹکڑوں نے سایہ کر دیا تھا؟ یا اندھیروں نے چھٹ کر اجالا کر دیا تھا؟ یا پھر بہاروں نے واپسی کے سفر کا قصد کر لیا تھا۔ اسما کی کپکپاتی تھرکتی پلکوں کے کناروں میں نمی اٹکنے لگی۔ اس کی آواز جھرجھرانے لگی۔ اس پر قیامت کی گھڑی آنے لگی۔

''تم جواب دے سکتی ہو؟'' وہ معنی خیزی سے سابقہ گمبھیر لہجے میں اس کے اعتماد کی بنیادوں کو ہلا رہا تھا۔ اس کو اسما کے اعتماد کی بنیادوں کو ہلانا آتا تھا۔ اسے اسما کو اپنے حصار سے باہر کرنا بھی آتا تھا۔ اسے اسما کا چین و سکون لوٹنا بھی آتا تھا۔

''تو میں ایک اور جیون خدا سے مانگوں گی جسے آپ کے نام کر سکوں.....'' اسما کی دھیمی پُرنم آواز ہادی کی پوری ہستی ہلا گئی۔ وہ لمحہ بھر کے لیے منجمد رہ گیا۔ وہ اس کے لفظوں پر دم بخود تھا۔

اسے کئی پل لگے تھے خود کو سمجھانے میں..... سنبھالنے میں..... کچھ بولنے کے قابل کرنے میں..... یہ اسما نے کیا کہہ دیا تھا، ایک کھلتا ہوا سچ..... ایک جلتا بجھتا سا آس و نراس میں ڈولتا اظہار..... ہادی کے لیے اس کمرے میں کھڑا رہنا محال ہو گیا تھا..... اسما کا سامنا کرنا دشوار ہو گیا تھا۔ اس کے اندر یکا یک شور بڑھنے لگ، آوازیں بڑھنے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا، دل و دماغ کی نگری میں ایک زلزلہ آ گیا ہے۔

☆☆☆

کشف کے فون پر فون آرہے تھے۔ وہ ان دونوں کو مانسہرہ آنے کی دعوت دے رہی تھی۔ اماں چاہتی تھیں ہادی اسی اتوار اسما کو ساتھ لے جائے..... لیکن ہادی ٹال مٹول سے کام لے رہا تھا۔

اس دن جو ''بے اختیاری'' کی ایک کیفیت اسما پر طاری ہوئی تھی اور اس نے ایک الہامی کیفیت میں ''اظہار'' کو لفظوں کا پیراہن پہنا کر خود کو بے مول کر دیا تھا۔ تب سے لے کر اب تک وہ ہادی سے کتراتی پھر رہی تھی۔ دونوں کا آمنا بھی کم ہو رہا تھا..... لیکن جب بھی موقع ملتا، ہادی اسے کچوکا لگانے سے باز نہیں آتا۔ کم تو وہ پہلے بھی نہیں تھا۔ اب تو اس کے ہاتھ اسما کی کمزوری آ گئی تھی۔ جس سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنے سارے جذبوں کی تسکین کر لیتا تھا۔

گو کہ ان کا رشتہ اب بھی ادھورا تھا۔ وہ نام کی حد تک میاں بیوی تھے۔ اصل حقیقت کیا تھی؟ یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ باقی سب لوگ بشمول اماں اور بابا سب اسی بات پر خوش تھے کہ ہادی اپنی ہٹ دھرمی سے باز آ کر اسما کو اپنا چکا ہے۔ اسما نے بھی اپنے رویے سے کچھ بھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔

لیکن اس دن ہادی کا موڈ بری طرح سے آف تھا۔ جانے باہر کا غصہ تھا جو اسما بیچاری پر نکال دیا تھا۔ ویسے تو اسے غصہ اگلنے کے لیے کسی بہانے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اس دن اسے بہانہ بھی میسر تھا اور موقع

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھی..... فیکٹری کا مال پنجاب سے خرید کر اُن کی فیکٹری تک پہنچانے والے کچھ بڑے ڈیلرز کی دعوت تھی۔

بابا نے ہوٹل وغیرہ کے بجائے انہیں گھر میں ہی کھانا کھلانے کا سوچا تھا..... اس ضمن میں اسما نے خاصی تیاری بھی کرلی تھی۔ جب وہ ایک ساتھ کئی ایک ڈشز سے نبرد آزما تھی تب پھولن دیوی نے اسما کو آکر ہادی کا پیغام دیا۔

''پائی جان فرمارہے ہیں، تین کپ ودیا والی چائے بنا کر ساتھ کچھ لوازمات کے بیٹھک میں پہنچادیں۔''

''کون لوگ آئے ہیں؟ انہوں نے بھی ابھی آنا تھا..... دیکھ تو رہی ہو۔ کوئی چولھا خالی نہیں..... مہمان پہنچنے والے ہیں۔ مجھے کھانا تیار کرنا ہے..... جانے یہ ہادی کسے اٹھا کر لے آئے۔'' اسما کے سر پر جھنجلاہٹ سوار ہوگئی تھی..... بابا نے ابھی ابھی فون کیا تھا کہ کھانا ان کے آنے تک ٹیبل پر لگا ہو..... وہ بس پہنچنے ہی والے ہوں گے۔''

''ان کے یار دوست ہیں کوئی..... مجھے تفصیل نہیں پتا۔'' پھولن دیوی نے دانت نکوسے۔

''ہادی کے دوست بھی ہادی کی طرح ہوں گے۔ کسی نہ کام کے، ویلے نکمے..... اپنے گھروں سے کچھ ملتا نہیں جو منہ اٹھا کر روز آجاتے ہیں۔'' وہ ہادی کے دوستوں سے ویسے بھی تپی بیٹھی تھی۔ پھر یہ کوئی خاص دوست نہیں تھے جو اُن کی اتنی تواضع کی جاتی..... اپنی گلی کے سلام دعا والے لڑکے تھے۔ جو ہادی کی طرح اِدھر اُدھر ٹائم پاس کرتے پھر رہے تھے۔

اب اسما کے فرشتوں کو بھی نہیں پتا تھا کہ پھولن دیوی اپنی موٹی عقل کا اتنا گھٹیا استعمال کرے گی۔

اس نے من وعن بیٹھک میں جا کر اپنا بھونپو آن کردیا تھا۔ ہادی کی اپنے ''محلے داروں''، نکمے یاروں کے سامنے بے پناہ سبکی ہوئی تھی۔ وہ مارے اہانت و غصے کے تب تو چپ کر گیا تھا لیکن جب وہ لوگ اسے کول کرنے کے سو، سو مشورے دے کر اپنے گھروں کو روانہ ہوئے تب ہادی بھی تن فن کرتا اندر آگیا تھا۔

اسما تب بڑی مصروف تھی۔ اس کے پاس سر کھجانے کا بھی ٹائم نہیں تھا۔ کجا کہ ہادی کے نیلے پیلے چہرے پر توجہ کرتی، وہ مہمانوں کی تواضع میں مگن تھی۔ ان کے لیے کھانا لگایا۔ ڈشیں بھر بھر کے اندر بھجواتی رہی پھر کھانے کے بعد قہوہ اندر پہنچایا۔ مہمان جب رخصت ہوئے تب پانچ بج رہے تھے۔ وہ دوپہر کی دعوت بنانے میں مگن تھی..... اور تقریباً سب ہی ناشتے کے بعد سے بھوکے بیٹھے تھے۔

بابا اپنے مہمانوں کے ساتھ چلے گئے تب برتن سمیٹ کر اس نے سب سے پہلے اماں کو کھانا دیا تھا۔ پھر دیوی جی کو..... اگر پتا ہوتا کہ یہ ہادی کے سامنے اس کا پیغام نشر کر آئی تھی تو آج کم از کم اسما اسے بطور سزا کے کھانا ہرگز نہیں دیتی۔

وہ تو معاملہ تب کھلا جب اماں نے ہادی کو کھانے کے لیے آواز دی۔ وہ اپنے کمرے میں سارے تاثرات محفوظ کر کے بیٹھا تھا۔ ٹی وی چلنے کی آواز آرہی تھی۔ اماں کے بلانے پر اس نے کھانا کھانے سے انکار کردیا تھا۔

اسما کو تب بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔ اس نے سوچا۔ ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر کھانا، کھانا ہوگا..... وہ ٹرے اچھی سی سجا کر جب اپنے کمرے میں پہنچی تو ہادی غصے میں لال پیلا ہوا چیخ پڑا۔

''کیوں آئی ہو؟'' وہ اسے دیکھ کر غرایا تھا۔ اسما اس کے غرانے پر ہکا بکا رہ گئی تھی۔ کیا اسے نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ کیوں آئی ہے؟ اسما نے ٹرے اس کے قریب بیڈ پر رکھنی چاہی تو وہ دوبارہ چیخ پڑا تھا۔

''میں پوچھ رہا ہوں، کیوں آئی ہو؟''

''آپ کے لیے کھانا لائی ہوں، کیا نظر نہیں آرہا؟'' اسما نے رسانیت سے کہا۔ ہادی کے بے وقت غصے کی وجہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔

''مجھے نہیں کھانا..... واپس لے جاؤ.....'' وہ تلخی سے سابقہ انداز میں بولا۔ اسما کو بلا کی حیرت ہوئی۔

''ناشتے کے بعد سے کچھ نہیں کھایا؟ کیا اب بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھوک نہیں ہے؟ طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟'' اسما کا اتنا پوچھنا عذاب ہوگیا تھا۔ ہادی نے ریموٹ اٹھا کر صوفے پر دے مارا۔

''ناشتے کے بعد سے اب تمہیں خیال آیا ہے؟'' اس کا انداز کاٹ دار تھا۔

''میں مہمانوں کے لیے کھانا بنارہی تھی اور گھر والے مہمانوں کے جانے کے بعد.....'' اسما وضاحت دینا چاہ رہی تھی جب اس نے اسما کی بات بیچ میں اچک لی تھی۔

''تو جاؤ..... جا کر مہمانوں کی خاطر داریاں کرو۔'' اس کا انداز زہر خند تھا۔

''مہمان تو چلے گئے ہیں۔'' اسما روہانسی ہوکر بیٹھ گئی۔

''تو تم بھی جاؤ۔ میری نظروں سے ہٹو.....'' وہ ایک دم دہاڑا تھا۔ جیسے اسما کے بیٹھنے پر زیادہ غصہ آیا ہو۔

''آخر آپ کو کیا ہوا ہے؟'' اسما رو دینے کو تھی..... وہ جتنا بھی غصہ کرتا تھا..... اشتعال انگیز تھا۔ کم از کم اس طرح سے پیش نہیں آتا تھا۔ اسما کچھ دیر کے لیے سوچتی رہی۔ خود پہ قابو پاتی رہی۔ اس کے غصے کی وجہ تلاش کرتی رہی۔

''پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے مجھے۔'' ہادی نے جلبلا کر جواب دیا۔

''پھر تو انجکشن لگوانے چاہئیں۔ یہاں گھر میں کیا کررہے ہیں۔'' اسما کے الفاظ پر ہادی کا ٹمپرا اور بھی لوز ہوگیا۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ٹرے اٹھا کر اسی کی طرف دے ماری۔ کئی طرح کے سالن اور گرم، گرم لوازمات اسما کی طرف اچھلتے ہوئے اس کے ہاتھ اور پاؤں بری طرح سے جلا گئے تھے۔ ہادی اس کارروائی کے بعد پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے ہوئے دروازہ ایک دھماکے سے بند کرتا باہر نکل گیا تھا۔

جبکہ اسما جلن، درد اور تذلیل کے احساس سے بھل بھل روتی باہر آنے کے لیے اٹھی تو پھولن دیوی افتاں وخیزاں وہاں پہنچ گئی۔ اسما کی حالت دیکھ کر اس کی چیخ بلند ہوئی تھی..... پھر وہ اسما کو پکڑ کر اماں کے

دنیا کے کسی بھی گوشے میں اور ملک بھر میں

گھر بیٹھے

رسالے حاصل کیجیے

جاسوسی ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ

ماہنامہ پاکیزہ، ماہنامہ سرگزشت

باقاعدگی سے ہر ماہ حاصل کریں اپنے دروازے پر

ایک رسالے کے لیے 12 ماہ کا زرسالانہ
(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)

پاکستان کے کسی بھی شہر یا گاؤں کے لیے 800 روپے

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے 9,000 روپے

بقیہ ممالک کے لیے 8,000 روپے

آپ ایک وقت میں کئی سال کے لیے ایک سے زائد رسائل کے خریدار بن سکتے ہیں۔ رقم اسی حساب سے ارسال کریں۔ ہم فوراً آپ کے دیے ہوئے پتے پر رجسٹرڈ ڈاک سے رسائل بھیجنا شروع کردیں گے۔

یہ آپ کی طرف سے اپنے پیاروں کے لیے بہترین تحفہ بھی ہوسکتا ہے

بیرونِ ملک سے قارئین صرف ویسٹرن یونین یا منی گرام کے ذریعے رقم ارسال کریں۔ کسی اور ذریعے سے رقم بھیجنے پر بھاری بینک فیس عائد ہوتی ہے۔ اس سے گریز فرمائیں۔

رابطہ: ثمر عباس (فون نمبر: 0301-2454188)

جاسوسی ڈائجسٹ پبلی کیشنز

63-C فیز III ایکسٹینشن ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی مین کورنگی روڈ، کراچی

فون: 021-35895313 فیکس: 021-35802551

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاس لے آئی تھی۔ اماں اس کی حالت پہ دھک سے رہ گئیں۔ اسما نے روتے ہوئے ہر ممکن طرح سے جھوٹ بول کر اُن کی تسلی کرائی تھی۔

''مجھے پتا نہیں چلا اور پاؤں اٹک گیا..... یوں ٹرے پوری کی پوری میرے اوپر آگری۔'' اسما کا درد اور تکلیف کی شدت سے برا حال تھا۔ اماں نے پھولن دیوی کو کلف کا پاؤڈر (اراروٹ) لینے کے لیے بھیجا تھا۔ اماں نے فوراً جلے نشانوں پر سارا پاؤڈر چھڑک دیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں اسے ٹھنڈک کا احساس ہونے لگا تھا۔ تب پھولن دیوی نے اماں کو ہادی کے فوں، فوں کرتے گھر سے نکلنے کی پوری فلم سنادی۔ اماں نے ایک مرتبہ پھر اسے آڑے ہاتھوں لیا تو اسما کو سچ، سچ سب کچھ بتانا پڑا..... تب پھولن دیوی کو بھی اپنی چیپ حرکت کا خیال آگیا تھا۔

''میں مرجاواں..... ہادی پائی جان کو اس بات کا غصہ تھا؟ ہائے اسما باجی جی مینوں معاف کردو..... ساری غلطی میری اس لمبی زبان کی ہے۔ بے شک، کاٹ کے اسے کتوں کے آگے ڈال دو جی..... سارا قصور میرا ہے۔'' پھولن دیوی نے اپنا بھونپو آن کیا تو اسما اور اماں ہکا بکا رہ گئیں۔ یعنی ہادی کا غصہ بجا تھا۔ اس گدھی کو بھلا اور کتنا کوستے..... پھر وہ الارم بجا، بجا کر رو رہی تھی۔ اماں نے اسے بہ مشکل چپ کرایا تھا۔

اسما اپنی جگہ پر نادم اور پریشان تھی۔ ہاتھوں اور پیروں کی جلن کم ہوئی تو ہادی کا خیال ستانے لگا۔ وہ بھوکا پیاسا نہ جانے کہاں چلا گیا تھا۔

پھولن دیوی پہ بھلا کیا غصہ کرتی..... وہ اٹھ کر نادم، نادم سی اپنے کمرے میں آگئی۔ تب تک محترمہ نے سارا کمرا صاف کردیا تھا پھر اسما سے معافی بھی مانگی۔ اسما نے اسے معاف کردیا۔ بیچاری کو کیا سزا دیتی۔ وہ تو عادت سے مجبور تھی۔

پھر رات دس بجے کے قریب ہادی کی واپسی ہوئی تھی۔ تب تک اسما چل، چل کر اپنی ٹانگیں تھکاتی رہی۔ دل کو کسی پل قرار نہیں تھا۔ ہادی کی صورت دیکھ کر جان میں جان آئی۔

وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اور اسما تیزی سے کچن کی طرف آئی تھی۔ وہ صبح کا بھوکا تھا اور غصے میں کبھی باہر سے بھی نہ کھا کر آتا..... اسما کو شدید غم لگا ہوا تھا گو کہ وہ خود بھی پکا، پکا کر تھک چکی تھی اور بھوک سے نڈھال تھی۔ تاہم ہادی کی وجہ سے اس کی بھوک پیاس سب اُڑ چکی تھی۔

اس کی فضول بات اگر پھولن دیوی نے اپنی..... بے وقوفی میں ہادی کے دوستوں کے سامنے کردی تھی تو اس میں اسما کا کوئی قصور نہیں تھا۔ لیکن ہادی تو عادی تھا بنا قصور کے بھی قصوروار ٹھہرانے کا۔

اسما جلدی سے ایک مرتبہ پھر ٹرے سجا رہی تھی..... اپنے جلے ہوئے ہاتھوں اور پاؤں کی تکلیف بھلا کر..... اماں دوا کھا کر سو چکی تھیں۔ بابا بھی نماز کے بعد آرام کررہے تھے۔

اسما نے ساری لائٹس آف کیں۔ تالے لگائے کھڑکیاں بند کیں اور ٹرے اٹھا کر اپنے کمرے میں آگئی۔

ہادی نے اس کے ہاتھ میں پھر ٹرے دیکھی تو تنک اٹھا۔

''تم پھر کھانا اٹھا لائی ہو۔ پہلا حال بھول گیا ہے۔ گھنٹا لگا ہوگا، صفائی کرنے میں۔'' وہ غصے سے چیخ کر رہ گیا تھا۔

''یعنی ابھی تک غصہ نہیں اترا۔'' اسما نے گہری سانس کھینچی۔

''پہلے میں خود لائی تھی۔ اب اماں نے اصرار سے کہا تھا سونے سے پہلے آپ کو کھانا کھلا کے سلاؤں؟'' وہ اپنی جھونک میں ٹرے میز پر رکھتے ہوئے بولی۔

''سلاؤں.....؟'' ہادی نے ایک بھوں اچکا کر اس کے فقرے کا آخری لفظ حیرت سے دہرایا۔

''مین..... تم مجھے کھانا کھلا کر سلاؤ گی؟ اپنے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہاتھ سے کھانا کھلا کر.....؟''

''ہیں.....؟'' اسما حیرت زدہ سی رہ گئی۔

''میں نے یہ کب کہا؟''

''مجھے تو ایسے ہی سمجھ آیا۔'' ہادی نے اپنی بات پر زور دیا تھا۔

''تو پھر آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ اب اٹھ جائیں، شہنشاہِ معظم! کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔'' اسما نے جیسے منت کی تھی۔ ہادی کو پھر سے اپنی ناراضی کا خیال آ گیا۔

''مجھے نہیں کھانا..... ایک دفعہ کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔'' وہ نہایت غصے سے بولا۔

''اماں تو کہتی ہیں میرا ہادی بڑا فرمانبردار ہے مگر آپ تو بہت ضدی ہیں، بات نہیں سمجھتے۔'' اسما نے اسے ایموشنل کرنا چاہا تھا۔

''ضدی تو میں ہوں، اگر اپنی کرنی پر آ جاؤں تو تمہیں مزہ چکھا دوں..... لیکن کیا ہے ناں کہ مجھے اپنے منصب سے نیچے گرنے کا کوئی شوق نہیں۔'' اس کا انداز بڑا معنی خیز قسم کا ہو گیا تھا۔ اسما سمجھ تو گئی تھی پھر جان کر نظر انداز کر گئی۔

''اچھا، سب باتیں چھوڑیں، پہلے کھانا کھا لیں۔ پیٹ سے کیسی ناراضی۔'' اسما نے پچکارنے والے انداز میں کہا اور ٹرے اٹھا کر اس کے قریب رکھنی چاہی۔

ہادی نے پہلے کی طرح ہی ٹرے پیچھے کی طرف دھکیلنی چاہی تو اسما کے جلتے پھپھولوں کی درگت بن گئی..... شدید رگڑ کے ساتھ آبلے چھل گئے۔ اسما کے منہ سے بے ساختہ کراہ نکلی اور ساتھ ہی تکلیف کی شدت سے آنسو نکل آئے۔

ہادی کچھ چونک کر سیدھا ہوا۔ پھر اس کے سفید میدے میں لتھڑے ہاتھوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔

''کیا ہوا ہے ہاتھوں کو؟''

''جل گئے تھے۔ جب آپ نے ٹرے الٹی۔'' اسما نے بھی جتا دیا۔ شاید وہ سنی ان سنی کر گیا۔

''وہ تو نظر آ گیا ہے۔ ہاتھوں پر لگا کیا رکھا ہے؟ یہ سفید سفوف کیا چیز ہے؟'' ہادی نے جل کر پوچھا۔

''اماں نے لگایا ہے۔'' اسما نے آنکھیں پونچھ کر بتایا تھا۔

''ہے کیا چیز؟''

''کلف..... اماں نے پانی میں گھول کر اس کا لیپ لگایا ہے تاکہ جلن کم ہو سکے.....'' اس نے سوں، سوں کرتے ہوئے بتایا۔

''کلف.....؟'' وہ حیرانی سے بولا۔

''جی..... کلف، کیا آپ نہیں جانتے۔ سفید رنگ کی ہوتی ہے، پانی میں گھول کر کسٹرڈ کی طرح پکاتے ہیں، کپڑوں کو اجلا کر کے اکڑانے کے لیے.....''

ابھی وہ پوری تفصیل بتانا چاہتی ہی تھی جب ہادی نے اس کا منہ بند کروا دیا۔

''میں نے کلف بنانے کی ریسپی نہیں پوچھی..... جسٹ شٹ اپ.....'' وہ بھنا اٹھا تھا۔ چہرے پر تناؤ کی کیفیت تھی جیسے خود پر غصہ آ رہا ہو یا اپنی نازیبا حرکت پر..... وہی ٹرے الٹنے والی حرکت..... اسما نے چپ چاپ کھانے کی ٹرے اٹھائی اور دروازے تک جانے لگی۔ پیچھے سے ہادی نے آواز دے کر اسے روکا تھا۔

''ٹرے وہاں رکھ دو.....'' اس نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اسما کی آنکھیں حیرت سے کھل گئی تھیں۔ اس نے ہادی کی طرف دیکھا تھا۔ وہ اسما کو ہی دیکھ رہا تھا۔ نظریں اور جھک گئیں۔ اسما نے آگے بڑھ کر ٹرے بیڈ پر رکھ دی تھی۔ اب وہ ہادی کی کارروائی دیکھ رہی تھی۔ وہ ایک، ایک دراز کھولتا خاصا جھنجلا رہا تھا۔ جیسے کچھ تلاش کر رہا ہو پھر جھلاتا ہوا باہر نکل گیا۔ اسما کو حیرانی سی ہوئی۔ پھر وہ اس کے پیچھے چلی آئی۔ اب وہ کچن کے کیبنٹ کھول، کھول کر دیکھ رہا تھا۔ حتیٰ کہ فریج بھی کھولا جب مطلوبہ چیز دستیاب نہیں ہوئی تو بڑبڑاتا ہوا باہر نکل گیا۔ اسما ناسمجھی کے عالم میں واپس اپنے کمرے میں آ گئی۔ کھانے کو دیکھ کر افسوس سا ہوا تھا۔

''جانے کہاں نکل گئے، کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا۔''

وہ اپنے فرشی بستر پر تھک کر لیٹ گئی تھی، آج پورا دن کچن میں نکل گیا تھا۔ بھوک کی وجہ سے انتڑیاں کرلا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

...رہی تھیں تاہم ایک بھی نوالا کھانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا، تھکن بے بہا تھی مگر آنکھوں میں نیند کہیں نہیں تھی۔ کچھ دیر بعد کھٹ پٹ کی آوازوں کے ساتھ ہادی کی واپسی ہوگئی تھی۔

اسما نے دیکھا نہیں..... وہ سیدھا اپنے بیڈ کی طرف جانے کے بجائے اس کے قریب آگیا تھا پھر وہ کارپٹ پر دوزانو بیٹھا تو اسما ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

وہ کیا کرنا چاہ رہا تھا؟ اسما نے دیکھا اس کے ہاتھ میں ایسی ٹیوب تھی جو برن انجری پر لگائی جاتی ہے۔ اس نے ٹیوب کھول کر اسما کے ہاتھوں کا جائزہ لیا۔

''تم نے ابھی دھوئے نہیں۔''

''کیا.....؟'' وہ چونک گئی۔

''ہاتھ اور پاؤں بھی۔'' ہادی نے اسے واش روم کی طرف بھیجا۔ جب وہ ہاتھ دھو کر واپس آئی تو ہادی نے اس کی طرف تولیا پھینکا۔ ہاتھ دھونے سے تکلیف بڑھ گئی تھی۔ زخم سرخ تھے اور خون رسنے لگا۔ اسے ہاتھ دھونے کا فیصلہ غلط لگا۔

''کلف ٹھیک نہیں تھی؟'' جب ہادی نے زخم کا جائزہ لے کر ٹیوب لگائی تو اسما کہے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔

''ہرگز نہیں.....'' وہ مصروف سا اپنا کام کر رہا تھا۔ اسما کا دل دھڑکنے لگا..... وہ بڑی احتیاط سے مرہم لگا رہا تھا۔ اس کے مسیحا کی بھی کیا ہی بات تھی۔ زخم بھی خود دیتا تھا اور مرہم بھی خود ہی لگاتا تھا۔ اس کے دل میں میٹھا، میٹھا سا درد جاگنے لگا تھا۔ وہ سر جھکائے اپنا کام کر رہا تھا۔ ہاتھوں پر مرہم لگ گیا تھا۔ اب وہ اس کے پیروں کا جائزہ لے رہا تھا۔ جب اس نے اسما کا پیر پکڑ کر مرہم لگانا چاہا تو اس نے کسمسا کر پیر پیچھے کھینچنا چاہا۔ ہادی نے نگاہیں اٹھائے بغیر کہا۔

''لیٹ می سی.....'' اس نے پیر پہ اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈالا تو اسما کی کسمساہٹ ختم ہوگئی تھی۔ اسے تکلیف میں کمی کا احساس کم ہوا تھا۔ زخموں کی جلن میں کمی کے ساتھ ایک گوناں سکون ملا تھا۔

ہادی کی یہ مہربانی اس کے دل میں کئی طرح کے خوب صورت محسوسات کو جگا گئی تھی گو کہ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ اور جھکے سر کے ساتھ بالوں کا ایک گچھا ماتھے پر سایہ فگن تھا۔ وہ اتنا مصروف تھا کہ اسے اسما کی نگاہوں کی تپش کا بھی احساس نہیں ہوا تھا۔ وہ بھی موقع سے فائدہ اٹھا کر اسے جی بھر کے قریب سے دیکھ رہی تھی۔

معاً ہادی نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا تو وہ گڑبڑا کر نظر جھکا گئی۔ ہادی کو بڑا عجیب سا احساس ہوا۔ وہ کچھ دیر تک اسما کے خجالت سے پُر چہرے پر نظر جما کر بیٹھا رہا۔ وہاں پہ کچھ ایسا موجود تھا جو اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ اس نے بہ مشکل اس احساس سے خود کو چھڑایا۔

''میری خدا ترسی پہ خوش فہمیوں کو جگہ مت دینا۔'' وہ اس کی مسرور یت کا عکس اسما کے چہرے سے تلاش کر چکا تھا۔ جب وہ بولا تو اس کا لہجہ اتنا تلخ نہیں تھا۔

''انسانیت بھی کسی چیز کا نام ہے۔ ویسے بھی میرا دل بڑا گداز واقع ہوا ہے۔ میں کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ چاہے کوئی میرے ساتھ کتنا ہی برا نہ کر چکا ہو۔'' اس کا انداز واضح طور پر اسما کی دھوکا دہی کو جتاتا ہوا تھا۔

''آپ وضاحت نہ بھی دیتے تو کوئی حرج نہیں تھا۔ مجھے ویسے بھی خوش فہمیاں لاحق نہیں ہوتیں کیونکہ میری قسمت ایسی مہربان نہیں۔'' اسما نے گہری سانس کھینچ کر بے ساختہ جواب دیا۔ وہ اس کی اس غلط فہمی کو کم از کم ختم نہیں کر سکتی تھی۔ اسما کا انداز دھیما اور پُرسوز تھا۔ ہادی کو اس کا انداز بڑا دل گداز لگا تھا۔ اس نے لمحوں میں پینترا بدل لیا تھا۔ کیونکہ پینترا بدلنے میں اسے بڑا کمال حاصل تھا۔

''فرض کرو، تمہاری قسمت تم پر مہربان ہوجائے.....؟'' ہادی کا لہجہ معنویت سے بھرپور تھا، اسما لمحہ بھر کے لیے چپ ہوگئی تھی۔

''میں خوش فہم نہیں ہوں۔'' وہ گہری سانس بھر کے بولی۔ جیسے چبا، چبا کر ایک، ایک لفظ ادا کر رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہو...... اندر دل کو کس قدر ٹھیس پہنچی تھی۔ اس طرح کی ہلکی سی ضرب دینا، ٹکر مارنا، ٹھوکر لگانا ہادی کے معمول کا ایک حصہ تھا۔ وہ جان، جان کر اسے آزماتا...... آزمائش میں مبتلا کرتا، تکلیف دیتا لیکن اس وقت اسما کے جواب نے اسے منہ بند کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ تلملاتا ہوا اپنے بستر پر جا بیٹھا تھا۔ تب ہی اس کی کھانے پر نظر پڑی تھی جو ابھی تک جوں کا توں رکھا تھا۔

باہر کے ماحول پر ہلکے شور کا راج پاٹ تھا۔ کھڑکیوں کے سامنے پردے ہلے تو اندازہ ہوا تھا باہر شاید ہوا چل رہی تھی۔ اور ہوا کی شدت میں خاصی جارحیت تھی۔ کھڑکیوں کے شیشے بج رہے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد بوندوں کی ٹپ، ٹپ کا شور سنائی دیا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے باہر بارش ہو رہی ہو۔

اسما کی کروٹ پہ ہادی نے ذرا آگے ہو کر دیکھا...... وہ اٹھ کر کھڑکیاں بند کرنا چاہ رہی تھی۔ ہادی اسے اٹھتے دیکھ کر کھڑا ہو گیا پھر اس نے خود کھڑکیاں وغیرہ بند کر کے پردے برابر کر دیے تھے۔ باہر جا کر لاؤنج اور کچن کی کھڑکیاں بھی چیک کر آیا تھا۔ پھر جب وہ بستر پر بیٹھ کر کھانا کھانے لگا تو اسما کو بولنا پڑا۔

''اب تک تو ٹھنڈا ہو چکا ہے، کیا گرم کر کے لاؤں؟''

''ٹھیک ہے، ضرورت نہیں۔'' اس نے ٹرے سامنے کر لی تھی۔ پھر وہ کھانے میں مگن ہو گیا۔ چند پل بعد اسے کچھ احساس ہوا تو اسما کی طرف دیکھا...... وہ بھی ٹرے کی طرف متوجہ تھی۔ شاید اسے بھوک لگی تھی لیکن کچن میں جانے کے خیال سے سستی آڑے آ رہی تھی یا شاید تھکن کی وجہ سے اٹھنا محال ہو رہا تھا۔

وہ سارا دن کاموں میں مصروف رہی تھی۔ پھر دعوت کا اہتمام بھی کیا تھا۔ پھیلاوا بھی سمیٹا...... لیکن جب خود کھانے کا وقت آیا تو......

''کھانا کھاؤ گی؟'' اس کی نگاہوں میں اتری بھوک دیکھ کر ہادی کو ترس آ گیا۔ اسما اس کی آفر پر چونک گئی۔

''بھوک لگ رہی ہے لیکن اس وقت کچن میں کون جائے؟ صبح دیکھ لوں گی۔'' اس نے بڑی بے پروائی سے جواب دیا تھا۔

''میرے ساتھ شیئر کر لو......'' ہادی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔ اسما پہ حیرت کا آسمان آ گرا...... وہ اتنی حیران ہوئی کہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکی۔

''یہاں آ جاؤ......'' اس نے بستر کی طرف اشارہ کیا۔ اسما کو اس کی مہربانی بھی ڈھکوسلا لگی تھی۔ وہ ایک انچ بھی حرکت نہ کر سکی۔ کیا ضرورت تھی؟ ابھی وہ جتا کر بے عزت کر دیتا...... اس نے اپنی خوش فہمی کا گلا گھونٹ دیا کہ اس کی عادتوں سے اسما اب خوب واقف ہو چکی تھی۔

''میں......؟'' اسما بے یقینی سے بولی۔

''کیا تمہارے علاوہ بھی کوئی کمرے میں موجود ہے؟'' ہادی نے طنزیہ انداز بنایا۔

''جی......'' اس پہ حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔

''تمہیں سنائی نہیں دیتا؟'' وہ چڑ گیا...... اسما عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گئی۔ جائے یا نہ جائے...... ہادی کے موڈ کا کیا بھروسا تھا؟ وہ جاتی تب بھی ناک تک عاجز کر دیتا۔ نہ جاتی تب بھی چین لینے نہیں دیتا۔ اب وہ کرتی کیا؟

''آ بھی جاؤ...... ورنہ کچھ بھی نہیں ملے گا۔'' اس نے دھمکایا۔ اسما ٹس سے مس نہ ہوئی عجیب گھبراہٹ نے اپنے شکنجے میں لے لیا تھا۔ کرے نہ کرے؟ اٹھے نہ اٹھے۔ جائے نہ جائے......؟

''اوکے رہنے دو، میں خود آتا ہوں۔ تمہارے زخم ہیں، دکھیں گے۔'' کچھ سوچ کر ہادی نے ٹرے اٹھائی اور اس کے قریب فرشی بستر پر آ گیا۔ اسما کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ اس پہ شادیٔ مرگ طاری تھی۔ یہ کیسا معجزہ تھا؟ یہ کیسی مہربانی تھی؟ کیا یہ ڈھکوسلا تھا۔

وہ ٹرے اسما اور اپنے بیچ رکھ کر بیٹھ گیا۔

''اب کھاؤ۔ لیکن تم کھاؤ گی کیسے؟ تمہارے ہاتھوں پہ تو مرہم لگا ہے؟'' ہادی کی جیسے ہی اس کے ہاتھوں پر نظر پڑی کچھ مایوس سا ہو گیا تھا۔ اس کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دونوں ہاتھ دوائی سے لیپ شدہ تھے۔

''میں نہیں کھاتی.....'' وہ اسی لیے اٹھ نہیں رہی تھی کہ کھانا لینے جاتی کیسے؟ پھر کھاتی کیسے؟ وہ ہادی کی آفر بھی اسی لیے نظر انداز کر رہی تھی۔

''تو کیا بھوکی رہوگی؟'' ہادی کا لہجہ نرم پڑ گیا۔ انداز بدل گیا۔ اس کی لفظوں میں بھی نرماہٹ اتر آئی تھی۔

''جی.....'' اس نے بہ مشکل ہی کہا تھا۔

''احمق.....'' ہادی نے جھلا کر کہا۔

''تو پھر کیا کروں.....؟'' اسما نے بے بسی سے اپنے زخم خوردہ ہاتھوں کو دیکھا۔

''یعنی اس مسئلے کا کوئی حل نہیں۔ جب تک تمہارے زخم ٹھیک نہیں ہوئے تو تم بھوکی رہوگی؟'' اس کا انداز پُرسوچ تھا۔

''جی.....ای ای۔'' اسما گم صم رہ گئی تھی۔

''بے وقوف..... ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ضرور ہوتا ہے۔'' ہادی اب بھی سوچتا سا نظر آرہا تھا۔

''مطلب.....؟'' وہ دیکھتے، دیکھتے حیران ہوتی ایک دم چونک گئی تھی۔ ہادی نوالہ بنا رہا تھا پھر اس نے نوالہ اسما کی طرف بڑھا دیا۔ یعنی اس کے منہ کی طرف..... اور اسما جیسے دم بخود رہ گئی تھی۔ اس کا منہ آپوں آپ حیرت سے کھل گیا تھا۔ ہادی نے اس کے کھلے منہ میں نوالہ ڈال دیا تھا اور اسما اتنی حیران تھی کہ منہ بند کرنا بھی بھول گئی۔ ہادی کو ہی اسے احساس دلانا پڑا۔

''اب منہ تو بند کرلو۔'' ہادی کے کہنے پر اسما نے ہوش میں آکر منہ تو بند کرلیا تھا لیکن اسے غش پہ غش آرہے تھے۔ وہ ایک کے بعد ایک نوالہ بناتا گیا اور اسما کے منہ میں ڈالتا گیا۔ ایسے ہی سارا کھانا ختم ہوگیا..... اور اسما کی حیرت بھی..... ہادی نے خود ٹرے میں خالی برتن رکھے اور کچن میں پہنچا آیا تھا..... جب وہ اپنے بستر پر پہنچ کر لحاف کھول رہا تھا..... تب اسما کی سماعتوں سے ہادی کی آواز ٹکرائی تھی۔

''کسی غلط گمان میں مت رہنا۔ جب میں اپنے پالتو جانوروں کو اپنے ہاتھوں سے کھلا سکتا ہوں تو ایک زخمی انسان کو کیوں نہیں؟ بتایا تو ہے میرے دل میں انسانیت کا بڑا درد بھرا ہے۔'' وہ لحاف منہ تک اوڑھتے اسما کے دل پر چرکے لگاتا مزے سے کروٹ بدل گیا تھا..... اور اسما ہکا بکا رہ گئی تھی۔ اس کے دل میں بھالا سا اتر گیا تھا۔ وہ یہ سب نہ بھی بتاتا تب بھی اسما جانتی تھی کہ اس پر یہ مہربانی کسی اور محبت بھرے جذبے کے تحت نہیں کر رہا..... ترس کھا کر انسانی ہمدردی کے تحت مہربان ہو رہا ہے۔

وہ کروٹ بدل کر ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر بھی کتنے ہی آنسو بند توڑ کے اس کا تکیہ بھگوتے رہے۔ جانے وقت نے کون، کون سے امتحان لینے تھے، جانے آزمائش کے دن کب پورے ہونے تھے۔

☆☆☆

اگلا پورا ہفتہ ہادی کو یاد بھی نہ رہا کہ اسما کا حال احوال پوچھنا ہے۔ اس رات کی مہربانی کے بعد اسے شاید انسانیت کا درس بھول گیا تھا۔

اسما کے ہاتھ بہت وقت لگا کر بہتر ہوئے تھے..... تاہم تکلیف پہلے سے کم ہوچکی تھی..... ہاتھوں کے زخموں پر تو کھرنڈ آچکا تھا..... دل کے زخموں پر کھرنڈ کیسے جمتا.....؟ دل کے زخم کیسے بھرتے؟

جو اذیت اس کا لاچار اور اکیلا دل سہتا تھا، برداشت کرتا تھا، اس کی گہرائی میں کوئی بھی اتر نہ پاتا..... اور لاچاری و بے بسی کا یہ حال تھا کہ وہ سب کچھ اپنی ذات پہ سہنے اور برداشت کرنے پر مجبور تھی۔ کوئی ایسا اپنا نہیں تھا جس سے شیئر کر کے دل کا بوجھ ہلکا کرلیتی۔

اسمارا اور گلناز ایسی سہیلیاں تھیں جو اسے پرایا کرنے سے پہلے از خود پرائی ہوچکی تھیں۔

اسمارا تو بات بھی بہت کم، کم کرتی تھی، عاشر نے بتایا تھا کسی فیشن ڈیزائننگ کورس میں مصروف ہوچکی ہے۔ اور گلناز کو اسما خود منہ نہیں لگاتی تھی۔ گو کہ اس کے فون متواتر آیا کرتے تھے۔ جب اسما نے کوئی رسپانس نہ دیا تو وہ خود بخود پیچھے ہٹ گئی تھی اور اسما کو بھی کوئی پروا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نہیں تھی۔

بس اسے خود پہ پورا یقین تھا..... جس طرح گلناز نے اپنی شرمناک چالوں سے اسارا اور ہادی کو ملوث کر کے اسما کی زندگی میں الجھنیں بھری تھیں۔ وہ خود اپنے یقین، اعتماد اور ارادوں کی پختگی کے ساتھ ان الجھنوں کو ختم کرلے گی۔ اسارا کو بتائے بغیر..... وہ اپنی زندگی کے مسودے کو خود ترتیب دے لے گی۔ وہ ہر بے ترتیبی کو خود سنوار لے گی۔ وہ اپنے حسنِ عمل سے ہادی کے دل کو پلٹا لے گی، اپنی طرف موڑ لے گی۔ کوئی بھی کام مشکل نہیں ہوتا۔ کوئی بھی کام ناممکن نہیں تھا۔

اس کا یقین اسے ہر روز با حوصلہ کرتا..... وہ ہر رات کے بعد ٹوٹتی ہمتوں کو مجتمع کر کے نئی امید کے ساتھ ہر صبح کو خوش آمدید کہتی۔

گو کہ ہادی اب بھی موڈی، بے نیاز اور اکھڑا، اکھڑا تھا لیکن وہ پہلے کی طرح اسما کو نظر انداز نہیں کرتا تھا۔ چاہے طنز کے تیر پھینکتا، خوب اپنی بھڑاس نکالتا یا غصہ اگلتا تاہم بات ضرور کرتا تھا۔ وہ آپس میں گفتگو تو کرتے تھے چاہے طنزیہ ہی سہی۔

اسما کے دل کو اتنی "ڈھارس" ہی بہت تھی وہ اپنے قناعت پسند دل کو تھپکیاں دے کر سلا لیتی تھی۔ ایسے ہی روکھے پھیکے سرد بے جان دن گزر رہے تھے۔ انہی دنوں میں اچانک عاشر اس سے ملنے کے لیے آ گیا تھا۔ اور اسما کو یوں لگا جیسے وہ اپنے لاڈلے بھائی کو صدیوں بعد دیکھ رہی ہے۔ جب وہ عاشر سے ملی تو ضبط کے سارے بند ٹوٹ گئے تھے۔ وہ روئی تو پھر روتی ہی چلی گئی یہاں تک کہ عاشر بوکھلا گیا۔ پھر اماں کے ٹوکنے پر اسما بہ مشکل سنبھلی تھی لیکن عاشر سے گلہ کیے بغیر نہ رہ سکی۔

"شادی سے پہلے ہی مجھے بھول چکے ہو..... بھلا بعد میں کیا کرو گے؟" اس کی خفگی ملاحظہ کر کے عاشر پھیکے انداز ہنس دیا تھا۔ اس کی پھیکی ہنسی اسما کے دل میں کئی طرح کے خدشے جگا گئی تھی۔

"شادی ہوگی تو تب ناں.....!" عاشر کے الفاظ اسما کا دماغ گھما گئے تھے۔ وہ رونا بھول کر اس پر چڑھ دوڑی تھی۔

"کیوں نہیں شادی ہوگی؟ رات بھی بابا کی کال آئی تھی۔ وہ بتا رہے تھے جلدی تمہارے سر پر سہرا سجائیں گے۔"

"میرے سر پر سہرا سجانے کا خواب، خواب ہی نہ رہ جائے۔" عاشر نے مسکرا کر ہلکے پھلکے انداز میں کہا لیکن اسما کے دل میں کھٹکا جاگ گیا تھا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے عاشر اس سے کوئی بات چھپا رہا تھا۔ کوئی بات تو تھی ناں؟ اسما کو عاشر پہلے والا عاشر نہیں لگ رہا تھا۔ وہ کچھ بدلا، بدلا سا لگ رہا تھا۔ وہ سارے کام ختم کر کے فرصت سے اس کے پاس آ بیٹھی۔

"عاشر! گھر میں کچھ ہوا ہے؟ امی ٹھیک تو ہے؟ مجھ سے تو بات بھی نہیں کرتی۔" اسما نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا تھا۔ اسے عاشر بہت چپ، چپ، الجھا، الجھا اور پریشان لگ رہا تھا۔ آخر کیا بات تھی؟ کیا معاملہ تھا؟

"وہ اب کسی سے بات نہیں کرتی، عجیب ہو چکی ہے، اس کے کام ختم نہیں ہوتے، کوئی بوتیک شوتیک لانچ کر رہی ہے اپنے کسی فرینڈ کے ساتھ۔" عاشر کا انداز بہت روکھا تھا جیسے اسے اسارا کے کام کرنے پر اعتراض تھا۔ اسما کو بھی شاک لگا۔ یعنی اسارا اپنا کام کر رہی تھی۔ ایک بزنس۔ اور اسے پتا ہی نہیں تھا۔

"بابا نے منع نہیں کیا۔ اور تم نے؟" اسما حیرت سے پوچھ رہی تھی۔ یعنی اتنا کچھ ہو گیا تھا اور وہ بے خبر تھی۔

"وہ بابا کے یا میرے منع کرنے سے رکتی ہے؟" عاشر گہرے پھیکے لہجے میں بولا تھا۔ اسما ہکا بکا رہ گئی۔

"مگر کیوں؟ اسے ضرورت کیا ہے؟ ہمارے پاس سب کچھ تو ہے؟ وہ کام کیوں کرنا چاہتی ہے۔"

"اسے خود مختاری چاہیے اس لیے، مامی اس کی بیک پہ ہیں، خیر مجھے کوئی اعتراض نہیں تھا..... بابا نے بھی اس کی خوشی جان کر روکا نہیں۔" عاشر نے مزید بتایا۔

"اور شادی کے کیا ارادے ہیں؟" اسما کے بولتے خدشات باہر آ رہے تھے۔ اس کے گمان میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

انکے وہم محض گمان نہیں تھے۔ کچھ تو تھا جو غلط تھا..... غلط کی طرف اشارہ کررہا تھا۔

''فی الحال تو مامی ٹال مٹول کررہی ہیں۔'' عاشر نے اسے بری طرح سے بھونچکا کیا..... وہ کچھ پل بول نہیں پائی تھی۔ لفظ جیسے کھوتے چلے گئے تھے..... آخر اُدھر کیا ہورہا تھا؟

''وجہ؟'' بہت دیر بعد وہ کچھ بولنے کے قابل ہوسکی تھی۔

''پتا نہیں، میں خود بہت الجھ رہا ہوں، چھوڑو ان باتوں کو یہ بتاؤ ہادی تمہارے ساتھ ٹھیک ہے ناں؟'' عاشر نے اچانک بات کو پلٹا تھا یوں کہ اسما سنبھل بھی نہیں پائی۔ عاشر کا انداز کھوجتا سا تھا جیسے وہ کچھ جاننا چاہ رہا تھا۔ اسما کی باتوں سے کوئی سرا پکڑنا چاہ رہا تھا یا وہ کسی کھوج میں یہاں آیا تھا۔ اسما کا دل واضح طور پر دھڑکنے لگا۔

اس نے پوری طرح سے ہادی اور اپنی کامیاب میرج لائف کی تصویر کشی کرکے عاشر کو مطمئن کرنا چاہا تھا۔ پتا نہیں عاشر اس کے ان ''جھوٹوں'' سے مطمئن ہوا تھا یا نہیں؟ لیکن تب وہ چپ ضرور کرگیا تھا۔ اس کے تاثرات ناقابلِ فہم تھے۔ وہ اسما کا چہرہ ٹٹول، ٹٹول کر دیکھتا رہا جیسے کچھ پڑھنا چاہ رہا ہو۔ پھر وہ تین دن کوئٹہ میں رہا اور زیادہ وقت ہادی کے ساتھ بتایا۔ ہادی نے اپنی بھرپور اداکارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے عاشر کے سامنے ایک بہترین بہنوئی کا رول پلے کیا تھا اور اس کے ساتھ، ساتھ وہ ایک محبت کرنے والا شوہر بن کر عاشر کی آنکھوں میں دھول جھونکتا رہا..... اور سچ تو یہ تھا کہ جو خدشات یہاں آتے ہوئے عاشر کے دل و دماغ میں موجود تھے، جاتے ہوئے ان خدشات کا شائبہ تک نہیں تھا۔

وہ اپنی بہن کی خوشحال زندگی سے پوری طرح مطمئن ہوکر لوٹا تھا..... ہادی نے اسے اپنے عمل سے ثابت کرکے دکھادیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کے بغیر ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتا۔ اس لیے اسما پنڈی کا نام تک بھول گئی تھی۔ وہ اپنے گھر، شوہر اور گھرداری میں اتنی مگن، خوش اور شاد تھی کہ اسے میکا یاد تک نہیں آتا تھا اور عاشر کے لیے اس یقین کے بعد دنیا کی ہر خوشی ہیچ تھی، وہ بڑا پُرسکون ہوکر پنڈی واپس گیا تھا۔

☆☆☆

ہادی ان دنوں سرِشام ہی گھر لوٹ آتا تھا۔ سردی کا زور بھی بڑھ چکا تھا۔ کہر کی لامحدود چادر تن جاتی تھی۔ باہر کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اسما لاؤنج میں انگیٹھی دہکا لیتی، اس کے اپنے کمرے کا ہیٹر ٹھیک نہیں تھا۔ پھر انگیٹھی سے کوئلے اپنے کمرے لے جاتی۔

پھولن دیوی اپنے کوارٹر میں چلی گئی تھی۔ اسما نے اماں کو دوا کھلا کر اُن کے کمرے میں پہنچادیا تھا۔ تب ہی عزہ کی کال آگئی تھی۔ وہ اکثر اسما سے فون پر بات کرتی۔ ہادی سے الگ تکرار کرتی اور اسے اسما کا خیال رکھنے کے بارے میں وارننگ دیتی رہتی۔

اس دن بھی عزہ نے فون کرکے اس کا حال احوال پوچھا تھا پھر بڑے سرسری انداز میں بابا وغیرہ کی خیریت معلوم کی۔ عاشر کی شادی کو بھی ڈسکس کیا تھا۔ اس کا انداز بڑا عام سا تھا۔ لیکن اسما کو اتنا بھی عام نہیں لگا۔

''عاشر کی منگنی تمہاری ماموں زاد سے ہوئی ہے ناں؟'' عزہ کو جیسے اچانک خیال آیا تھا۔

''ہاں، بچپن سے بات طے ہے۔ منگنی ہی سمجھ لو.....'' وہ حیران تھی کہ عزہ کو کیسے عاشر اور اسارا کا خیال آگیا۔ اسارا سے تو اس کی کبھی ملاقات بھی نہیں ہوئی۔

''تمہاری کزن مجھے دبئی میں ملی تھی۔ میں ایک فیسٹول میں شرکت کرنے وہاں گئی تھی۔ وہ اپنی فرینڈ کے ساتھ تھی۔ ان لوگوں نے وہاں ڈریس ایگزیبیشن کا کوئی پروگرام رکھا تھا۔'' عزہ کی تفصیل اسما کو دنگ کرنے کے لیے کافی تھی۔ اسارا اور دبئی.....؟ وہ بھی اکیلے.....؟ ماموں، ممانی، بابا اور عاشر نے اسے جانے کیسے دیا..... اور کیا اسارا اتنی دلیر ہوگئی تھی جو تنہا دبئی تک سفر کرآئی۔ اسے گھر سے اجازت کیسے ملی؟ اسما کا تو

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دماغ چکرا گیا۔ جبکہ عزہ اپنی دُھن میں مگن اسے مزید بتا رہی تھی۔

"مجھے تمہاری کزن کا بی ہیوئر بہت عجیب لگا..... وہ تمہارے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتی..... اور تم جانتی ہو اسما اس لڑکی کی تصویریں ابھی تک ہمارے پاس ہیں۔" عزہ نے کس بات کی طرف اشارہ کیا تھا، اسما جیسے سن سی ہوگئی تھی۔ کیا اسے اب بھی خاموش رہنا چاہیے؟ وہ عزہ کو بتادے، گلناز کی چال اور اسارا کی بے گناہی..... اس کی کزن خواہ مخواہ ان لوگوں کے سامنے بدنام ہو رہی تھی..... پھر اسارا اس کی ہونے والی بھابی تھی۔ وہ اس کی انسلٹ کیوں کرواتی.....؟ بلکہ جہاں تک ممکن تھا..... وہ اسارا کا دفاع کرنا جانتی تھی۔

"وہ ایک پراپر گیم تھی عزہ.....! اس میں اسی کو ملوث کیا گیا تھا..... ہماری ایک پڑوسن ہے ناں گلناز..... وہ عاشر کو اوائل عمری سے چاہتی تھی۔ عاشر نے جب اس کی محبت کو پزیرائی نہ بخشی تو وہ اندر ہی اندر عاشر اور اسی کی رقیب بن گئی..... کیونکہ عاشر اور اسی ایک دوسرے کو چاہتے تھے پھر گلناز نے ایک لمبا چوڑا پلان بنایا۔ قدرت نے اسے موقع فراہم کردیا تھا ہادی کی صورت میں..... گلناز نے عاشر کے موبائل سے ہادی کا نمبر چرا کر ان سے راہ و رسم بڑھالیے۔ وہ اسی کی تصویریں آپ لوگوں کو سینڈ کرتی تھی۔ آپ سب کو بھی غلط فہمی ہوگئی..... ایکچوئلی..... وہ لڑکی گلناز تھی..... جو اپنے مفاد کی خاطر محض عاشر اور اسی میں دراڑ ڈالنے کے لیے ہادی اور مجھے ٹارگٹ بنا کے اپنا انتقام پورا کر رہی تھی۔ اس سب میں اسی کا کوئی قصور نہیں..... وہ میرے بھائی سے محبت کرتی ہے، باقی جو کچھ گلناز نے کیا۔ اللہ اسے ضرور سزا دے گا....." اسما نے ایک لمحہ لگایا تھا سوچنے میں پھر عزہ کو من و عن پورا قصہ سنا دیا گو کہ بات بہت شرمناک تھی اور گلناز کی حرکت اس سے بھی زیادہ شرمناک..... پھر بھی عزہ کو بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اسما کو لگ رہا تھا کہ عزہ کچھ نہ کچھ جانتی ہے۔

ہمارے بچے

عید پر سب اپنے پیاروں سے مل کر خوش ہوتے ہیں اور ہمیں بھی اس عید پر 16 دسمبر 2014ء آرمی پبلک اسکول پشاور کے شہید بچوں کے ساتھ لاہور کے چلڈرن پارک میں دھماکے سے اڑ جانے والے سب بچے یاد آرہے ہیں۔

اپنے ماں، باپ کے معصوم سے پیارے بچے
اے وطن! تجھ پر فدا ہوگئے سارے بچے
مائیں روتے ہوئے آپس میں یہ کہتی ہوں گی
ابھی اسکول سے آئیں گے ہمارے بچے
وہ مسلمان کیا، انسان نہیں ہوسکتے
جن درندوں نے بلکتے ہوئے مارے بچے
ارضِ پاک کی اے میری بہادر ماؤ!
قوم کا فخر ہیں، دراصل تمہارے بچے
لائے ہاتھوں پہ اٹھا کر سبھی کہتے ہوں گے
یہ ہمارے تھے بڑھاپے کے سہارے بچے
پیکرِ صبر و وفا ہیں کہ جنہوں نے چپ چاپ
قبر میں اپنے ہی ہاتھوں سے اتارے بچے
کوئی بھی عہد انہیں بھول نہ پائے گا ظہور
مشعلِ راہ ہیں وہ سب چاند ستارے بچے

شاعر: ظہور چوہان
انتخاب: مہرین کنول، لیہ

"اگر یہ بات سچ ہے تو اس لڑکی گلناز کو لوڑوں کی سزا دینی چاہیے۔ ایک شاطر لڑکی نے ہم سب کو..... بےوقوف بنایا....." عزہ نے مارے غصے اور حیرت کے گلناز کو بے طرح گالیوں سے نوازا..... اسما چپ چاپ سن رہی تھی۔ اس کا دھیان باہر کی طرف اچانک پلٹ گیا تھا..... باہر موسم اچانک خراب اور طوفانی ہوگیا تھا۔ بادل گھر، گھر کے آگئے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''میں اگر ہادی کو بتادوں تو وہ گلناز کو صفحۂ ہستی سے مٹا آئے۔ کتنی مکار لڑکی ہے وہ..... یعنی دو گھروں کو برباد کرنے پر تلی تھی۔'' عزہ نے دانت پیس لیے اس کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔

''ہادی کو کچھ مت بتانا، تمہیں اللہ کا واسطہ..... ہادی میں ذرا بھی برداشت نہیں۔ وہ گلناز کا قتل عام کرنے چل پڑیں گے۔ یوں اور بھی بدنامی ہوگی۔ بات کھلے گی تو عاشر کا دل بھی خراب ہوگا۔ میں نہیں چاہتی میرے بھائی کی خوشیوں میں رکاوٹ آئے اس کی شادی ہونے والی ہے۔'' اسما نے منت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے انداز میں سچائی کے ساتھ، ساتھ اسی اور عاشر کے لیے پیار واضح طور پر نظر آرہا تھا۔ تب عزہ فوراً چوکنا ہوئی۔

''عاشر اور اسی کی؟'' عزہ نے نہ جانے کیوں بات دُہرائی۔

''ہاں.....'' اسما نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

''مگر اسی تو مجھے کچھ اور بتا رہی تھی۔'' عزہ کا انداز اور بڑبڑاہٹ نظر انداز کرنے والی نہیں تھی۔ اسما لمحہ بھر کے لیے متحیر ہوئی۔ اس کا دل انجانے خدشے سے لمحہ بھر کے لیے کانپ سا گیا۔

''اسی نے کیا بتایا؟'' اسما باہر ہوتے کھٹکے سے بے نیاز حیرت پر قابو پاتی بہ مشکل بول پائی تھی۔

''یہی کہ اس کی عاشر سے کوئی منگنی نہیں.....'' عزہ نے جیسے اس کے سر پر آسمان گرایا تھا۔ اسما کو یوں لگا جیسے وہ چکرا کر زمین بوس ہو جائے گی۔ کیا عزہ سے اسی نے یہ کہا؟ اسما کو یقین نہیں آیا تھا، آ ہی نہیں سکتا تھا۔ اسے لگا عزہ کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہوگی۔ بھلا اسما ایسے کیوں کہے گی؟ عاشر میں تو اس کی جان تھی۔ وہ عاشر کے نام سے اپنی سانسوں کو جڑا محسوس کرتی تھی۔ اسما خود ان دونوں کی محبت اور چاہت کی گواہ تھی۔

اسی تو مر کر بھی عاشر کے نام سے اپنا نام نہ ہٹاتی۔ عاشر کو چھونے والی ہوائیں تک اسے اپنا رقیب لگتی تھیں۔ گلناز کے ساتھ اس کی دشمنی بھی اسی وجہ سے تھی کہ گلناز کے دل میں عاشر کا خیال تھا۔

اسما کے لیے اس بات پر یقین کرنا مشکل تھا۔ اس کا دماغ سناٹے میں آچکا تھا۔ یوں لگ رہا تھا ہر چیز اپنے مرکز سے ہٹ رہی ہے..... سب کچھ خلط ملط ہو رہا تھا۔ ہر طرف گڑبڑ اور ہلچل مچی ہے۔ اسما کے دل میں ہزار دفعہ بھی عزہ کو جھٹلانے کے باوجود خدشات منڈلاتے رہے، اسے عاشر کی بجھی، بجھی صورت کا خیال بھی بے چین کر رہا تھا۔ پھر بھی دل تھا کہ مانتا ہی نہیں تھا۔ کیا اسی خود عاشر سے اپنی ہی زندگی میں دستبردار ہونے کا فیصلہ کر سکتی تھی؟ نہیں کبھی نہیں.....

اور ابھی وہ عاشر کو فون ملا کر بات کرنے کا ارادہ رکھتی ہی تھی جب کھٹکے کی آواز پر چونک گئی اس کے پیچھے ہادی کھڑا تھا۔ سر تا پانی میں شرابور، باہر گیٹ پر تو لاک لگا تھا۔ پھر ہادی کہاں سے آیا؟

''دیواریں کس لیے ہوتی ہیں؟'' اس کی آنکھوں میں اترا سوال دیکھ کر وہ مخصوص بے ساختہ لہجے میں بولا، اس کا انداز عام سا تھا۔ اسما کو تسلی ہوئی۔ صد شکر کہ وہ عزہ اور اس کی گفتگو نہیں سن سکا تھا۔ ورنہ ابھی کے ابھی ایک عدالت سج جاتی اور اسما وضاحتوں کے لیے کہاں، کہاں سے دلائل اکٹھے کرتی؟ اسما کچھ پُرسکون ہوگئی تھی۔

''دیواریں حصار کے لیے ہوتی ہیں۔'' اس نے اطمینان سے جواب دیا۔

''اور ضرورت کے وقت انہیں پھلانگ بھی سکتے ہیں۔'' ہادی نے ترنت کہا..... ''میں کب سے گیٹ بجا رہا ہوں۔ دیوی جی تو سارے اونٹ، گھوڑے بیچ کر خراٹوں اور خوابوں میں ٹہل رہی ہوگی۔ میں نے سوچا، تم بھی سو چکی ہو۔ پھر اتنی ٹھنڈ میں قلفی جما کر بھیگا گکڑ بن کے کھڑے رہنے سے بہتر تھا میں دیوار پھلانگ کر آجاتا۔'' اس نے اپنی کارگزاری بتائی۔ اسما کمرے میں ہی چلی آئی..... پہلے ہادی کے کپڑے نکالے پھر اس کے لیے کھانا گرم کرنے کچن میں آگئی۔ جب وہ کھانا ٹرے میں سجا کر دوبارہ کمرے میں آئی تب تک ہادی کمبل میں دبک چکا تھا۔ موبائل آن تھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور گیم کھیلی جارہی تھی۔ سردی کی شدت سے ہادی کے دانت بج رہے تھے۔ ہونٹ نیلے تھے اور گال انتہائی سرخ..... اسما کچھ سوچ کر دوبارہ باہر آئی۔ آتش دان میں لکڑیاں ابھی تک سلگ رہی تھیں۔ اس نے کوئلے نکال کر انگیٹھی میں بھرے اور اٹھا کر اندر لے آئی لیکن یہ کوئلے ایسے دم والے نہیں تھے..... لکڑیاں سلگ، سلگ کر راکھ بن چکی تھیں۔ وہ بجھی راکھ سے چنگاریاں نکال لائی تھی۔ ہادی نے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔

''یہ تو بجھ گئے۔'' اس کا انداز مایوسانہ تھا۔ اسما ساتھ لائی پھونکنی سے پھونک مار، مار کر کوئلوں کو تپانے لگی۔

''پھونک ماروں گی تو جل اٹھیں گے۔'' اس نے بیچ میں پھونکوں کا شغل ترک کر کے بتایا۔

''تمہاری پھونک میں ایسا کمال ہے؟'' ہادی کو اس کی بچکانہ ادا پر ہنسی آگئی۔ وہ بجھی راکھ میں پھونکیں مار، مار کر گرد اڑا رہی تھی۔ ننھے ذرے کمرے میں اڑنے لگے تھے۔

''ہاں دیکھیے گا ذرا..... ابھی سارے کوئلے تپ جائیں گے..... میں نے پہلے بھی یہ تجربہ کیا ہے۔'' وہ اپنے کمالات بتا رہی تھی۔ ہادی نے سمجھ کر سر ہلایا۔ یعنی تسلیم کرلیا۔

''لیکن کوئلے تپانے سے کیا فائدہ ہوگا؟'' اب وہ بڑی دلچسپی سے پوچھ رہا تھا۔ اسما اپنے شغل کو جاری رکھتے ہوئے لمحہ بھر کے لیے رکی..... وہ موبائل سے نظریں ہٹائے اس کی طرف متوجہ تھا۔

''فائدہ؟ فائدہ ہی تو ہوگا، کمرا گرم ہوجائے گا، حرارت بڑھے گی تو آپ کو سردی نہیں لگے گی۔'' وہ سادگی سے پھونکیں مارتی فائدے بتا رہی تھی۔

''اس کے علاوہ کوئی اور اچھے اور قابلِ توجہ فوائد.....؟'' ہادی لبوں پر مسکراہٹ سمیٹ کر کہنی کے بل تھوڑا اونچا ہوا تھا۔ یوں کہ نیچے بیٹھی اسما اسے اب واضح نظر آرہی تھی۔

''اس سے بہتر کون سا فائدہ ہوسکتا ہے؟ آپ کی سردی کم ہوگی۔ آپ کو طمانیت محسوس ہوگی، ٹھنڈک کا اثر زائل ہوجائے گا۔'' اسما نے نگاہ اٹھا کر تعجب سے بات مکمل کی..... پھر فوراً ہی پلکیں جھکالیں۔ جانے وہ کن نظروں سے غور و فکر فرما رہا تھا۔ اسما کو عجیب سی جھجک محسوس ہوئی۔

''یعنی کہ تم چاہتی ہو، میں ''گرم'' ہوجاؤں؟'' وہ کراؤن سے ٹیک لگا کے بیٹھا تھا۔ جھک کر تھوڑا مزید آگے ہوا۔ یوں کہ اسما اور اس کے درمیان میں بس انگیٹھی کا فاصلہ بچا تھا۔

یہ کیا سوال تھا؟ معنی خیز سا.....؟ کچھ ابھارتا تھا۔ واضح کرتا، احساس دلاتا۔ اسما دم بخود رہ گئی تھی۔ وہ اس کی بات کا کیا مطلب اخذ کرتی؟ کیا جواب دیتی؟ وہ بھونچکی سی متعجب نگاہوں سے ہادی کو دیکھتی رہی..... وہ جواب لینے کے لیے مزید آگے ہوا۔ یعنی جواب کے بغیر ٹلنے والا نہیں تھا۔

''ٹھنڈک میں ہر ''ہوش مند'' انسان گرم رہنا چاہتا ہے۔'' اسما نے سارا زور ''ہوش مند'' پہ ڈالا تھا۔ ہادی کے لبوں پہ مسکراہٹ مچل اٹھی۔ اسے اسما سے بات کرنے میں لطف آیا۔ پہلی مرتبہ طنز و طعنے کے علاوہ عام سی سادہ گفتگو چل رہی تھی۔ جو اتنی سادہ بھی نہیں تھی۔

''تم مجھے کوئی بے ہوش انسان سمجھتی ہو؟'' ہادی نے نچلا لب دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ پھر سے ضبط کی تھی۔

''لگتا تو یہی ہے۔'' اسما نے اس کی بات کو ٹالتے ہوئے سرسری انداز اپنایا۔

''ویسے ''ہوش'' میں تو آہستہ، آہستہ میں آرہا ہوں۔'' اس نے ایک مرتبہ پھر معنی خیزیت کی فضا بحال کرلی تھی۔ اسما کچھ چونک سی گئی..... اس کی بات کا کیا مفہوم تھا؟ یعنی وہ اپنے رویے کو بدلنا چاہتا تھا؟ جو بے ترتیبی اس نے از خود پھیلا رکھی تھی، اسے سمیٹنا چاہتا تھا۔ ترتیب دینا چاہتا تھا؟ کیا وہ فاصلوں کو پاٹنا چاہتا تھا۔ اپنے اور اسما کے درمیان موجود خلیج کو ختم کرنا چاہتا تھا؟

اسما کا دل بے اندازہ ہی دھڑک اٹھا..... کیا ہادی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کی بدگمانی ختم ہو رہی تھی؟ اسما کا صبر آخر رنگ لے آیا تھا؟ کیا ہادی اسے اپنانا چاہتا تھا؟ اس کا دھڑکتا دل بھر بھر آرہا تھا۔ اندر کہیں دل کی ویران نگری میں صبح نو کے شگوفے کھل رہے تھے..... جیسے ساحلوں پہ پھول بکھر رہے تھے۔ اور ہادی ان ساحلوں سے پھول چنتا اس کے حواس گم کر رہا تھا۔

''میں گرم ہوا تو درجۂ حرارت بڑھ جائے گا..... میری گرمی سہہ لوگی؟'' ہادی اسے خاموش سوچوں میں مگن دیکھ کر واپس موضوع کی طرف لے آیا، اسما جیسے ہڑبڑا سی گئی۔ یہ ہادی کو آج کیا ہو رہا تھا؟ یہ پٹڑی سے کیوں اتر رہا تھا؟ یہ باتوں سے بہلانا چاہتا تھا یا آزمانا چاہتا تھا؟ یا اللہ! یہ ماجرا کیا تھا؟ ہادی اور اتنا مہربان.....؟ انتہائی نرم گفتاری سے بات کرتا ہوا اور بار، بار مسکراہٹوں کے تیر پھینک کر قتل کرنے کی کوشش کرتا ہوا.....

''آپ کی بات کا کیا مفہوم بنتا ہے؟'' اسما نے بہ مشکل اپنے دھڑکتے دل کی دھڑکنوں کو ہموار کرتے ہوئے پوچھا۔ ہادی اسے اب بھی پُرتپش نظروں سے دیکھ رہا تھا..... اور اس کی نگاہوں کا اثر اسما کی ہتھیلیوں میں اتر رہا تھا۔

''یعنی مفہوم بھی میں بتاؤں؟ کیا تم خود سمجھ نہیں سکتیں؟'' وہ معنی خیزی سے گمبھیر لہجے میں اسما کے حواسوں پر بجلیاں گراتا ہوا بولا۔ اسما کے لیے اپنے حواس ٹھکانے پر رکھنے محال ہو گئے۔

کیا وہ ایک مرتبہ پھر اس کا مذاق اڑانا چاہتا تھا؟ اپنی مہربانی کے پھول نچھاور کر کے آخر میں اسے ذلیل کر دینا چاہتا تھا ہمیشہ کی طرح.....؟ اسما کو گزشتہ منظر بھولے نہیں تھے اور وہ ہر دفعہ اس کی لچھے دار باتوں میں الجھ کر حقیقت سمجھ جاتی تھی۔ جیسے وہ اس کی خدمت گزاری، محبت اور حسنِ عمل سے اس کی طرف پلٹ آیا ہو۔

کیا یہ پہلے کی طرح کوئی سوانگ (بہروپ) تھا یا حقیقت.....؟ وہ اسے بے بس کر کے مذاق اڑانا چاہتا تھا۔

''میں کیا کہوں؟ میرے پلے آپ کی کوئی بات نہیں پڑ رہی.....'' اس کے لہجے میں بیچارگی اتر آئی۔

''میری سمجھ کے قریب، قریب بھی آپ کی کوئی بات نہیں پھٹک رہی۔'' اس کی لاچاری کا کوئی انت نہیں تھا..... ہادی نے بڑی بھرپور نگاہ سے اسما کا چہرہ دیکھا۔ سانولے رنگ میں سرخیاں گھل رہی تھیں۔ یہ کمرے کی حرارت کا اثر تھا۔ یا ہادی کی باتوں کا؟ اس کا چہرہ بے پناہ تپ رہا تھا۔ اطراف میں گھنگرالے بالوں کی لٹیں گر رہی تھیں، جنہیں وہ بار، بار کانوں کے پیچھے اڑستی تھی۔ وہ اپنی حیا اور جھجک کے پردے میں بڑی باکمال لگ رہی تھی۔ انتہائی دل آویز..... انتہائی دلنشین، سادگی، وقار اور حیا کا مرقع.....

ہادی نے دلچسپی کے سارے لوازمات کے ساتھ اسما کے چہرے کو نگاہوں کی قید میں جکڑا تھا۔ وہ اسے ایک ٹک دیکھ رہا تھا۔ انتہائی فرصت اور رغبت سے اس کے گالوں کی سرخی ہادی کو مقناطیس کی طرح باعثِ کشش لگ رہی تھی۔ اس کی اٹھتی گرتی پلکوں کی نزاکت اور حیا میں لپٹی گھبراہٹ اور جھجک اس کا ''درجۂ حرارت'' بڑھا رہی تھی۔ وہ مدہوش سا بے قابو ہوتا تھوڑا اور آگے کو جھکا۔

''جب قریب آؤ گی تو ہر بات تمہاری سمجھ کے خود بہ خود قریب پھٹک جائے گی۔'' ہادی کا لہجہ رواں اور نرم تھا۔ اسما کو جیسے غش آنے لگا۔

''قریب آؤ تو تمہیں سمجھاؤں..... تمہاری ''سمجھ'' کی برین واشنگ کروں..... تمہاری سمجھ کو عقل سکھاؤں۔'' وہ سابقہ انداز میں خواب آگیں تاثر سے کہہ رہا تھا۔ اسما جیسے بے ہوش ہوتے، ہوتے بچی تھی۔

''کک..... کیسے؟'' اسما کا اعتماد طوطوں کی طرح پھر سے اڑ چکا تھا۔ ہادی نے اس کا بے حواس انداز ملاحظہ اور اور پھر کمبل تھوڑا سا ہٹا کر پیچھے کھسکتے ہوئے اپنی طرف اشارہ کیا۔

''اِدھر آؤ.....''

''کیا.....'' اسما پسینے، پسینے ہو گئی..... اسے اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔ ہادی نے بازو دراز کر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ انگیٹھی کے اوپر اس کا ہاتھ پھیلا تھا۔ اور اسما بس چکرانے کے قریب، قریب پہنچ چکی تھی۔ ہادی کا ہاتھ جوں کا توں تھا۔

''آؤ ناں اسما! یہاں آؤ.....'' ایک نرم گرم سی درخواست تھی یا ایک محبت بھری درخواست..... اسما کو جیسے کرنٹ لگا، وہ تھوڑا پیچھے کی طرف کھسک گئی۔

''ہادی! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔'' اسما کا دل بھر آیا۔ جو پہلا احساس اس پیش رفت کے بعد ابھرا تھا، وہ تذلیل کا احساس تھا۔ کیا ہادی اس کا مذاق اڑانے والا تھا؟ اسما کے اندر کانچ سے ٹوٹنے لگے۔

''ٹھیک کہاں ہے؟ کیا تمہیں ٹھیک دکھائی دے رہی ہے؟ مجھے ایک سو ستائیس ڈگری بخار چڑھ رہا ہے اور تم ایسی طبیب ہو جسے مسیحائی تو بہت دور، مرض سمجھنا بھی نہیں آرہا۔'' ہادی نے معنی خیزی کی حد کرتے ہوئے اس کے حواس گم کردیے..... وہ کیا چاہتا تھا؟ کس چیز کی تمنا رکھتا تھا؟ کون سی خواہش اسے اکسا رہی تھی؟ اسما نادان بچی نہیں تھی جو سمجھ نہیں پاتی۔ وہ اس کی درخواست کو ہر طریقے سے جانچ نہیں پا رہی تھی۔ آیا یہ وقتی ماحول کا اثر تھا؟ لمحاتی خواہش کی شوریدہ سری تھی یا وہ اندر سے ہر بدگمانی کی جڑوں کو اکھاڑ کر اسما کی طرف سے دل صاف کیے اس کی طرف پلٹ آیا تھا؟

اگر ایسا تھا تو اسما پہ آج مبارک ہادی کا فیضان ہو گیا تھا۔

''ہادی! پلیز.....'' اسما نے آنکھیں میچ لیں..... ''اور کتنی اداکاری کریں گے؟ یہاں پر آپ کے گھر والے نہیں..... جنہیں سب اچھا دکھانا مقصود ہو۔'' وہ شدت ضبط سے کراہ اٹھی۔

''ڈفر، گدھی، میں گھر والوں کے سامنے اتنا رومینٹک ہونا افورڈ نہیں کرسکتا۔ میں اتنا دیدہ دلیر یا دوسرے معنوں میں اتنا بے شرم نہیں ہوں۔'' ہادی نے مسکرا کر جیسے اس کی عقل پر چوٹ کی تھی۔ حد تھی، اتنے رومینٹک ماحول میں وہ گھر والوں کو اٹھا کر لے آئی تھی۔ بھلا اتنی رومینٹک سچویشن گھر والوں کے سامنے کری ایٹ کی جاسکتی تھی۔

''تو پھر اس مذاق کو بند کریں خدارا.....'' اس کے اشک گرنے کو بے تاب تھے اور وہ بہ مشکل خود پر قابو پا کر بول رہی تھی۔

''یہ مذاق کہاں ہے؟ یہ واضح سچائی ہے اسما! کیا تم نہیں سمجھتیں؟ میرے پاس آؤ یہاں.....؟'' ہادی کا اصرار اسما کو بے یقینی کے ساحلوں سے کھینچ کر یقین کی حدوں تک لے آیا تھا..... وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھی اور ہادی کے قریب آگئی۔ اس نے کچھ اور پیچھے کی طرف کھسک کر اسما کے لیے جگہ بنائی۔ یوں کہ ہادی نیم دراز تھا اور اسما بیڈ سے نیچے پاؤں لٹکا کر اپنی گود میں ہاتھ دھرے سر جھکائے بیٹھی تھی۔

ہادی نے اس کا نرم اور پُرحرارت ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کے لمس نے اسما کے اندر تہلکہ مچاتی دھڑکنوں میں کچھ اور طغیانی بھری۔ اس کا لمس اسما کی ہتھیلیوں میں بول رہا تھا۔ وہ انتہائی نروس تھی اور ہادی انتہا کا... پُراعتماد اور پُرجوش.....

وہ اب بہت قریب سے اسما کے نین نقش دیکھ سکتا تھا۔ اس کا چہرہ پڑھ سکتا تھا۔ اس کی چھلکتی حیا کی خوب صورتی کو محسوس کرسکتا تھا۔ ہادی کی آنکھوں میں خمار بھرنے لگا۔ جذبوں کا دریا چڑھنے لگا۔

''تم میرا بہت خیال رکھتی ہو ناں اسما! مجھ سے محبت کرتی ہو ناں اسما.....'' اس نے اسما کے ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ بھی رکھ دیا۔ اس کے ہاتھ سرد تھے۔ اسما کے ہاتھ گرم تھے۔ وہ لاشعوری طور پر اپنے ہاتھوں کو اسما کے ہاتھ کی گرمائش سے حرارت دے رہا تھا۔ اسما اس کے سوال پر مہر بہ لب اور ساکت تھی۔ وہ اسے کیا جواب دیتی؟ کیا ہاں.....؟ لیکن شرم اور حیا اسے پابند کررہی تھی۔ ورنہ دل تو جیسے ازل سے ہادی عبدل زئی کی پابوسی یعنی قدم بوسی کے لیے بے قرار تھا۔ محبت ایسا ہی بے اختیار جذبہ ہے۔ یہ لاچار ہوتی بھی ہے، لاچار کرتی بھی ہے۔ خوار ہوتی بھی ہے، خوار کرتی بھی ہے، ذلیل ہوتی بھی ہے، ذلیل کرتی بھی ہے۔ اور سرخرو

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہوتی بھی ہے اور کرتی بھی ہے۔ لیکن اسما کو اب تک محض خوار ہی کر رہی تھی۔ سرخروئی کا تو نام و نشان بھی نہیں تھا۔

''بتاؤ ناں اسما! مجھ سے محبت کرتی ہو؟ میرا خیال کس لیے رکھتی ہو؟ میرے برے رویے کے باوجود، کیا میری محبت اور التفات پانے کے لیے؟'' ہادی کا نرم لہجہ اسما کے فگار دل پر پھوار کے مانند برس رہا تھا۔ اس نے گہری سانس بھر کے دھیمی آواز میں اقرار کیا۔

''جی.....''

''کیوں.....؟'' ایک اور تعجب میں ڈالنے والا سوال۔

''ہر عورت کی طرح میری بھی خواہش ہے، میرا شوہر مجھے چاہے، مجھ سے محبت کرے، کیا یہ خواہش بے جا ہے...؟'' اس کا اعتماد دھیرے، دھیرے لوٹ رہا تھا۔ وہ پلکیں جھکا کر کہہ رہی تھی۔ ہادی کی طرف براہِ راست دیکھنے سے گریزاں تھی..... کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ہادی اسی کی طرف متوجہ ہے۔

''تم محبت کو ڈیزرو کرتی ہو؟'' اس نے ایک اور دل ادھیڑتا سوال کر ڈالا تھا۔ اسما نے پلکوں کی چلمن بڑے دکھ سے اٹھائی..... پھر اس نے زخمی نگاہ سے ہادی کی طرف دیکھا۔

''کیا میں محبت ڈیزرو کرنے کے لائق نہیں؟'' اسما نے جلتی نظر سے ہر منظر کو پس منظر بنتے دیکھا تھا..... ہادی اپنے حال میں لوٹ رہا تھا۔ اپنے اصل کی طرف آ رہا تھا۔ اسما کی بدقسمتی کا پھیرا ایسا نہیں تھا جو کسی سمت چلا جاتا۔

''اگر میں کہوں، نہیں تو؟'' ہادی نے لب بھینچ کر کہا۔

''پھر میرا سوال ہوگا کہ مجھے یوں اپنے پاس، اپنے پہلو میں بٹھانے کے لیے کیوں بلایا ہے؟ میری توہین کرنے کے لیے؟ میری تذلیل کے لیے؟'' اس کا لفظ، لفظ غم میں بہہ رہا تھا۔ مارے ذلت کے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا۔ وہ شدید... بے بسی کے احساس تلے کراہ رہی تھی۔ اور ہادی اسے ٹٹولتی نگاہ سے جانچ رہا تھا۔ اس کے تاثرات ہادی کو بوکھلانے کے لیے کافی تھے۔ لیکن اس نے خود پر ایک بے نیازی کا خول چڑھا لیا تھا۔

''صرف یہ بتانے کے لیے کہ خاصی بے وقوف ہو تم۔'' ہادی نے بوکھلاہٹ میں وہی کیا جو وہ ہمیشہ سے کرتا آ رہا تھا۔ ''بلکہ یہ بھی جانچنے کے لیے کہ تم کتنی عقل مند ہو؟''

''تو کیا ہو گئی تسلی.....؟'' اسما نے زخمی انداز میں ذلت و بے بسی کے شکنجے میں پھڑپھڑاتے ہوئے پوچھا اور بڑی سہولت کے ساتھ سنبھلتے ہوئے اٹھ گئی اور ہادی نے اپنا سر بے ساختہ تھام لیا۔ وہ چاہتا کچھ تھا ہو کچھ جاتا تھا۔

''تسلی کرو گی تو ہو گی ناں.....'' وہ ساری بازی ہاتھ سے نکلتے دیکھ کر خود پر لعنت ڈالتا دھپ، دھپ کرتا باہر نکل گیا تھا اور اسما ہکا بکا سی اسے باہر نکلتا دیکھتی رہ گئی۔

اسے ہادی کا غصے میں باہر نکلنا سمجھ نہیں آیا تھا۔ اس کو پاس بلا کر بے عزت کر کے تن فن کرنے کا مقصد بھلا کیا تھا؟ یعنی چت بھی اس کی پٹ بھی اس کی۔

وہ الٹا چور بنا..... ہر بات میں خود کو حق بجانب سمجھتا تھا۔ لڑتا بھی خود تھا، غصہ بھی خود کرتا تھا۔ طنز کے تیر بھی چلاتا تھا۔ زہر بھی اگلتا تھا، بھڑاس بھی نکالتا تھا۔ تیور بھی دکھاتا تھا، تذلیل بھی کرتا تھا۔ مہربان بھی ہوتا تھا، جان بھی بن جاتا تھا۔ بلائے جان بھی بن جاتا تھا۔ اور پھر ناراض بھی خود ہی ہو جاتا تھا۔ اور شاید اس بات کی توقع بھی رکھتا تھا کہ وہ ''بلاوجہ'' روٹھتا رہے۔ اسما بلاوجہ مناتی رہے۔

ہادی کیا واقعی اصل حقیقت جان چکا تھا یا لمحہ، لمحہ اسما کو اذیت دینا اسے سکون دیتا تھا۔ اب دونوں کے بیچ تناؤ کیا صورت اختیار کرے گا۔ کیا اسما واپس چلی جائے گی یا ہادی گھر والوں کے دباؤ میں آکر اسے قبول کر لے گا۔ یہ سب جاننے کے لیے پڑھیے ماہ اگست میں اس ناول کا آخری حصہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

منی ناول

دیار صبح کے اجالوں میں

نایاب جیلانی

آخری حصہ

آنے والے دن انتہائی بوجھل، بے جان، روکھے اور سرد تھے۔ کیونکہ اب ہادی اور اسما کے درمیان اختلافات کی ایک نئی فصیل کھڑی ہوگئی تھی۔ جو آپس میں ''تکرار'' اور ''لڑائی'' میں لپٹ کر گفتگو ہوا کرتی تھی اس کا انجام بھی ہو چکا تھا۔

اسما، ہادی کو اپنی شکل تک نہیں دکھاتی تھی۔ وہ اسے بہانے، بہانے سے بلا، بلا کر آوازیں دے، دے کر تھک جاتا تھا۔ اس کی پکار پر اسما، پھولن دیوی کو اندر بھیج دیتی تھی۔ خود جانے سے گریز کرتی کہ اس دفعہ ہونے والی اپنی تذلیل کے بعد اسما نے فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ ہادی کے کسی ''چکمے'' میں نہیں آئے گی۔

وہ ہادی کے کسی جال میں نہیں پھنسے گی جس میں بلا کر وہ اسے قید کرتا پھر ''بے عزت'' کر کے رکھ دیتا..... ہر دفعہ اسے آزمانے کی کوشش کرتا۔

اس رات کی بے عزتی اسما سے بھلائے نہیں بھولتی تھی۔ اس ذلت کی آگ ہمہ وقت گھیرے رکھتی..... وہ اس کی انا پر ہر دفعہ ضرب لگانے والا کون ہوتا ہے۔

اسما نے فیصلہ کرلیا تھا۔ وہ ہادی کے قریب تو کیا سامنے بھی نہیں جائے گی گو کہ وہ اس کے سارے کام... خود کرتی تھی۔ ضروریات کا خیال بھی رکھتی تھی ہر چیز وقت پر تیار بھی کر دیتی۔ تاہم خود اس کے سامنے نہیں آتی تھی۔ یہ اس کا خاموش احتجاج بھی تھا اور بدلہ بھی..... انتقام بھی تھا اور اپنے تئیں وہ بڑی مطمئن تھی..... اب آگ دوسری طرف لگی تھی۔ پہلے وہ اسما کے التفات پر چڑتا تھا، اس پر طنز کرتا تھا، اس کی انا پہ چوٹ مارتا تھا۔ اور اب وہ اب کے التفات کو ترستا تھا۔

ایک ساتھ، ایک کمرے میں رہتے ہوئے شاید ایک دوسرے کو دیکھنے کی، لڑنے کی اور ایک دوسرے پر اپنی، اپنی بھڑاس نکالنے کی عادت ہوگئی تھی۔

اور وہ اسما کا اس قدر عادی ہو چکا تھا کہ اپنے اور اسما کے درمیان موجود رنجش کی اس سب سے بڑی ''وجہ'' تک کو فراموش کر چکا تھا۔

وہ ''وجہ'' جس نے ہادی جیسے تیز طرار کو پورا ایک سال الو بنائے رکھا تھا۔ وہ وجہ جس کو بنیاد بنا کر اس نے اسما کا گھونگٹ الٹتے ہی اسے دھتکار دیا تھا۔

وہ وجہ جو کئی مہینے تک اسے اسما سے نفرت کرنے، حقیر جاننے اور تذلیل کرنے پر مجبور کرتی رہی تھی۔ جس کے لیے وہ اسما کے حقوق سے نظر چرا کر اس کے ہر حق کو ضبط کیے بیٹھا تھا۔ جس کی خاطر اس نے اپنے والدین اور بہن، بھائیوں کو تکلیف میں مبتلا رکھا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com
Downloaded From
Paksociety.com

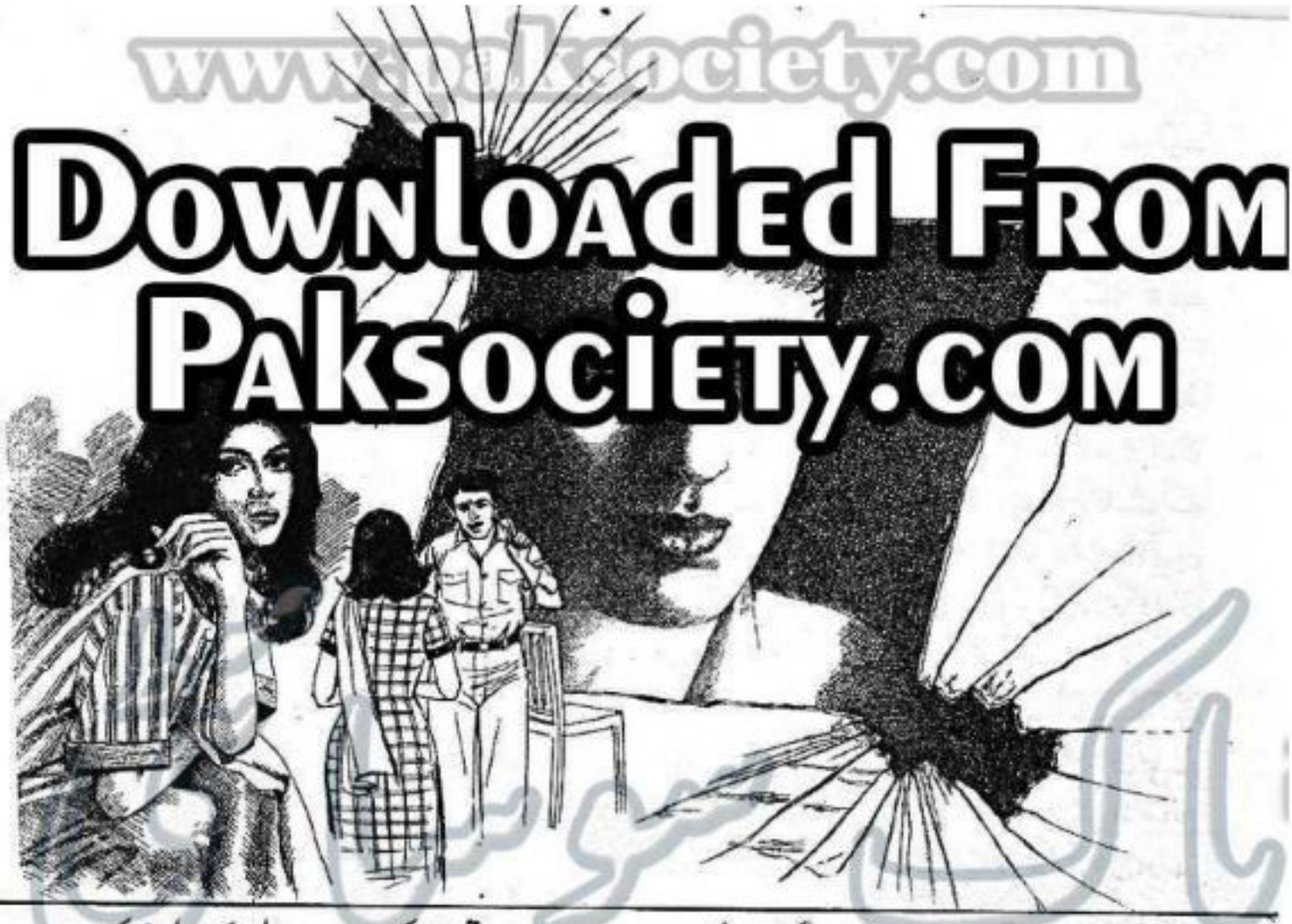

اس وجہ کا اچانک ہادی کی زندگی سے نکل جانا ایک حیران کن معجزہ تھا۔ ہادی کا اسما کی طرف پلٹ آنا بھی حیران کن معجزہ تھا۔

لیکن اس کے پیچھے کون سی بڑی وجوہات تھیں..... سب کچھ منظرِ عام پہ کیسے آیا تھا؟ ہادی کا دل کیسے پلٹا تھا؟ سب کچھ روزِ روشن کی طرح کیسے عیاں ہوا تھا۔

اس آخری جھڑپ کے بعد کون سی حقیقت آشکار ہوئی تھی؟ جس نے ہادی کو اتنا حیران، متعجب اور مشتعل کر دیا تھا۔

وہ اپنے بے وقوف بنائے جانے پر نہیں۔ اتنی بڑی چال چلنے والے دماغ پر غیظ کھا رہا تھا۔

وہ آخری جھڑپ جو اسما اور ہادی کے درمیان ایک نئی خلیج بن کر ابھری تھی..... اس کے بعد کون سی آگہی کے در وا ہوئے تھے جو ہادی کو غصے، آگ اور پچھتاووں کی برزخ میں بھڑ بھڑ جلاتے رہے۔

لیکن اس سے پہلے ہی وہ اپنی زندگی میں در آنے والی "بے ترتیبی" کی ترتیب بدلنے کے لیے خود کو نئے سرے سے تشکیل دے رہا تھا۔

محض اپنے ماں، باپ یا بھائیوں، بہنوں، بھابیوں کے لیے نہیں..... بلکہ خود کے لیے اپنی ذات کے لیے..... اور اس لڑکی کے لیے جو واقعی معصوم، بے قصور اور بے خطا تھی۔ جس کا گناہ صرف اتنا تھا وہ اپنے باپ کی پسند پر سر جھکا کر نئی امنگوں اور چاہتوں کی امید لیے ہادی کی زندگی میں داخل ہو گئی تھی اور ہادی نے اپنی کم ظرفی میں کیا، کیا نہیں کیا تھا؟ کون سا دکھ اسے نہیں دیا تھا؟ کون سا زخم اسے نہیں دیا تھا؟ کس، کس گھاؤ پہ وہ مرہم لگاتا؟ اس نے تو سراپا فگار کر دیا تھا اسے جو اپنی سعادت مندی، اطاعت گزاری اور حیا میں بڑی، بڑی حسیناؤں کو پاش، پاش کر دینے کی طاقت رکھتی تھی۔

وہ اسما خلیل جو ہادی کی زندگی میں بہار بن کر آئی تھی۔ جسے ہادی نے سراپا خزاں بنا دیا تھا۔ اور اب اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

پُر لازم تھا وہ خزاؤں کی ان تمام رتوں کے رخ موڑ دیتا..... وہ اسما کی زندگی سے ہر ویرانی، بے یقینی اور دکھ کو ختم کر دیتا..... وہ اسما کی زندگی کو مسرتوں، خوشیوں اور چاہتوں سے بھر دیتا۔

لیکن اس کے لیے اسما کا ہادی کے قریب آنا ضروری تھا۔ اسما کا ہادی پر اعتبار کرنا ضروری تھا۔ وہ اعتبار جسے ہادی نے خود اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے، ٹکڑے کر دیا تھا۔ اس اعتبار کو "بحال" کرنا ضروری تھا۔ اسما کے دل کو یقین دلانا ضروری تھا اور اپنے برے سلوک کی ہر وجہ کا بیان کرنا ضروری تھا۔ بہت ساری ڈھکی حقیقتوں کو اسما کے سامنے لانا ضروری تھا۔ وہ ساری "سچائیاں" جن کو اسما نہیں جانتی تھی۔ اب تک بھی نہیں جانتی تھی اور اپنے تئیں وہ ہادی سے سب کچھ چھپا کر بیٹھی تھی۔ اور اب تو وہ خود بھی ہادی سے "چھپ" کر بیٹھ گئی تھی۔

وہ ہادی سے ناراض تھی۔ اس پر غصہ تھی کیونکہ ہادی نے اس کی قدم، قدم پر توہین کی تھی۔ اب یہ ہادی منحصر تھا کہ وہ کس طرح سے خود اپنی راہوں میں بچھیرے کانٹے چنتا اور اٹھاتا ہے۔

لیکن کانٹے چننے کی شروعات تب ہوتی، اسما کا دل جیتنے کی تب کوششیں شروع ہوتیں جب وہ ہادی کو پورے گھر میں دکھائی دیتی۔

وہ اس کے آنے سے پہلے ہی کونوں میں جا گھستی۔ جب وہ رات ایک بجے تک جمائیاں لیتا نیند میں دُھت ہو جاتا تب وہ دبے قدموں کمرے میں آتی۔ صبح اس کے اٹھنے سے پہلے ہی روپوش ہو جاتی۔

پھر اس کا ناشتا بھی میز پر لگا ملتا، کپڑے تیار ہوتے، جوتے پالش ہوتے، رومال، موزے، گھڑی، والٹ اور موبائل تک چارج ملتا۔ لیکن اسے چارج کرنے والی خود نہ جانے کہاں غائب ہو جاتی۔ اسی روٹین میں ڈھیروں دن گزر گئے۔ ہادی کی تلملاہٹ اب فکر میں بدل چکی تھی۔ اسے لگ رہا تھا اسما سیریس قسم کی ناراض ہو چکی ہے۔ وہ اسما کی شروعات سے لے کر اب تک ہر ناراضی کو ختم کر سکتا تھا اگر وہ اسے ایک "موقع" دینے کی کوشش کرتی..... وہ اسے سب کچھ بتا دیتا، جس سے وہ خود بھی انجان تھا اور اسما بھی بے خبر تھی..... اسی بے خبری میں ان کے بڑے، بڑے نقصان ہو رہے تھے۔

اور آج اس نے فیصلہ کر رکھا تھا۔ وہ اسما کو ڈھونڈ نکالے گا۔ اپنے دل کی بھڑاس نکالے گا۔ جو اتنے دنوں سے اندر لاوا جمع ہو رہا تھا، اسے باہر نکالنے کے لیے اسما کا سامنے ہونا بہت ضروری تھا کیونکہ وہ بہترین سامع واقع ہوئی تھی۔ وہ اسے سن سکتی تھی، سمجھ بھی سکتی تھی اور منہ توڑ جواب بھی دے سکتی تھی۔

پھر اس نے اسما کو اپنے سامنے لانے کے لیے ایک جامع پلان تشکیل دیا۔ اس صبح اسے فیکٹری جانے کی کوئی جلدی نہیں تھی۔ وہ آرام سے بستر میں اینٹھتا رہا پھر کروٹیں بدل، بدل کر تنگ آ چکا تو اٹھ کر فریش ہوا۔

الماری کھولی تو اپنی نئی شرٹ پریس شدہ دکھائی دی۔ اس نے کچھ سوچ کر شرٹ ہینگر سے اتار لی... پھر اس نے استری پلگ میں لگا کر گرم کی۔ جب استری گرم ہو چکی تو اس نے جگہ، جگہ سے شرٹ کو خوب دھواں نکلنے تک جلایا۔ بعد ازاں کسی اور تخریب کاری کو سوچتا رہا پھر اپنا نسبتاً سستا موبائل واش روم میں بھری بالٹی کے اندر پھینک آیا۔ اس کے بعد ہادی نے اپنے غیر ضروری کاغذات نکال کر انک میں لتھیڑ لیے.... سب کچھ کر کرا کے اب وہ پوری اداکاری کے ساتھ بلند آواز میں چنگھاڑ رہا تھا۔

"دیوی جی.....!" اس کی ہانک کچن تک سنائی دی تھی۔ اسما اور دیوی جی دونوں ہی دہل گئیں۔

"دیوی جی.....! ذرا اپنی باجی جی سے فرمائیں، اپنے درشن تو کرائیں۔" ہادی کا اسپیکر پورے گھر میں گونج رہا تھا۔ اماں اور بابا لاؤنج میں بیٹھے ناشتا کر رہے تھے۔ اس پکار پر دونوں کے چہروں پر معنی خیز سا تبسم نمودار ہوا..... اسما انہیں چائے دینے کے لیے آئی تھی۔ ان دونوں کی معنی خیز ہنسی... دیکھ کر وہ بری

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

طرح سے خجل ہوئی۔

اماں اور بابا اسے شرارتی نظروں سے دیکھ رہے تھے اور دل ہی دل میں خوش ہو رہے تھے۔ ہادی کی اسما کے ساتھ بڑھتی ہوئی ''بے تکلفیاں'' ان دونوں میاں، بیوی کے تمام خدشات کو اڑانے کے لیے کافی تھیں۔ وہ اسی بات پر مطمئن اور مسرور تھے کہ ہادی گھر آتے ہی اسما کو تلاشنے لگتا ہے اور گھر آنے کے بعد اس کی پہلی پکار میں اسما کا نام سرفہرست ہوتا ہے بابا بہت خوش تھے کہ ہادی کو عقل آگئی ہے۔ اس کے کھوتے دماغ میں گھسا خناس نکل گیا ہے۔

اور اس وقت ہادی کے بھونپو کو آن ہوتا دیکھ کر بابا نے اسما کو کچن میں جانے سے روکا۔

''اسما! اندر جاؤ، وہ تمہیں بلا رہا ہے۔ دیکھو، ہماری ساعتوں پر رحم کھاؤ، پہلے اس کی بات سنو۔ ورنہ تمہیں بلانے کے چکر میں وہ ہمارے کانوں کے پردے پھاڑ ڈالے گا.....'' بابا کے شرارتی لہجے پر وہ خفت سے سرخ پڑ گئی۔ جس طرح وہ نگاہ بچا کر کچن میں دوبارہ جا رہی تھی۔ بابا کی نظر پڑتے ہی اس کا رخ بدل گیا۔ اب چار و ناچار اسے اپنے کمرے کی طرف جانا پڑا۔ اور پورے ڈیڑھ ماہ بعد پھر سے ہادی کی صورت دیکھ کر اپنے دبے ہوئے غصے کو باہر نکالنا تھا جبکہ وہ اسما کے پیچ و تاب کھانے سے قطع نظر ابھی تک چلا رہا تھا۔

''دیوی جی! سنا نہیں تم نے۔ کیا کان دلدار خان کے اگلدان میں چھوڑ آئی ہو؟ تم پہ سارے کوئٹہ کا قہر نازل ہو..... تم پر چرنبی کی رفتار دن دگنی، رات چوگنی چڑھے..... تمہارے معدے پر قحط پڑے..... اور تمہارے ڈیلوں میں مرچیں گھسیں..... تمہارے ہاتھ ٹوٹ جائیں دیوی جی.....! جن ہاتھی جیسے ہاتھوں کے ساتھ تم میرے نقصان کرتی ہو..... میری نئی نکور کنواری شرٹ کو جلا دیا؟ میرے اتنے مہنگے موبائل کو پانی میں پھینک دیا۔ میرے اتنے اہم کاغذات پر سیاہی الٹ دی..... تمہارا کچھ نہ روے دیوی جی.....! دیوی جی! میں آخری مرتبہ وارننگ دے رہا ہوں۔ اپنی جان کی امان چاہتی ہو تو کچن میں کھڑی اپنی باجی جی کو گت سے پکڑ کر میرے روبرو حاضر کر دو..... ورنہ، میں تمہیں ابلتے پانی میں دھکا دے آؤں گا۔ اپنے بلڈوزر جیسے وجود سے دھکا دو..... اور باجی جی کو میرے قدموں میں گھسیٹ لاؤ..... ورنہ.....'' ہادی کا بھونپو بج، بج کر آخری حدوں تک پہنچ چکا تھا جب اسما نے آندھی، طوفان کی طرح دروازہ دھاڑ سے کھولا..... سامنے ہی ہادی کھڑا تھا۔ اپنے انک میں لتھڑے کاغذات ایک ہاتھ میں پکڑ کر، ایک ہاتھ میں نئی نکور جلی ہوئی شرٹ تھی۔ پانی سے بھری بالٹی کارپٹ پر رکھی تھی جسے وہ بطور ثبوت واش روم سے اٹھا کر لایا تھا۔ جس کے اندر اس کا موبائل فون پڑا نوحہ کناں تھا۔

اسما کی آنکھیں پہلے غصے اور پھر حیرت کی شدت سے پھٹ رہی تھیں۔ وہ مارے تحیر کے ارے، ارے کرتی رہ گئی..... یہ کیا ہوا تھا؟ اور کس نے کیا تھا؟ پھولن دیوی تو اس کمرے میں آتی نہیں تھی۔ اسما نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ ''کیوں چلا رہے ہو؟'' کیونکہ چلانے کی وجہ تسمیہ سامنے موجود تھی۔ اس کا دماغ ہی گھوم گیا۔

''یہ سب کس نے کیا؟'' اسما نے چکراتے ہوئے سر کو بہ مشکل تھاما۔ ''یہ سب کس کی شرارت ہے؟'' ہادی کے لیے اس کا حواس باختہ ہونا ہی کافی تھا۔

''میرے ان بچوں کی جو عالم بالا میں تڑپ رہے ہیں..... دنیا میں آنے کے لیے.....'' وہ جل کر غصے میں بولا۔

ہادی کا جواب پہلے تو اسے سمجھ نہیں آیا۔ پھر جب بات پلے پڑی تو اس نے ہادی کو گھور کر دیکھا۔

''کبھی کوئی بات ڈھنگ کی کر لیا کریں..... میں پوچھ رہی ہوں، یہ کس کا کارنامہ ہے؟'' اسما شرٹ کو اس کے ہاتھ سے کھینچ کر جھرجھراتے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔ اس کی حیرت اور تفکر کا کوئی انت نہیں تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے وہ شرٹ کو صحیح سلامت الماری میں لٹکا دیکھ چکی تھی۔ تب شرٹ پر ایک داغ نہیں تھا۔ اور اس وقت مکمل جلی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہوئی نظر آرہی تھی۔ اسما کا دماغ کیسے نہ گھومتا۔

''جنوں کا..... بھوتوں کا، چڑیلوں کا۔'' ہادی نے کلس کر کہا۔ ''اب مجھے کیا پتا، کس نے اتنی بے دردی کے ساتھ میری شرٹ پر اپنی جلن نکالی ہے، تم خود سے پوچھو۔''

''میں خود سے؟'' اسما کا مارے حیرت کے منہ کھل گیا تھا۔ ''کیا یہ میں نے کیا ہے؟''

''تو اور کس نے کیا ہے؟'' وہ چمک کر بولا۔ ''اس کمرے میں تمہارے علاوہ کون آتا ہے؟ کیا میری دو تین اور بھی بیویاں ہیں؟ جو تم سے نظر بچا کر میرے کمرے میں دندناتی پھرتی ہیں؟ جاتے سے میرے ہاتھوں تمہاری ''گت'' بنوانے کے لیے ڈھیر سارے نقصانات کر جاتی ہیں۔''

اسما اس کی بلاوجہ ہانک پر توجہ دیے بغیر سر تھام کر بیٹھ گئی۔ کچن میں چولھا جل رہا تھا۔ ناشتا تیاری کے آخری مراحل میں تھا۔ اور صبح، صبح ہادی نے یہ الگ سے پنچایت لگا رکھی تھی۔ اسما کے پلے تو کچھ نہیں پڑ رہا تھا۔

''دوسری اور تیسری کے خیالوں میں ہی رہنا۔'' اس کا انداز واضح طور پر کسیلا تھا۔ ''لیکن آپ کو کوئی گھاس ڈالنے والی نہیں اب۔''

''یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو۔'' ہادی پھڑک کر رہ گیا۔ ''ارے، میں ایک پکار لگاؤں تو گیٹ کے باہر لائنیں کھڑی ہو جائیں گی۔ تم مجھے سمجھتی کیا ہو؟''

''بھکاریوں کی لائنیں لگ جائیں گی۔'' اسما نے اسے ٹھنڈا کیا تھا۔ وہ تاؤ کھا کر رہ گیا۔

''میں پوچھتا ہوں، میرے نقصان کون کرتا ہے؟'' موضوع سے ہٹتے دیکھ کر وہ ایک مرتبہ پھر اسما کو گھسیٹ لایا تھا۔

''مجھے کیا پتا؟ کوئی چڑیل ہوگی..... جسے مجھ سے رقابت کی وجہ سے آپ کو ستانے میں مزہ آتا ہوگا۔ آپ کی زوجہ محترمہ بننے کی خواہش رکھتی ہوگی۔'' اسما نے تپ کر کہا۔

''چڑیل ہی تو ہے۔'' ہادی اپنے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ مار کر رہ گیا۔

''کہاں ہے وہ؟'' اسما نے حیرت سے پوچھا۔

''یہ میرے سامنے کھڑی۔'' ہادی کا انداز بدل گیا۔ کسیلے تاثرات کی جگہ نرمی اتر آئی تھی۔ اسما اس طرزِ تخاطب پہ بل کھا کر رہ گئی۔ پھر اس نے تاک کر اس کے ہاتھ میں پکڑی شرٹ کو دیکھا۔ یہ معاملہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

''زبان سنبھال کر بات کیا کریں..... ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔'' اسما نے وارننگ دینے والے انداز میں کہا تو ہادی معنی خیزی کے ساتھ پھیلتا چلا گیا۔

''یعنی کہ دھمکی..... بلے اوئے بلے۔'' اس نے سر دُھن لیا۔ ''ہاں بتاؤ، ورنہ کیا کرو گی تم؟'' وہ اسے بولنے پر اکسا تا مزے سے کہہ رہا تھا۔ کتنے دنوں بعد اسما آج ہتھ لگی تھی۔ وہ بھی اس کی بھرپور ذہانت کی وجہ سے..... اسے اپنی ''چال'' پر پیار آ گیا تھا۔ اور اس تکرار پہ بھی..... جو اتنے ڈھیر سے ہفتوں بعد مزہ دوبالا کر گئی تھی۔ وہ اسما کے ساتھ لڑنے کا عادی ہو چکا تھا۔

''ورنہ، آپ کی ''مکارانہ چال'' کو آپ پہ الٹ دوں گی۔'' وہ دانت کچکچا کر بالٹی پہ جھک آئی پھر اس نے موبائل نکال کر ہاتھوں میں لیا..... ہادی اس کے جواب کو سمجھ نہیں پایا۔

''کیا مطلب؟'' وہ لمحہ بھر کے لیے ہونق ہوا..... اسما نے شرٹ کھینچ کر دوبارہ جائزہ لیا..... پھر موبائل دیکھا۔ پھر کاغذات نظر میں رکھے۔ بعد میں اس نے اپنی تیز حسیات سے کمرے میں پھیلی ناگوار بو کو محسوس کیا جو اندر آتے ہوئے بھی اس کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔

اس نے نگاہ گھما کر آئرن اسٹینڈ کی طرف دیکھا پھر قدم اس طرف بڑھا دیے۔ ہادی کو اچنبھا ہوا تھا۔ یہ کیا کرنے لگی تھی؟

اسما نے استری پہ ہاتھ رکھا اسے استری گرم محسوس ہوئی تھی۔ پھر اس نے پلٹ کر ہادی کو دیکھا وہ کچھ بوکھلا رہا تھا۔ اسما ایک مرتبہ پھر اس کے قریب آئی تھی۔ اب وہ ہادی کے انک لگے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ اناڑی پن سے کاغذات خراب کرنے کے چکر

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں وہ اپنا پول خود کھول چکا تھا۔ اب اس نے بالٹی سے موبائل نکالا۔

موبائل آل ریڈی خراب تھا یعنی ناکارہ ہوا رکھا تھا جسے ہادی نے بالٹی میں گرادیا تھا۔ محض ڈرامہ رچانے کے لیے۔ وہ اس سب کا راز پا چکی تھی۔ اسما اب کڑے تیوروں سے اسے گھور رہی تھی۔ اور وہ نگاہیں چراتا اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔

''شرٹ کو خود بلا کر پہلے سے ناکارہ ہوا موبائل پانی میں ڈبو کر، کاغذات انک سے خراب کر کے الزام ہمارے سر رکھنے کا مطلب اور مقصد پوچھ سکتی ہوں۔'' اسما نے چبا، چبا کر اپنے الفاظ ادا کیے وہ بوکھلاتا ہوا پہلے تو آئیں بائیں کرنے لگا تھا پھر ڈھٹائی سے مسکرا دیا تھا۔

''مقصد تو صاف ظاہر ہے، تمہیں یہاں بلانا۔'' وہ آنکھوں میں شرارت لیے مسکراتا رہا۔ اسما کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیل گئی تھیں۔

ہادی کی خباثت پر اسما کا مارے غصے کے برا حال ہوگیا۔ وہ اسے گھورتے ہوئے پلٹنے ہی لگی جب ہادی نے ارے، ارے کرتے ہوئے زبردستی اس کا ہاتھ تھام کر روک لیا۔ اس جھٹکے کے ساتھ کہ اسما اپنا توازن بحال نہیں رکھ سکی اور اسی جھٹکے کے ساتھ ہادی سے ٹکرا گئی۔ اس کی ناک اس کے کندھے سے لگی تھی۔ اسما کی تکلیف سے بے ساختہ آہ نکل گئی لیکن دوسرے ہی پل اچانک کچھ عجیب ہوگیا تھا۔ ہادی نے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار تان لیا۔ یوں کہ اسما اس حصار میں پھڑ پھڑا بھی نہ سکی۔

''یہ کیا بدتمیزی ہے؟ چھوڑیں مجھے۔'' اسما نے مارے غصے اور جھنجلاہٹ کے بے ساختہ کہا۔ ہادی کی یہ گستاخی یا شرارت اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔ وہ احساسِ توہین سے سلگ اٹھی۔ اس نے اسما کو چھونے کی جرأت کیوں کی تھی؟ کیا وہ ایسی گری پڑی تھی؟ جب وہ چاہتا تذلیل کردیتا، جب چاہتا دھتکار دیتا، جب چاہا ہاتھ بڑھا کر تھام لیتا..... اور وہ اس کے اتنے سے التفات پر اس کے قدموں میں بچھ جاتی۔

ہادی کو شاید یہی بھول تھی لیکن اسما کی انا کو یہ گوارا نہیں تھا۔ وہ اپنی بار، بار تذلیل کروانے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔

''اس کو بدتمیزی نہیں کہتے..... پیار کہتے ہیں۔'' اس نے پیار کا تھوڑا عملی مظاہرہ بھی کیا تو اسما مزید مشتعل ہوگئی۔

''پیار.....؟'' اسے کرنٹ لگا..... یوں محسوس ہوا جیسے ہادی نے اسے کوڑا دے مارا ہو۔ وہ ذلت و توہین کے احساس سے سرخ پڑ گئی۔ کیا اس کی اتنی ہی اوقات تھی؟ اپنے برے رویے پہ ایک حرفِ معذرت کے بغیر اپنا حق جتانا۔ وہ ایک بوند معذرت کی حق دار بھی نہیں تھی۔

اس کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کرنے کے بعد اب وہ دوستانہ تاثرات سجا کر کھڑا تھا۔ کیا سالی تعلقات کے لیے؟ اسما کا رم، روم سلگ اٹھا تھا۔

''مجھے آپ کا پیار نہیں چاہیے۔'' اسما نے بہت سوچ سمجھ کر اسے سنسنی توڑ جواب دیا..... وہ لمحہ بھر کے لیے بھونچکا رہ گیا۔ پھر کھل کر مسکرا دیا تھا۔

''کیا واقعی؟'' اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ ''یہ تم دل سے کہہ رہی ہو؟'' وہ ٹٹولتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''کوئی شک ہے کیا؟'' اسما نے تلخی سے جتلایا تھا..... وہ پھر سے گہری سانس کھینچتا مسکرا دیا۔

''مجھے شک نہیں..... یقین ہے، تم مجھ سے پیار کرتی ہو اور میری محبت بھی چاہتی ہو۔'' اس نے بڑے یقین بھرے لہجے میں اسما کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔

''بڑی خوش فہمی ہے؟'' وہ تڑخ کر رہ گئی۔

''کیا ثابت کردوں؟'' ہادی نے ایک مرتبہ پھر مسکرا کر اس کی خفا، خفا آنکھوں میں جھانکا۔ وہاں کیا کچھ نہیں تھا۔ غصہ، دکھ، کرب، بے بسی اور لاچاری بھی۔

وہ ہادی پر غصہ کر رہی تھی لیکن بے بس بھی تھی۔ وہ اس پر جتنا چاہے غصہ کرلیتی لیکن اسے چھوڑنے کا ارادہ کرنے کا گمان تک نہیں کرسکتی تھی۔

''کیسے ثابت کریں گے۔'' اسما کا لہجہ غضبناک ہوگیا تھا۔ اسے ہادی کی ڈھٹائی پر غصہ آتا رہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تمہیں اپنا کر۔" ہادی نے بڑی عجیب بات کہی اسما کو پہلے اچنبھا ہوا تھا پھر وہ استہزائیہ مسکرادی۔

"اور یہ بڑا آسان ہے ناں.....؟" اس کا لہجہ بہت کاٹ دار تھا۔ ہادی اس کے طنز مزے سے سہہ گیا۔

اب اسما کی باری تھی۔ وہ اپنی باری پچھلی نادانیوں میں پوری کر چکا تھا۔ اب اسما کو موقع دے رہا تھا وہ اپنی بھڑاس اور غصہ نکال لیتی۔ ہادی کو جی بھر کے برا بھلا کہہ لیتی۔ اس کے بعد مطلع صاف ہو جاتا لیکن کیا مطلع اتنی آسانی کے ساتھ صاف ہو سکتا تھا؟ کیا سب چیزوں کی ترتیب لوٹ سکتی تھی؟

اسما شدید حیران اور دم بخود تھی۔ ہادی کو کیا ہو رہا تھا؟ بلکہ اتنے دنوں سے ایسا ہی چل رہا تھا۔ وہ جتنا اسے نظر انداز کر رہی تھی۔ وہ اتنا قریب آنے کی کوشش کرتا تھا۔ کیا ہادی کی پسند بدل گئی تھی؟ کیا ہادی پچھلی باتوں کو بھلا چکا تھا؟ کیا ہادی اسے اپنانا چاہتا تھا؟

لیکن ایسا کیا ہوا تھا جس نے ہادی کے دل کو بدل دیا۔ کچھ بھی ہو جاتا، اسما کے لیے یہ بدلتی صورتِ حال بھی قابلِ قبول نہیں تھی۔ تب تک کہ جب اسے ہادی کی نیت کا پتا نہ چل جاتا کیونکہ وہ اب تک یہی سمجھ رہی تھی کہ ہادی کا بدلنا، التفات کے پھول نچھاور کرنا اور پیار، پیار کا راگ الاپنا ایک گہری سازش کے سوا کچھ بھی نہیں..... وہ اسے پیار کے جھانسے دے کر اپنی زندگی سے نکال کر باہر کرنا چاہتا تھا؟ کیا یہ ٹھیک تھا؟

☆☆☆

ہادی کے دل کا موسم کیا بدلا باہر کا موسم بھی بدل گیا۔ سردیاں اپنے اختتام کی طرف رواں دواں تھیں۔ اب پودوں پر نئی کونپلیں کھلنے کا موسم تھا۔ سبز پتوں کی پازیبیں بجی تھیں اور ننھی، ننھی کلیاں شاخوں پر کھلتی تھیں۔

ہادی اس دن جلدی گھر لوٹ آیا تھا۔ طبیعت خاصی خوشگوار تھی۔ اور آج کل تو وہ ویسے بھی بڑا خوش مزاج نظر آتا تھا۔ بہانے، بہانے سے اسما کے اردگرد گھومتا، اسے بلاوجہ کاموں میں الجھا کر تکرار کرتا۔ اسے تنگ کرتا، چڑاتا اور بولنے پر اکساتا..... اسما جو اتنے دنوں سے اسے جان بوجھ کر نظر انداز کر رہی تھی۔ اس کی حرکتوں پر عاجز آ کر پھٹ پڑتی۔ دو بدو جواب دیتی اور ہادی اپنے مقصد کی کامیابی پر خوشی سے..... بے حال ہو جاتا۔

دراصل اسما کا اسے نظر انداز کرنا اسے اپنی طرف متوجہ کر گیا تھا؟ یا اسما نے اپنے حسنِ عمل سے ہادی کے دل کو اپنی طرف دھیرے، دھیرے کھینچ لیا تھا؟ یا ساتھ رہتے رہتے، ایک کمرے میں اجنبیوں کی طرح سوتے، سوتے وہ ایک دوسرے سے آشنا ہو گئے تھے؟ کچھ نہ کچھ تو ضرور تھا۔

اسما سے کی جانے والی شدید نفرت کا دھیرے، دھیرے انجام ہو گیا تھا۔ بلکہ یہ نفرت ایک ہی جھٹکے کے ساتھ اسی دن زمین بوس ہو گئی تھی جب ہادی کو بہت ساری حقیقتوں کا ایک ساتھ علم ہو گیا تھا۔

اس روز وہ سرِ شام گھر آ گیا تھا۔ لبوں پر کوئی گیت گنگناتا ہوا۔ اماں، اماں پکارتا ہوا، اماں اس کی پکار پر دہل کر تخت سے اٹھی تھیں۔

"کیا ہوا ہے لڑکے! کیوں دہلا رہے ہو؟" اماں کی گھبراہٹ کا کوئی شمار نہیں تھا۔ ہادی اندر آ کر جوتے اتارتا دھپ سے صوفے پر ڈھے گیا تھا۔

"ہونا کیا ہے، وہ آپ کا باندر داماد آ گیا ہے۔" ہادی نے اپنے ہی انداز میں گلریز کے آنے کی اطلاع دی تھی۔

"ارے کب آیا؟" اماں بے ساختہ خوش ہو گئیں۔

"کل..... اور ابھی وہ دونوں یہاں آ رہے ہیں۔" ہادی نے مزید بھی اماں کو خوش کرنا چاہا تھا۔ اماں جیسے نہال ہو گئیں۔

"جگ، جگ آئے..... اس کا اپنا گھر ہے۔ کشف اور گلریز دونوں آ رہے ہیں ناں....."

"جی آپ کی بیٹی اسے اکیلا آنے دیتی ہے؟" ہادی نے ٹکڑا لگایا تھا۔ اماں نے اسما کو زور سے آواز دے کر کشف کے آنے کی اطلاع دی تھی۔ ساتھ کھانے پہ اہتمام کرنے کی ہدایت بھی دی تھی۔ اسما بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بے ساختہ خوش ہوگئی۔

''اچھا ہے اماں! کچھ رونق تو رہے گی۔''

''کیوں؟ تو میں اتنی بڑی رونق دکھائی نہیں دیتا؟ لوگ تو مجھے جانِ محفل کہتے ہیں۔'' ہادی نے اترا کر کہا۔

''مجھے دیکھ کر لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ آجاتی ہے۔'' اس نے مزید مبالغہ آمیزی سے کام لیا تھا۔

''جوکروں کا اور کام ہی کیا ہے؟'' اسما نے اماں سے بچ بچا کر فقرہ الٹ ہی دیا۔ ہادی لیٹے سے اٹھ بیٹھا۔

''ہیں.....؟ یہ تم نے جوکر کسے کہا؟ اماں! ہنس رہی ہیں آپ.....آپ کی باتمیز بہو مجھے جوکر کا نام دے رہی ہے۔'' اس نے فوراً اماں کی ہمدردی چاہی تھی۔ اسما صاف مکر گئی۔

''اب الزام مت لگائیں، پسند تو ویسے نہیں کرتے، اب الزامات لگانا شروع کردیے آپ نے۔'' اس نے طنزیہ انداز میں جتلایا۔ ہادی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا وہ پھر سے فارم میں آگیا۔

''کون کافر ''ناپسند'' کرتا ہے؟'' ہادی کے لہجے میں کچھ تو تھا جس نے اسما کو چونکا دیا تھا۔

''کیا سب کچھ یاد دلادوں؟'' اسما نے اذیت کی لہر دباتے ہوئے پھر سے طنز کیا۔ ہادی کی صورت اتر گئی۔ چہرے پر مردنی چھا گئی، آنکھیں بجھ سی گئیں۔

''تو اسما پچھلے حوالوں پہ طنز کرنے سے باز نہیں آئے گی، اب بھگتو ہادی۔''

''تم بھلا نہیں سکتیں؟'' اس کے لہجے میں التجا تھی۔ اسما کی آنکھوں میں کانچ سے چبھنے لگے۔

''آپ نے کبھی بھلانے کے لیے کہا تھا؟'' وہ لب کاٹتی انتہائی درشتگی سے بولی پھر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

''اگر اب کہہ دوں.....اور میں سب کہہ دوں؟ تو کیا تم پچھلا سب کچھ بھلا دو گی؟'' ہادی اس کے پیچھے تیزی سے کچن میں آگیا تھا۔ اماں نے انہیں آگے پیچھے اٹھتے دیکھا تو مسکرادیں۔ بیٹے کی بہو کے لیے.... بے قراری نے انہیں شاد سا کردیا تھا۔ وہ اندر ہی اندر بہت خوش ہورہی تھیں۔ شکر تھا، ہادی سنبھل گیا تھا۔ اسما جیسی نیک بیوی کو پاکر اس کے دماغ کا خناس باہر نکل آیا تھا۔ اس کا غصہ جاتا رہا تھا۔ اب تو ہادی کی خوش مزاجی ان میاں، بیوی کو ہر وقت سرشار اور خوش رکھتی تھی۔ وہ خدا کا شکر ادا کرتی تھیں۔ ہادی نے سنبھل کر انہیں سرخرو کردیا تھا۔

اس وقت اسما جھنجلا کر کچن میں آگئی تھی۔ اسے ہادی کی تکرار کا پتا تھا۔ جان بوجھ کر بات کو لمبا کردیتا اور اسما کو کشف اور گلریز کے لیے پُرتکلف کھانا بنانا تھا۔ کیونکہ کشف اس کی شادی کے بعد پہلی بار مرتبہ آرہی تھی۔ جیسے ہی اس نے کوکنگ کی شروعات کرنا چاہی، ہادی اس کے سر پر بلا کی طرح نازل ہوگیا تھا۔ وہ اس کے سر پر ہی نہیں اعصاب پر بھی بری طرح سوار تھا۔ اسما جھنجلا گئی کیونکہ اس کی باتیں وہی تھیں پرانی، گزرا ہوا وقت یاد دلانے والی۔ جو وقت اسما اپنے والد اور بھائی کی عزت اور خوشی کی خاطر زہر کی طرح پی گئی تھی۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونے دی تھی کہ اس پر کیا کچھ بیت چکا ہے۔

اور ہادی بات کو گھما پھرا کر اسی تلخ ترین وقت کے گرد حصار کھینچ لیتا تھا۔ وہی باتیں جو اسما کا دل ادھیڑ دیتی تھیں۔ وہی اذیت جو تب اسے لہولہان کیے رکھتی۔ وہی شرمساری جو اسما کو اپنی ہی نظر میں گرائے رکھتی کہ اس کے شوہر نے اسے دھتکار دیا تھا۔ ناپسند کردیا تھا۔ اور وہ تب بھی اسی گھر میں رہنے پر مجبور تھی کیونکہ اس معاشرے کے مروجہ اصولوں میں بیاہی ہوئی لڑکی کا میکے کی دہلیز پر آنا کئی طرح کی دفعات لگا دیتا تھا۔ اس سوسائٹی کے قوانین کی خلاف ورزی کا جرم بھی معمولی نہیں تھا۔ سو بہت ساری زنجیروں میں جکڑی اسما ضبط اور صبر کرنا تو جانتی تھی لیکن اپنے اوپر ہونے والی زیادتیوں اور ظلم کو بھلانا اتنی آسانی کے ساتھ ممکن نہیں تھا۔ چاہ کر بھی ممکن نہیں تھا۔ بہت کوشش کے بعد بھی ممکن نہیں تھا۔

اور ابھی ہادی پھر انہی زخم ادھیڑ دینے والے دنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سنو اسما! میں اگر اب کہہ دوں؟ اور سب کہہ دوں؟ تو کیا تم مجھ پر یقین کر کے پچھلا سب کچھ بھلا دو گی؟'' وہ نراس و آس میں ڈولتا بڑی امید بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اور اس سے سب کچھ بھلا دینے کی درخواست کر رہا تھا؟ کیا وہ سب کچھ بھول سکتی تھی؟ کیا سب کچھ بھلانا آسان تھا؟

اور اگر سب کچھ بھلا دینا آسان بھی ہوتا تو ایک عورت اپنی نفی ہوتی یا تذلیل و توہین کو کبھی برداشت نہیں کر سکتی تھی' یہ بہت مشکل تھا اور واقعی مشکل تھا۔

اسما کی خاموشی ہادی کے لیے سوہانِ روح تھی۔ اس کے اندر بے چینیوں کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ وہ اتنے صبر والا نہیں تھا جو اس کی چپ کو سمجھ کر واپس پلٹ جاتا۔ اسے جواب چاہیے تھا۔ وہ بھی من پسند، دل پسند جو اس کے اندر موجود اضطراب کو ختم کر دیتا۔ اس کی تکلیف کو کم کر دیتا۔ اس کے بے سکون دل کو شاد کر دیتا جو آگ اور بے قراری کی جلن اسے تڑپا رہی تھی اس پر پھوار ڈال دیتا۔

اگر وہ بدل گیا تھا تو اسما کو بھی بدلنا تھا..... ہر صورت، ہادی کو ایسی ہی دھونس جمانا آتی تھی۔

''اسما! جواب دو، میں تمہارے جواب کا منتظر ہوں۔'' وہ بے قراری سے اس کے قریب آ گیا تھا۔ پھر اس نے اسما کے ہاتھ سے زبردستی پیاز، لہسن پکڑ کر ٹوکری میں اچھال دیے۔ اسما پہلے تو جھنجلا گئی تھی پھر اس کی سنجیدگی اور اضطراب کو دیکھ کر اسے کہنا پڑا تھا۔

''کیا کہنا چاہتے ہیں آپ۔ مختصر بتا دیجیے۔'' اسے دعوت کا اہتمام کرنے کی جلدی تھی اور وہ ہادی کے ٹل جانے کی منتظر تھی۔ ہادی نے کچھ دیر کے لیے سوچا تھا پھر آنکھیں اس کے چہرے پر جما کر سب کہہ دیا۔

''میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں۔'' وہ ذرا رکا پھر گلا کھنکھار کر بولا۔ ''دراصل مجھ سے کال پر ''اسما'' بن کر گلناز نہیں تمہاری کزن اسرا بات کرتی تھی۔'' یہ انکشاف اتنا معمولی نہیں تھا جسے سن کر اسما اپنے پیروں پر کھڑی رہتی یا اپنے حواسوں کو سلامت رکھ پاتی یا اتنے بڑے پہاڑ سے انکشاف کو اپنی ننھی سی ذات پر جھیل پاتی، سب کچھ سن کر بھی لوہے کی طرح مضبوط رہتی' وہ اس انکشاف پہ بھربھری ریت کی طرح ڈھے گئی تھی۔ کچے گھڑے کی طرح ٹوٹ گئی تھی۔ ذرات کی طرح تحلیل ہو گئی تھی۔ وہ پورے قد کے ساتھ ''زمیں بوس'' ہو گئی تھی۔

یہ ہادی نے کیا کہہ دیا تھا؟ کیسا بھالا اس کے اندر اتار دیا تھا۔ کیسا نیزہ دل میں کھبو دیا تھا۔ کیسے دل کا خون کر دیا تھا؟ اس انکشاف کے بعد اسما کا نروس بریک ڈاؤن ہو جانا کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا۔ وہ بھی اس حال میں کہ اسما، ہادی کے پاس کھڑی تھی کچھ دیر پہلے ان کے درمیان کوئی بات چل رہی تھی۔ پھر اسما کا اچانک بے ہوش ہو کر گر جانا ایک کہرام مچا گیا تھا۔ پورے گھر میں کھلبلی مچ گئی تھی۔ اور ایک قیامت بپا تھی، پھولن دیوی کے بین اور واویلا..... اماں کا بار، بار غش کھانا..... کشف اور گلریز کا پہنچ جانا..... اسما کا ہوش و خرد سے بیگانہ ہو جانا ایسے لگ رہا تھا جیسے لمحوں میں سب کچھ فنا ہو گیا ہے۔

ہادی پہ قیامت ٹوٹ پڑی تھی، اس کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ اسما ان حالوں میں پہنچ جائے گی اسمایوں خرد سے بیگانہ ہو جائے گی۔ اس کے انکشاف کو وہ سہہ نہ پائے گی۔

اماں ہادی کو کسی طور پر بھی معاف کرنے پر تیار نہیں تھیں۔ ان کے ذہن میں پختہ خیال تھا۔ ہادی نے کچھ کہا ہے جو اسما اس طرح بے ہوش ہو گئی کہ ابھی تک اپنے حواسوں میں نہیں لوٹی۔

وہ اتنا بے قرار، دیوانہ ہوتا صدمے سے بے حال تھا جب اماں کے کچوکے بھی اسے اور لہولہان کر ڈالتے۔

''ارے، پسند نہیں تھی۔ یوں تو نہ کرتے، اسے زندہ رہنے کے قابل چھوڑتے، میں ہادی! تجھے کبھی معاف نہیں کروں گی۔'' وہ اسپتال کے ٹھنڈے کاریڈور میں پھپک پھپک کر روتی اسے دھمکا رہی تھیں اور ہادی ماں کے الزام پر تڑپ، تڑپ گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"کس کافر کو پسند نہیں تھی؟ کون اسے مارنا چاہتا تھا؟" وہ اذیت و درد کو نہ سہتا خود بھی تڑپ اٹھتا تھا۔ تب گلریز اور کشف اسے سہارا دیتے رہے تھے۔ اور کوئی مانتا یا نہ مانتا..... سمجھتا یا نہ سمجھتا..... یقین کرتا نہ کرتا لیکن ایک بات اٹل حقیقت کی طرح سامنے تھی۔ ہادی کی انتھک کوششوں اور ڈھیروں دعاؤں کی بدولت اسما نے اپنی بینائی کو لوٹتے پایا تھا۔

وہ جو ایک دھند تھی ہادی کی دعاؤں، محبتوں اور چاہتوں کی بدولت چھٹتی جارہی تھی۔

اور اسما اندھیروں میں ڈوبتی ابھرتی، ہادی کے ان انکشافات پر دم بخود ہوتی ابھی تک مہر بہ لب تھی۔ پنڈی سے عاشر اور بابا آئے تھے ساتھ گلناز اور اس کی امی بھی..... اسما کی اچانک بیماری کے لیے ان کا آنا جانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ وہ بھی اس صورت میں جب اسما کئی مرتبہ گلناز کو دھتکار چکی تھی۔ کئی مرتبہ اسے میسجز پہ گالیاں دے چکی تھی۔ اس سے نفرت و بیزاری کا اظہار کر چکی تھی۔

دھند کے پار منظر اب بھی غیر شفاف تھے لیکن رشتے اتنے شفاف، صاف اور روشن حقیقت کے مانند کھل کر سامنے آگئے تھے کہ اسے اب بھی یقین نہ آتا۔

ہادی کے بتا دینے پر، یقین دلانے پر اور پھر گلناز کا آکر تصدیق کر دینا۔ جیسے کوئی جواب ادھورا نہیں رہ گیا تھا۔ ہر جواب مکمل تھا۔ ہر حقیقت سامنے تھی۔ اپنی کریہہ صورت اور بدنما کردار کے ساتھ۔

اس دن اسپتال کے کمرے میں غروبِ آفتاب کی سنہری کرنوں کو الوداع کرتا ہادی مہر بہ لب اسما کے قریب آیا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے تسلی، دلاسے اور اعتماد بخشے دھیرے دھیرے بتا رہا تھا۔

"میں نے کہا تھا..... اگر سب کہہ دوں تو پچھلا بھلا دو گی؟ اور تم تب بھی اتنی ہی خاموش تھیں جتنی کہ اب..... میں تمہیں شروعات بتاؤں..... یا انجام بتاؤں۔ وہ ایک حقیقت جو پسِ آئینہ کو آئینہ بنا کر سامنے لے آئی۔ وہ حقیقت جو سارے جھوٹوں کو بے نقاب کر گئی۔ ایک کہانی، عام سی کہانی جو چھوٹی، چھوٹی کالونیوں میں چھوٹے، چھوٹے گھروں میں آنکھ کھولتی، سانس لیتی اور اپنی عمر کے سال و ماہ گزارتی آگے بڑھتی ہے۔ بڑی عام سی، روایتی سی، چھوٹی سی کہانی..... جس میں نہ کچھ عجیب ہوتا ہے نہ کچھ غریب ہوتا ہے لیکن اس میں احساسات، جذبے کبھی غریب یا مفلس نہیں ہوتے، نہ عجیب ہوتے ہیں۔ یہ عمر کے ساتھ، ساتھ نمو پاتے ہیں، بڑھتے ہیں، نشوونما پاتے ہیں، ایک بیج کے مانند کاشت ہو کر ایک فصل کے مانند ابھرتے ہیں۔ لیکن دیکھنا تو یہ ہوتا ہے وہ فصل کس نیت کے ساتھ ابھری، بڑی ہوئی، پک کر تیار ہوئی..... نیت سے مراد احساس کا نام ہے..... وہ ایک احساس جو اس نے یعنی اسمارا شکیل نے پہلی مرتبہ اپنے دل میں محسوس کیا۔ وہ احساس کون سا احساس تھا؟" ہادی نے سیاہ جلد والی ڈائری کا پہلا صفحہ کھولا اور اس کی آواز پورے کمرے کی فضا کو بوجھل اور دم بخود کر رہی تھی۔

اسما کی سماعتیں ایسے چوکنا تھیں اگر پتا بھی گزرتا تو اسے آواز آجاتی۔ ہادی اسے اس اسمارا کی زندگی کے ماہ و سال کی کہانی سنا رہا تھا جو اسمارا اس کے ساتھ، اس کے آنگن میں کھیل کود کر بڑی ہوئی تھی۔ جس کے بارے میں اسما کا دعویٰ تھا وہ اس کی بہترین دوست ہے۔ اور اسی اسمارا کو اسما جانتی تک نہیں تھی..... کیونکہ جس اسمارا سے ہادی متعارف کروا رہا تھا۔ وہ اسمارا تو اسما کی نگاہ سے ہمیشہ اوجھل رہی تھی۔ وہ اسمارا تو کوئی اور تھی جسے اسما آج تک بھی نہ جان پاتی..... اگر..... اگر ہادی ان انکشافات سے پردہ نہ اٹھاتا..... وہ انکشافات جو اسما کو بسترِ مرگ تک لے آئے تھے۔ وہ انکشافات جن کو سن کر وہ اب بھی دہاڑیں مار، مار کر روتی تھی۔ اس کا دل پھٹتا تھا۔ اس کی روح کرلاتی تھی۔ اور وہ سخت اذیت میں مبتلا تھی۔ ہادی نے ڈائری کا صفحہ پلٹا اور اسما کے قریب اس کی آنکھوں کے سامنے لے آیا۔ اس انداز میں کہ وہ ڈائری کو پکڑ کر کھڑا تھا..... اور اسما کی نگاہیں سطر، سطر پر پھسل رہی تھیں۔ اور وہ اسمارا کی لکھائی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کو پہچانتی دم بخود سی لفظوں کی آنکھ مچولی میں کھو گئی۔ جہاں اسارا اپنے ایک اور ہی وجود کے ساتھ موجود تھی۔ اس کے دل پر شب خون مارتی ہوئی۔

''وہ گلابی جاڑے کے دن تھے۔ اتنے خوشگوار بھی نہیں، مجھے جاڑا پسند نہیں تھا۔ ہر طرف سیلاہٹ اور گیلاہٹ بکھر جاتی تھی۔ دیواروں اور فرش سے سوندھی سوندھی باس آتی تھی جو طبیعت کو بوجھل کر دیتی، بیزار کر دیتی تھی اور مجھ پر تو جو بوجھل پن ازل سے سوار تھا۔ ہر وقت کا ایک نادیدہ بوجھ، جو کسی کو بتاتی یا نہ بتاتی..... ظاہر کرتی یا نہ کرتی میرے اندر دور تک جڑیں پھیلائے موجزن تھا۔ جو مجھے عجیب سے احساسِ کمتری میں مبتلا رکھتا..... مجھے رنجیدہ رکھتا، میں اسارا شکیل..... اپنے ماں، باپ کی اکلوتی، لاڈلی اور ایک لمبے عرصے تک ہر چیز پر اپنا ہی حق اور اجارہ داری سمجھنے والی..... اس وقت اس شکنجے میں کیسے بوجھل پن کا شکار ہوئی تھی۔ جب مجھے پتا چلا..... ہاں، جب مجھے پہلی مرتبہ علم ہوا، میں خلیل پھپا کے گھر میں، ان کے ٹکڑوں پر پلنے والی مغرور شہزادی تھی۔ کسی اور کے در پر پڑی..... یہ انکشاف کتنا تکلیف دہ اور اذیت ناک تھا۔ جس نے مجھ سے میری ذات کا فخر چھین لیا۔ مجھ سے میری پہچان چھان کاٹ کے دور پھنکوادی۔ مجھے میری نظر میں ذلیل کر دیا۔ میں سر اٹھانے کے قابل نہیں رہی، میں تن کر چلنے کے قابل نہیں رہی..... اور یہ پہلا انکشاف میری روح پہ اتارنے والی کوئی اور نہیں ہماری پڑوسن گلناز تھی۔ وہی گلناز، عاشر کی دیوانی..... اس سے میرے کبھی اچھے تعلقات نہیں رہے۔ میری امی کو بھی وہ پسند نہیں تھی۔ یوں میری نظر میں بھی اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ لیکن اس گھر میں گلناز کو بہت پروٹوکول دیا جاتا تھا۔ کیونکہ گلناز اور اسما کا چولی دامن کا ساتھ تھا۔ وہ گلناز جو میرے ''رقیبوں'' میں کبھی شمار ہوتی تھی..... اسما کی دیرینہ سہیلی تھی اور اس سے جب بھی میری منہ ماری ہوتی وہ مجھے طعنہ دیے بغیر نہ رہتی۔

''زبان سنبھال کر بولا کرو، جو خود کسی کے محتاج ہوں، وہ اتنا اکڑتے نہیں..... یہ اسما کا حوصلہ ہے جو تمہیں برداشت کرتی ہے۔ میں ہوتی تو تمہیں ایک منٹ میں اٹھا کر باہر پھینک دیتی۔ تم ناقابلِ برداشت قسم کی ہستی ہو۔'' گلناز کے یہ الفاظ میرے لیے تیزاب سے کم نہیں ہوتے تھے۔ وہ مجھے نہیں..... در پردہ میرے باپ کو بھی محتاجی کے طعنے دیتی تھی۔ ہم تین لوگ خلیل پھپا کے اعصاب پر ایک بوجھ کی طرح سوار تھے۔ میرے ابو ناکارہ انسان تھے۔ اپاہج، ہلنے جلنے والے بھی نہیں تھے۔ اور خلیل پھپا تب سے ہمیں ترس کھا کر اپنے گھر لے آئے تھے۔ جب سے ماموؤں نے بھی ہمیں دھتکار دیا تھا۔ ہمیں اپنے گھر سے نکال دیا تھا۔

کون کرتا تین جانوں پر خرچ..... ابو کی بیماری، امی کی تلخ زبان..... اور میرے نخرے بھلا ماموؤں کو ہمیں گھر رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ میرے نخرے برداشت کرنا ان کی بیویوں کے حوصلوں سے اوپر کا کام تھا سو ہمیں یہاں آنا پڑا۔ ہم تب سے خلیل پھپا کے گھر میں اپنے پورے راج پاٹ کے ساتھ رہتے آرہے تھے اور میرے نخرے اٹھانے والے یہاں پر تین لوگ اور بھی موجود تھے۔ وہ تین لوگ جو مجھے..... بے دریغ چاہتے تھے جن کی محبت کو میں اپنا حق سمجھتی تھی، میری امی اور ابو کے بعد..... خلیل پھپا، عاشر اور اسما..... مجھے میری ہی ذات میں منفرد بنانے والے..... یہ لوگ میرے زرخرید غلام تو نہیں تھے مگر غلاموں سے بڑھ کر میری قدر اور خدمت میں پیش، پیش رہتے۔

عاشر کی میں بچپن سے منگیتر تھی اور عاشر مجھے دیوانگی کی حد تک چاہتا تھا۔ ہاں، تب میرے دل میں بھی عاشر کا خیال بسیرا کرنے لگا۔ عاشر اچھا تھا، گڈ لکنگ، پڑھا کو اور نوکری والا..... سب سے بڑھ کر مجھے چاہنے والا..... پھر اس گھر پر میری حکومت رہنا تھی عمر بھر..... امی مجھے یہی احساس دلاتی تھیں کہ میں عاشر کو اپنے حسن کے حربوں سے قابو کرتی رہوں، اسے کہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور جانے مت دوں..... کہیں اور سے مراد.....؟ کسی اور سے مراد؟ یقیناً ہمارے پڑوس میں..... وہی میری ازلی رقیب گلناز، جو نہ جانے کب سے عاشر کی چاہ میں پاگل ہو رہی تھی۔ اور عاشر اسے منہ تک نہیں لگاتا تھا۔ اسے دیکھتا تک نہیں تھا، عاشر کہیں اور کیسے دیکھ پاتا؟ مجھ سے اس کی نگاہیں ہٹتی تو تب ناں؟ وہ میرے حصار سے نکلتا تو تب ناں؟ اسے گلناز کی بے کھوٹ محبت نظر آتی، گلناز کی چاہت دکھائی دیتی۔ اور اسما سے میری کوئی رقابت نہیں تھی۔ کوئی عداوت نہیں تھی، وہ کم گو سی کزن تھی، فرمانبردار نند تھی۔ خدمت گزاری میں اس جیسا کوئی بھی نہیں تھا۔ مجھے اسما نہ کبھی بری لگی نہ اچھی..... بس بیچ کا معاملہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہا۔ کاش آگے بھی ایسا ہوتا مگر یہاں پہ میری سیدھی سادی زندگی میں بڑا مشکل موڑ آگیا تھا۔ لکھوں تو کیسے لکھوں؟ سمجھ نہیں پاتی؟ میری ایک غلطی، میری ایک ضد، میری ایک نادانی، میری ایک کم عقلی..... مگر دل کا بوجھ ہٹانا تو ہے..... الٹنا تو ہے۔ پھر اس ڈائری پہ کیوں نہیں؟ تم تک کیوں نہیں؟ تاکہ تم مجھے معاف کرسکو..... گلناز اور میرے درمیان ہمیشہ فاصلہ رہا۔ نہ وہ مجھے پسند کرتی تھی نہ میں اسے۔ وہ مجھے اس لیے نہیں پسند کرتی تھی کہ میں عاشر کی منگیتر اور محبوبہ تھی۔ وہ مجھے بغیر کسی وجہ کے ناپسند تھی۔ میں اور امی اس کو تپانے اور ستانے کی خاطر پوری کالونی میں اس کے خلاف بے پر کی اڑا کر اسے ٹارچر کرتے تھے۔ اس کے ساتھ، ساتھ میں اسما کو بھی لمبے، لمبے خط، فون اور میسج لکھ کر گلناز کے خلاف کرتی۔ کیونکہ میں چاہتی تھی گلناز کا اس گھر میں آنا جانا ختم ہو جائے۔ مجھے لگتا تھا، گلناز میری راہ کا کانٹا ہے۔ مجھے جب بھی نقصان پہنچا..... تو وہی پہنچائے گی، شروع سے میرے دل کو یہی دھڑکا تھا۔ گلناز ہی میرے رقیبوں میں سرِفہرست تھی۔ اسما کو میں کسی گنتی میں شمار نہیں کرتی تھی۔ پھر اسما سے کسی کو گلہ بھی نہیں تھا۔ مجھے بھی نہیں..... کیونکہ اسما ایک بے ضرر کردار تھی۔ وہ کسی کو برا کہتی تھی نہ سمجھتی تھی۔ نہ اسے میرے ذہن کی بدلتی کیفیات کی خبر تھی، نہ وہ ٹوہ میں رہتی تھی لیکن اس بے ضرر کردار کے ساتھ میری اچانک ٹھن گئی تھی۔ اسما میری رقیب کیسے بن گئی؟ اسما کو میں نے اپنا دشمن کب سمجھا؟ وہ مجھ سے دور کیسے ہوئی؟ ہماری دوستی میں دراڑ کیسے آئی، ہم ایک دوسرے سے کیسے الگ ہوگئیں، وجہ کوئی اتنی معمولی نہیں تھی جسے آرام سے بیان کردوں؟ بڑا مشکل مرحلہ تھا یہ سب لکھنا اور پڑھنا..... اور کہنا، سننا میں تو خود حیران تھی میرے ساتھ کیا ہوا؟ ایک عام سے بندے کی تصویر نے مجھ پر کیسا جادو کردیا.....؟ میں خود سے اور اردگرد سے بیگانہ ہوگئی..... میں اپنے آپ میں نہ رہی..... اور میں کسی کے لیے بھی نہیں رہی..... میں خود غرض بن گئی، لکھوں تو کیسے لکھوں؟ کہوں تو کیسے کہوں؟ اپنی خود غرضی کا قصہ؟ اپنی مادیت پرستی اور ہوس کا بیان؟ کیسے سب کہوں؟ میری بیچاری سی بے ضرر سی کزن اپنی پڑھائیوں میں لگی رہی اور میں اس کا منگیتر لے اڑی..... ارے، اڑی کہاں؟ بس وہیں تک رہی..... اسی چار دیواری تک؟ اسی گھر میں جو ہادی کو دیکھ لینے کے بعد کسی جیل سے کم نہ لگتی تھی۔ یہ گھر جو کبھی عاشر کے حوالے سے پیارا تھا اب کوئی قبرستان سا دکھتا..... ایک کھنڈر سا، ویران، بے رنگ، بے رونق..... انتہائی برا، بوسیدہ، کم از کم ہادی کے گھر جیسا تو نہیں تھا، تب مجھے اس گھر سے بیزاری ہوگئی تھی، وہ دن بڑا خوشگوار طلوع ہوا تھا..... اس دن کی خوب صورتی کے بارے میں کیا لکھوں؟ شاید الفاظ کم پڑ جائیں، مجھے اس دن سے پیارا کوئی دن آج تک نہیں لگا۔ وہ دن سنہری حرفوں سے لکھنے والا دن تھا۔ بڑا گلابی، گلابی سا..... اس دن میں نے ہادی کو روبرو دیکھا تھا۔ اتنا قریب کہ مجھے گمان نہیں ہوتا، یقین تو دور کی بات تھی میں خود میں نہ رہی..... اور ہادی بھی مجھے دیکھ کر دم بخود رہ گیا..... میرا حسن کوئی ایسا تو نہیں تھا کہ جو کسی کو ایک نگاہ میں جکڑ لینے کی صلاحیت نہ رکھتا؟ تب ہادی بھی میری ایک نظر کا اسیر ہوگیا..... مجھے تب ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اندازہ ہوگیا تھا، ہادی کا دل مجھ پر آ گیا۔ ایک حیران کن معاملہ اس دن پیش آیا تھا۔ جب ہادی ہمارے گھر آیا، تب گھر میں کوئی نہیں تھا۔ عاشر، پھپا، امی، ابو وہ دروازے سے آگے نہ بڑھا، میرے اصرار پر بھی، جب اسے پتا چلا کہ گھر میں میرے سوا کوئی نہیں..... وہ اپنے کسی کام کے سلسلے میں آیا تھا۔ بہت جلدی میں تھا، ٹھہرا نہیں، گیٹ سے آگے بڑھا ہی نہیں۔ اس کا محتاط رویہ میرا دل لوٹ کر لے گیا۔ اور میرے حسن کی صوفشانی نے ہادی کا چین چرالیا۔ مجھے اس کی گفتار، انداز اور حاضر جوابی اپنے سحر میں جکڑ گئی پھر اس دن والا اس کا محتاط رویہ؟ لیکن جاتے سے اس نے جو الفاظ کہے وہ میرا چین اڑا لے گئے تھے، ہادی نے کہا۔

''اسما میں نے آپ کو ویسا ہی پایا۔ جیسا منگنی کی تصویروں میں دیکھا..... جیسا بابا نے بتایا۔ آپ بہت حسین ہو..... اور میں خوش نصیب.....'' ہادی کے یہ الفاظ مجھے کبھی بھولے نہیں..... وہ مجھے اسما سمجھ رہا تھا۔ اور اس نے مجھے اسما ہی سمجھا..... منگنی کی تصویروں میں ہر طرف میں ہی چھا رہی تھی۔ پھر اصل اسما کہاں سے نظر آتی؟ ہادی مجھ پر فدا ہوا اور میں ہادی پہ..... بعد کے مرحلے اتنے آسان تھے کہ یقین ہی نہیں آتا..... ہادی میرے اتنے قریب آتا گیا لیکن یہ کیسے ہوا؟ عاشر کے موبائل سے ہادی کا نمبر چرا کر اسے پہلی کال کرنے سے لے کر اچانک اسما کی شادی طے پا جانے تک میں ایک خواب کے سفر میں اڑتی رہی، اڑتی رہی، یہاں تک کہ میری پتنگ کی ڈور اچانک کٹ گئی۔ میں زمین بوس ہوگئی۔ کیا میرے تصور میں تھا کہ ہادی اور اسما کی شادی ہی طے پا جائے گی؟ میں تو کچھ اور سمجھ رہی تھی۔ اور ہوتا کچھ اور جا رہا تھا۔ اور سب کچھ ہماری مرضی کے مطابق نہیں ہوتا؟ یہ مجھے تب سمجھ نہیں آتی تھی اب آ رہی تھی۔

جب مجھے پہلی مرتبہ پتا چلا کہ عبدل انکل دراصل ہادی کے لیے میرا پروپوزل لائے تھے اور پھپا نے عاشر کا نام بیچ میں لے کر عبدل انکل کو مایوس کر دیا تھا۔ پھر اپنی اسما کا ٹکٹ لگوالیا..... تب سے ہی ہاں، تب سے ہی مجھے اس گھر سے، عاشر سے اور اسما سے نفرت ہوگئی تھی۔ مجھے لگتا تھا، پھپا، عاشر اور اسما ہی میری خوشیوں کے قاتل ہیں، اگر عاشر اور میری بچپن کی بات طے نہ ہوتی تو آج میرا ہادی کے ساتھ رشتہ جڑ جاتا۔ اگر عاشر بیچ میں نہ آتا تو مجھے میری محبت ہمیشہ کے لیے مل جاتی۔ ہادی مجھے مل جاتا۔ پھر اس کا پروپوزل تو میرے لیے آیا تھا، اسما بیچ میں کیوں آ گئی، میرے ساتھ کتنا برا ہوا تھا۔ کتنا عظیم دھوکا ہوا تھا۔ کتنا ظلم ہوا تھا۔ وہ کم روی اسما ہادی کے گھر عیش کرتی اور میں اس پانچ مرلے کے مکان میں زندگی کو زنگ آلود کر دیتی..... یہ مجھے کہاں گوارا تھا۔ کیسے گوارا تھا؟ کس طرح گوارا تھا۔ پھر اس صورت میں کہ ہادی کو بھی مجھ سے محبت تھی۔ میرا ہر وقت کا اس سے رابطہ تھا حتیٰ کہ اس کی بہن، بھابی تک..... میں نے انہیں اپنی ایک، ایک فوٹو بھجوائی تھی۔ وہ لوگ غلط فہمی کا شکار تھے۔ اور مجھے ہی اسما سمجھتے رہے، میں نے بھی انہیں اصل حقیقت نہیں بتائی تھی۔ میں کیوں انہیں اصل سچ بتاتی؟ اب سوچتی ہوں اگر تب انہیں بتا دیتی تو حالات مختلف ہوتے..... شادی کی تاریخ تک میں کسی بھی فیصلے تک پہنچ نہ سکی۔ ہادی سے اچانک رابطہ ختم ہوگیا، ان دنوں میں آدھی پاگل ہو چکی تھی۔ پوری، پوری رات ہادی کا نمبر ٹرائی کرتی تھی، سیکڑوں کے حساب سے میسج کرتی، روتی رہتی، یہاں تک کہ خلیل پھپا کی مکاری، چالاکی سب کچھ جھوٹ، سچ بتا دیتا، کیسے پھپا نے میری جھوٹی منگنی عاشر سے ظاہر کر کے میرے ماں، باپ اور عبدل انکل کو دھوکا دیا تھا۔ میں نے اپنے دل کا سارا غبار میسج کے ذریعے نکال دیا تھا۔ اس کے بعد میں مطمئن ہوگئی، اتنا تو میں جان گئی تھی۔ میرا کوئی بھی واویلا یا غلط قدم اسما کی شادی رکوا نہیں سکتا، اسی صدمے نے مجھے بیمار کر دیا..... اور میں اسما کی رخصتی تک بیمار ہو کے منظر سے غائب رہی۔

اسما کی شادی کے بعد کچھ عرصہ میں نے خود پر صدمہ سوار رکھا پھر اچانک فیشن ڈیزائننگ کی کلاسز کے دوران میرا یہ صدمہ ختم ہوتا ہوتا آخر اپنے انجام کو پہنچ گیا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا تب مجھے حیرت ہوتی کہ زندگی اتنی محدود نہیں تھی محض ایک عاشر اور ہادی تک، ہادی سے مجھے جو کشش نما محبت ہوئی تھی وہ خود بخود دم توڑ گئی۔ کیونکہ اکیڈمی جانے کے دوران مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ مجھے ہادی سے محبت نہیں تھی۔ اگر یاد کروں...... یا بہت سوچوں تو ایک مرتبہ اسما کے چند الفاظ نے مجھے عجیب سی ضد دلا دی تھی...... اسے اعتماد تھا کہ اس کا منگیتر عام لوگوں کی طرح نہیں...... نہ وہ آج کل کے لڑکوں کی طرح فون ٹائپ چیزوں کو پسند کرتا ہے...... میں نے سوچا، ہادی کو اسی بہانے آزما لیتے ہیں، اسی آزمانے کے چکر میں مجھے ہادی سے محبت ہو گئی تھی جو اچانک زعیم علوی کو دیکھ کر ختم بھی ہو گئی۔

میں ایک لمبے سوگ میں پڑے رہنے کو بھول کر زعیم علوی کی شخصیت میں ڈوب گئی۔ وہ فیشن کی دنیا کا بادشاہ تھا۔ دبئی میں رہتا تھا اور کسی ایگزیبیشن کے لیے پاکستان آیا تھا۔ وہ میرے حسن کا اسیر ہوا اور میں اس کی دولت اور پرسنالٹی کی...... یوں میری زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو گیا۔ جس میں کسی عاشر کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اور ہادی تو اس میں تھا ہی نہیں۔ وہ تو ہوا کا جھونکا تھا اور چلا گیا۔ میں زعیم علوی میں مگن تھی جب عاشر کو میرے افیئر کی بھنک پڑ گئی لیکن یہ افیئر اب والا نہیں تھا۔ جی ہاں، وہ پہلے والا...... یعنی ہادی کے ساتھ میری دل لگی اور ٹائم پاسنگ یا پھر اس کی آزمائش کا وہ پیریڈ...... عاشر کا یہ شک، یقین میں تب بدلا جب اس نے میرے موبائل میں ہادی کا نمبر دیکھ لیا اور کچھ میسج وغیرہ بھی......

تب عاشر سخت ہراساں...... پریشان اور مشتعل تھا۔ پھر وہ کوئٹہ چلا گیا۔ اور میں دبئی...... میری بلا سے، وہ ہادی سے باز پرس کرتا یا اسما کو سب کچھ بتاتا، میں نے تو صاف مکر جانا تھا۔ اور گلناز کا نام لے دینا تھا۔ ویسے بھی مجھے ان سب کی اب پروا نہیں تھی اگر حقیقت کھل بھی جاتی سب کچھ عیاں بھی ہو جاتا، میرا خیال تھا امی کو زعیم پسند تھا سو میرے لیے اگلے مرحلے مشکل نہیں تھے۔ مگر جب میں نے شادی کے بارے میں امی، ابو سے ذکر کیا تو وہ دونوں ہی مجھ سے اکھڑ گئے...... امی بھی زعیم کو میرے شوہر کے حوالے سے پسند نہیں کرتی تھیں۔ انہیں بھی وہ معمولی تنخواہ دار عاشر پسند تھا...... جو عمر بھر مجھے ترسا، ترسا کے مارتا...... اور میں سسک، سسک کر اسی گھر میں اپنی زندگی کو ختم کر لیتی، آخر کیوں؟ مجھ سے یہاں پر ایک غلطی ہوئی، کورٹ میرج سے پہلے اپنی امی، ابو کو منا لیتی اور ہادی سے ایک میسج پہ معافی مانگ لیتی، بات ختم...... لیکن بات ختم کہاں تھی؟ مجھے تو اندازہ ہی نہیں تھا۔ ہادی اور اسما کے درمیان تعلقات ابھی تک خراب ہوں گے۔ میں سمجھی تھی اسما کا حسنِ عمل ہادی کو مجھے بھلانے میں تاثیر کا کام کرے گا۔ لیکن میرا یہ اندازہ غلط ثابت ہوا۔ جب عاشر کوئٹہ سے آگ بگولا واپس آیا یعنی اس کے شک کی کچھ نہ کچھ تصدیق ہو گئی تھی۔ اسما کی زندگی کا کوئی ''خلا'' دیکھ کر۔

''بظاہر وہاں پہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ لیکن مجھے نہیں لگتا اندرونی طور پر بھی کچھ ٹھیک ہے، تمہاری وجہ سے میری بہن کا گھر برباد ہوا تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔'' عاشر کے دھمکانے نے مجھے حقیقتاً بہت پریشان کر دیا تھا۔ میں تو ہادی اور ہادی کا قصہ بھول چکی تھی۔ وہ ٹائم پاسنگ، وقتی کشش اور آزمائشی پیریڈ پلان مجھے اب تو ہادی یاد تک نہیں تھا۔ پھر مجھے حیرت تھی۔ ہادی، اسما جیسی لڑکی کو پا کر بھی میرے خیالوں میں تھا؟ کتنا احمق تھا اور یہ سب قصۂ پارینہ بن چکے تھے لیکن مجھے لگ رہا تھا میرے ساتھ کچھ اچھا ہونے والا نہیں ہے۔ بالکل بھی نہیں...... سو میں نے زعیم سے مشورہ کیا اور ہم دونوں نے کورٹ میرج کر لی...... امی، ابو کچھ عرصہ تک ناراض رہے پھر انہیں ماننا ہی پڑا...... کہ نہ مان کر وہ کہاں جاتے؟ میں ان کی اکلوتی بیٹی تھی۔ وہ میری محبت میں مجبور تھے۔ میرا یہ قدم عاشر کے لیے ایک دھچکے سے کم نہیں تھا۔ لیکن میرے اندازوں کو یہاں پر منہ کی کھانی پڑی۔ میں جو سوچ رہی تھی کہ عاشر میرے غم میں دیوانہ ہو کر گلی، گلی صدائیں لگائے گا۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ بلکہ وہ میری کورٹ میرج کو سن کر بھی بڑا پُرسکون تھا۔ اور ایک دن مجھے اس کے پُرسکون ہونے کی وجہ معلوم ہو گئی۔ وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کیوں اتنا چین سے تھا؟ اس نے مجھ سے باز پرس کیوں نہیں کی تھی؟ ایک مرتبہ بھی میرے سامنے جھکا نہیں۔ اس نے اپنے بابا یعنی خلیل پھپا سے کہا...... ہاں تب ہی کہا تھا۔ جو امی کی زبانی مجھ تک بھی پہنچ گیا۔
''اسمارا اس قابل تھی ہی نہیں کہ میری بیوی بنتی ......جس نے رشتوں کی پاکیزگی کا بھی خیال نہیں رکھا......میری بہن کے گھر اور بر پہ نظر لگا کر بیٹھ گئی تھی۔ مجھے ایسی مادیت پرست لڑکی سے کوئی سروکار نہیں۔ جسے دولت کی ہوس ایک ہوس پرست انسان تک کھینچ کے لے گئی۔ جو آوارہ اور کردار میں زیرو ہے۔''
اس کے یہ الفاظ میرے منہ پر طمانچہ تھے۔ عاشر نے جو کہا تھا ٹھیک کہا تھا۔ لیکن تب میں عاشر کو للکار اور دھتکار آئی تھی۔ ایک حرفِ معذرت کے بجائے الٹا اسے ذلیل کرتی رہی...... طعنوں اور طنز کے تیروں ساتھ، میں نے اسے غریب، ناکارہ اور کنوئیں کا مینڈک تک کہا تھا۔ لیکن ضمیر کی خلش نے مجھے بہت جلد احساس دلا دیا۔ میں جو کھو آئی تھی، وہی میرا قیمتی اثاثہ تھا۔ وہی میرا سرمایہ تھا۔ تب تک میرے ہاتھ سے کشتی کے چپوار گر چکے تھے اور میں طوفانی موجوں کی زد میں ڈوبتی اور ابھرتی رہی۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا...... ہاں، اسما، گلناز اور پیارے عاشر......(اچانک تحریر بے ربط ہو گئی تھی) تم نے ٹھیک کہا، میں تمہارے قابل نہیں تھی۔ تمہارے قابل تو گلناز تھی، وہی جو تمہارے لیے خالص تھی، صرف تمہارے لیے۔ مجھے میرے ہر برے عمل کی سزا مل گئی...... زعیم علوی کی صورت میں۔ جو عاشر کے اندازوں سے بڑھ کر ذلیل، گھٹیا اور...... کیونکہ اسے نگر، نگر گھومنے کا سواد ہے۔ میرے تبغض، کینے اور مادیت پرستی نے مجھے نہ ختم ہونے والی سزا میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہ آزمائش کبھی ختم نہیں ہو گئی۔''
یوں لگ رہا تھا لفظ، لفظ رو رہے ہیں، بین کر رہے ہیں اور اپنی کم فہمی پہ نوحہ کناں ہیں۔ ڈائری کا آخری صفحہ آنسوؤں سے گیلا تھا اور اسما بغیر کسی کے بتائے بھی جانتی تھی کہ یہ آنسو کے قطرے کس کی آنکھوں سے گرے تھے؟ کون تھا جو اب بھی پچھتاوؤں میں گھر گھر کر آنسو بہاتا تھا، کون تھا آخر؟ ہادی نے اس کے سامنے سے ڈائری اٹھالی تھی۔ اب وہ اس کا صفحہ، صفحہ پھاڑ رہا تھا۔ پھر اس نے اسپتال کے کمرے کی کھڑکی کھول کر تمام کاغذ کے پُرزے ہوا میں اچھال دیے تھے۔ اب وہ دھیرے، دھیرے چلتا ہوا اسما کے قریب آرکا تھا۔ پھر وہ اسما کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ اسما کے گالوں پر بکھرے آنسوؤں کو پونچھ رہے تھے اور وہ تڑپ، تڑپ کر روتی بے خیالی میں ہادی کے کندھے سے آ لگی۔ یہ ایک بے اختیارانہ عمل تھا۔ ہادی نے اسے جی بھر کے رونے دیا...... رونے سے دل کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے...... اور اندر جمی کائی اور کثافت باہر نکلتی ہے۔ وہ اپنی بھڑاس نہیں نکال رہی تھی۔ وہ اپنے سارے دکھ، ساری تکلیفوں، بدگمانیوں اور آنسوؤں کو اندر سے کھرچ، کھرچ کر اکھاڑ رہی تھی۔ اسے یہ سب کرنا ہی تھا۔ کیونکہ بدگمانی کے پردے کھسک چکے تھے۔ اس کے لیے اسمارا کا ایک، ایک عمل دم بخود کرنے والا تھا۔
کیا یہ اس کی وہی کزن تھی جسے ان سب نے اپنی آنکھوں کا تارہ بنا رکھا تھا؟ اور اسمارا نے ان سب کے ساتھ کیا، کیا؟ اس نے ان سب کے دلوں پر کیسا شب خون مارا تھا؟ مگر اس سب میں خود اسمارا نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ یعنی اپنی کج فہمی کے چکر میں اس نے محض کھویا ہی کھویا تھا...... پایا تو کچھ بھی نہیں...... وہ جزا سزا کے بعد ہی ان تک اپنے معافی میں لپٹے الفاظ لے کر پہنچی تھی جو تقدیر کی ٹھوکر سے سنبھل کر آئے اسے معاف کر دینا چاہیے؟ اسمارا معافی میں لپٹے الفاظ لے کر پہنچی تھی........
اسمارا معافی کی حق دار تھی؟ اگر یہ لوگ معاف کر بھی دیتے تو اس کے پچھتاوے کم ہو سکتے تھے؟ اور اسما بہت سارو چکنے کے بعد اپنے ہلکے ہوتے دل پر ایک تازہ احساس ابھرتا محسوس کر رہی تھی۔ یہی احساس ہادی کے دل کو بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تازگی سے لبالب بھر رہا تھا۔ ان دونوں کی دھڑکنوں کے تال ملے تو ایک ساتھ دونوں کے لبوں پر روشن مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس نے اسما کو سنبھل جانے کی مہلت دینے کے بعد اپنی روداد سنانی چاہی...... ابھی اس کے دل پر بھی بوجھ دھرا تھا۔ اس کے لہجے میں بہتے پانیوں کی سی روانی تھی۔ اور وہ اپنا حالِ دل سنانے کو بے تاب تھا کیونکہ صبر اس میں تھا ہی نہیں۔

”اور تمہیں میں یہ سب میں تب ہی بتا دیتا...... جب مجھے پتا چل گیا تھا لیکن میں نہیں چاہتا تھا تم پر حقیقت آشکار ہو...... تمہیں تکلیف ہو جبکہ میں یہ بھی چاہتا تھا کہ جب تم تک پوری حقیقت پہنچے تب تک ہم دونوں کے درمیان موجود خلیج کا خاتمہ ہو جائے، میں تم پر اپنا اعتبار بحال کرنے کے بعد یہ سب کچھ بتانا چاہتا تھا۔ مگر عاشر کا اصرار بڑھتا رہا، وہ چاہتا تھا تمہیں سب کچھ بتا دوں جو ہم دونوں کے لیے باعثِ تکلیف اور حیران کُن تھا۔ جانتی ہو اسما! تمہیں دیکھ کر شادی کی پہلی رات مجھے حقیقتاً شاک لگا تھا۔ میں ایک عام سا انسان ہوں، جذبات رکھتا ہوں اور غلطیاں بھی کرتا ہوں، میں اپنے تاثرات، رویے اور اعصاب پر قابو نہیں پاسکا تھا۔ یہ ایک بشری تقاضا تھا، میں نے جس کی توقع کر رکھی تھی یا جس اسما کو سوچ رکھا تھا جسے دیکھ رکھا تھا، جس سے باتیں کی تھیں، وہ تم نہیں تھیں، میرے لیے یہ دوسرا دھچکا تھا۔ ایک عظیم جھٹکا، ایک پُر اذیت مرحلہ...... تم میری اس وقت کی کیفیت کو نہیں سمجھ سکتیں، میں تب پاگل ہو رہا تھا۔ پہلے صدمے سے کہ میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ پھر غم و غصے اور اشتعال سے پھر حقارت و نفرت کا سلسلہ چلا۔ میں نے تمہارا بہت دل دکھایا، تمہیں بہت کچوکے لگائے، تمہیں ذہنی اذیت دی، اس کے لیے میں تم سے معافی مانگتا ہوں لیکن تب سچویشن ہی کچھ ایسی تھی، مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا تھا، میرے ساتھ ہوا کیا ہے؟ مجھے ہر کوئی دھوکے باز لگتا، میں اپنے والدین سے بھی ناراض ہو گیا، اپنے بہن، بھائیوں سے بھی......اور تم تو میرے غصے کی ہاٹ لسٹ پہ

اس یادگار عید کا واقعہ

بہت پہلے کی بات ہے میں کوئٹہ بلوچستان ہاسٹل میں رہتی تھی تعلیم حاصل کر رہی تھی۔ یعنی اسٹوڈنٹ تھی۔ تمام اسٹوڈنٹ کو عید سے دو دن پہلے چھٹی دی کیونکہ سب کو ہی معلوم تھا کہ عید دو دن بعد ہوگی۔ خیر کلاس میں حاضری دینے کے بعد تمام اسٹوڈنٹ اپنا ضروری سامان لے کر اسٹیشن پہنچیں اور کوئٹہ ایکسپریس پر سوار ہوئیں اور سفر کا آغاز خوشی خوشی شروع کیا۔ عید کی خوشی بھی تھی اور ایک سال بعد گھر والوں سے ملنے کی خوشی بھی تھی۔ شام کو ٹرین میں روزہ کھولا اور سوچا کہ کسی اسٹیشن سے کچھ لے کر سحری کریں گے اور روزہ گھر والوں کے ساتھ کھولیں گے۔ رات دس بجے ٹرین میں افراتفری پھیل گئی۔ ہم لوگ بھی بہت پریشان ہوئے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہوا۔ سامنے سیٹ پر بیٹھی عورت نے بتایا کہ اعلان ہوا ہے کہ کل عید ہے، وہ بیچاری بھی اپنے دو چھوٹے بچوں کے ساتھ راول پنڈی جا رہی تھی۔ یہ سن کر پشاور اور دور، دور جانے والی اسٹوڈنٹ نے رونا شروع کر دیا کہ ہماری عید تو ٹرین میں ہی ختم ہو جائے گی۔ خیر ہم شام پانچ بجے گجرات پہنچے سردیوں کے دن تھے اندھیرا پھیل چکا تھا۔ عید ختم ہو چکی تھی گھر والے ہمیں اسٹیشن پر لینے آئے ہوئے تھے۔ ہم امی جان کے گلے لگ کر خوب روئے، اب عید تو واپس اگلے سال ہی آنی تھی۔ یہ عید میری زندگی کی یادگار عید تھی...... جس کے پل پل میں روتی رہی تھی اور بس نہیں چل رہا تھا کہ کس طرح اڑ کر اپنے گھر پہنچ جاؤں۔ اور اب آج اس واقعے کو سوچتی ہوں تو مسکرا کر رہ جاتی ہوں۔ مختصر کہ ہمارے ملک میں ریلیں تو ہمیشہ ہی لیٹ ہوا کرتی ہیں...... تعلیمی اداروں میں پہلے سے تعطیلات ہو جانی چاہئیں تاکہ سب مسافر بھی اپنی، اپنی منزلوں پر پہنچ جائیں۔

تحریر: فرخندہ جعفری، گجرات

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھیں۔'' وہ بات کرتے ہوئے مسکرایا۔

''پھر وقت کچھ آگے بڑھا تو تمہارے رویے، حلاوت، نرمی، محبت اور حسنِ اخلاق نے میری توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ گو کہ پہلے پہل مجھے یہی لگتا تھا کہ تم یہ سب بھی ڈھکوسلا کرتی ہو لیکن بعد میں مجھے تمہاری نیک نیتی پر یقین آ گیا۔ تم اندر سے بھی اتنی ہی خالص، شفاف اور حلیم تھیں جتنی کہ باہر سے۔ تم شیشے کی طرف شفاف تھیں، بے داغ تھیں، تمہارا رویہ ہی مجھے اپنا گرویدہ بنا رہا تھا۔ اگر یہ حقیقت نہ بھی کھلتی تب بھی مجھے تم تک ہی آنا تھا اسما..... وہ اس لیے کہ اللہ نے تمہارا ساتھ ہی میرے لیے آسمانوں پر لکھا تھا۔ ہمارا جوڑ اللہ نے بنایا تھا۔ پھر اسے کوئی کیوں اور کیسے توڑ سکتا تھا؟ پھر کچھ وقت گزرا تو میرے غصے، اشتعال اور جذباتیت پر گرد پڑی اور کچھ عقل کی کھڑکیاں، دروازے کھلے..... تب عزہ کے اصرار پر میں نے اس سارے ڈرامے کی کھوج میں اپنا خاصا وقت برباد کیا۔ لیکن یہ نہیں تھا کہ میرے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ مجھے تب کچھ کچھ نہیں بہت حد تک اندازہ ہو چکا تھا کہ تم اس ڈرامے کا حصہ نہیں ہو اور پلان ماسٹر کوئی اور ہے..... اس دن جب تم عزہ سے فون پر بات کر رہی تھیں تب میں ایک پورے دن کے لیے پنڈی چلا گیا تھا، میں نے تمہاری باتیں سن لی تھیں۔ اور اب میرا تجسس عروج پر تھا۔ مجھے اس سارے معاملے کو کھول کر سامنے لانا تھا..... اور پھر عاشر کا آنا بھی مجھے کھٹکا گیا۔ وہ اتنا ڈسٹرب تھا کہ مجھے اس کی ڈسٹربنس نے بھی تجسس کر دیا تھا۔ پھر میں نے اللہ کا نام لے کر اس کھوج کی شروعات کی اور پہلے ہی مرحلے پر مجھے گلناز نے بہت کچھ بتا دیا۔ اسے بھی اسما کی حرکتوں کا کچھ کچھ اندازہ تھا۔ اس نے تمہیں بھی بتانا چاہا تھا مگر تم اس کا فون نہیں سنتی تھیں۔ میسج کا ریپلائی بھی نہیں کرتی تھیں اور ایک مرتبہ کیا بھی تو محض گالیاں اور کوسنے دیے، وہ بیچاری دلبرداشتہ ہو گئی، اس کے بعد کی کہانی تمہارے سامنے ہے، اسارا نے خود اس ڈائری کو گلناز تک پہنچایا تھا اور اپنے جرائم کا اعتراف بھی کر لیا..... اور تھوڑی بہت اسے سزا بھی مل گئی۔ سو، میں نہیں چاہتا، اب ہمارے درمیان کبھی اسارا ڈسکس ہو، میں اپنی غلطیوں اور نادانیوں کی معافی مانگتا ہوں، چاہو تو سب کچھ بھلا کر اپنے اس خادم کو معاف کر دو کہ بشری تقاضوں کے تحت کمزوریاں ہر انسان میں ہوتی ہیں سو حسن پرستی مجھ میں بھی بدرجہ اتم موجود تھی، اب اس نگاہ کا قصور ہے یا کیا مجھے تم سا پری جمال چہرہ کسی حسینہ کا نہیں لگتا..... کیا میں امید رکھوں تم مجھے معاف کر دو گی؟'' ہادی نے اس کے ہاتھ نرمی اور ملائمت سے دباتے ہوئے بڑے نرم گرم جذبات کے ساتھ التجا کی تھی گو کہ بادبان تو کھل ہی چکے تھے۔ چڑھے دریا اتر چکے تھے اور طوفان کے رخ بدل چکے تھے، بدگمانیوں کے غبار چھٹ چکے تھے، مطلع صاف تھا، روشن تھا، رنگین بھی تھا، کیونکہ اسما نے اس سارے قصے میں ہادی کو ''بری'' قرار دے دیا تھا۔ اگر اسارا نے ہادی کو بے وقوف بنایا تھا یا کسی بھی طور ضد میں آزمایا تھا یا کسی وقتی جذبے کے تحت اس کو اپنے حصار میں کھینچا تھا تو آج سے بہت پہلے ہی اسارا کے حسن کا وہ حصار ٹوٹ چکا تھا۔

اسما کی خدمت گزاری، اطاعت، قناعت اور محبت نے ہادی کو مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ اسارا کی چال خود بخود الٹی طرف نکل گئی تھی۔ اور اس سارے پروسس میں عاشر اور گلناز کا ملن اسارا کی طرف سے دیے گئے ہر دھوکے، فراڈ، بے وفائی اور ذلت کے بدلے میں اللہ کی طرف سے سب سے بڑا انعام تھا۔

گلناز کی سچی محبت رنگ لائی تھی اور اسے عاشر جیسے مہربان بندے کا ساتھ نصیب ہو گیا تھا۔ اور اسارا اپنے ہی غلط فیصلے کے حصار میں بطورِ سزا آج تک... پھڑپھڑا رہی تھی۔ اور اس وقت اپنے کمرے کی کھلی کھڑکی سے باہر جھانکتی اسما کھلے آسمانوں سے اترتی شفق کو دیکھ رہی تھی۔ ہاں وہی شفق جو دیارِ صبح کے اجالوں کو گھما پھرا کر اس کے آنگن میں کھینچ لائی تھی..... ہمیشہ کے لیے۔

ختم شد

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY